فرقہ غیر مقلدین (نام نہاد اہل حدیث) کی گمشدہ اور یتیم اسناد کا علمی تعاقب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس تحریر کے آغاز سے پہلے میں قارئین کرام کو اس بات سے آگاہ کرنا چاہوں گا کہ فرقہ غیر مقلدین کی گمشدہ اور یتیم سند مجھ تک کیسے پہنچی۔

مارچ ۲۰۱۵ میں فرقہ غیر مقلدین اور نعمان اقبال کے درمیان ایک مناظرہ طے پایہ تھا جس کا موضوع علماءِ دیوبند و علماء غیر مقلدین کے عقائد پر مبنی تھا۔ اس مناظرے میں دونوں فریقین کی جانب سے اپنی اپنی علمی اسناد پیش کی گئیں، لہٰذا فرقہ غیر مقلدین کی طرف سے یہ سند پیش کی گئی جس کے بارے میں جناب شہزاد سلفی صاحب، خطیب جامع مسجد ذوالفقار محمدی اہلحدیث نے مناظرے کی شرائط میں یہ شرط رکھی تھی کہ دوران مناظرہ ان کی سند پر کسی قسم کی کوئی بات نہ ہوگی۔ یقیناً فرقہ غیر مقلدین کے شرکاء اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ ان کی پیش کردہ سند میں کئی ایسے نام ہیں جن کا وہ اہلحدیث ہونا تو کیا مسلمان ہونا بھی ثابت نہ کر سکیں گے اور نہ ہی اس سند کو امام بخاریؒ تک ثابت کر سکیں گے، لہٰذا انہوں نے مناظرہ شروع ہونے سے پہلے ہی شرائط میں یہ بات طے کر لی کہ ان کی سند پر کسی قسم کی گفتگو نہیں ہوگی۔

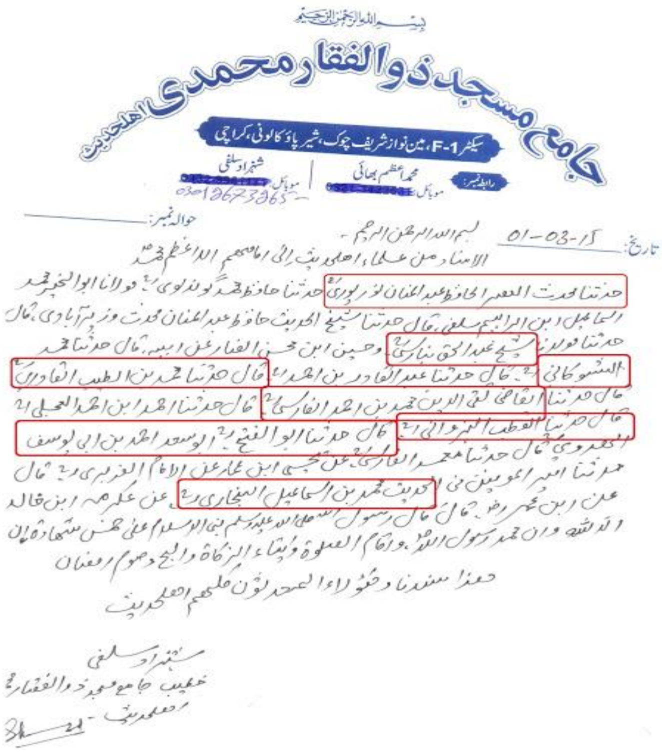
بسم اللہ الرحمن الرحیم
جامع مسجد ذوالفقار محمدی اہلحدیث
سیکٹر F-1، مین نواز شریف چوک، شیر پاؤ کالونی، کراچی
رابطہ نمبر: محمد اعظم بھائی موبائل [redacted] | شہزاد سلفی موبائل [redacted] 03019673965
حوالہ نمبر: تاریخ: 01-03-15
بسم اللہ الرحمن الرحیم

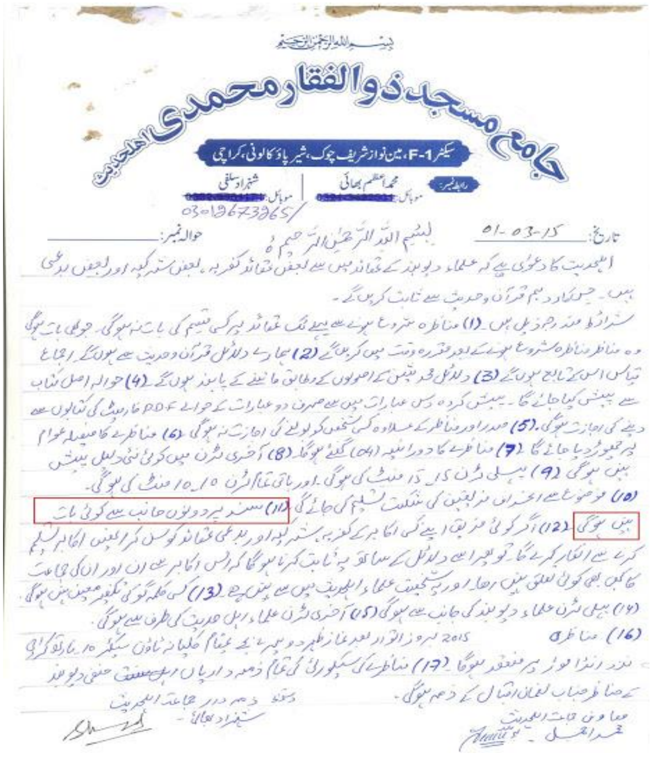
بسم اللہ الرحمن الرحیم
جامع مسجد ذوالفقار محمدی اہلحدیث
سیکٹر F-1، مین نواز شریف چوک، شیر پاؤ کالونی، کراچی
رابطہ نمبر: محمد اعظم بھائی موبائل [redacted] | شہزاد سلفی موبائل 03019673965
حوالہ نمبر: تاریخ: 01-03-15
بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرقہ غیر مقلدین کی کہانی ان کے اپنوں کی زبانی ویڈیو میں ملاحضہ فرمائیں

فرقہ غیر مقلدین کی گمشدہ اور یتیم سند کا تعاقب اور علمی محاسبہ پیش کرنے سے پہلے میں روافض کی چند علامات بیان کرنا چاہوں گا تاکہ قارئین کرام کو شیعہ روافض اور فرقہ غیر مقلدین (نام نہاد اہلحدیث) کے درمیان مماثلت کا علم ہو سکے۔

۱۔ صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخیاں کرنا، خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہنا۔

۲۔ خلفاءِ راشدین میں سے حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فیصلوں کو تسلیم کرنے سے انکار کرنا اور انہیں قرآن وحدیث کے خلاف بتانا۔

۳۔ ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ اجمعین) کی تقلید کا انکار کرنا اور ان کے مقلدین کو مشرک وکافر کہنا۔

۴۔ ائمہ اربعہ خصوصاً امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخیاں کرنا اور ان کے فتوں کو قرآن وحدیث کے مخالف بتانا۔

۵۔ اجماع امت اور قیاس شرعی کا انکار کرنا۔

۶۔ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو ایک شمار کرنا۔

۷۔ ۲۰ رکعات تراویح کا انکار کرنا اور اسے بدعت قرار دینا۔

۸۔ نکاح متعہ کے جائز ہونے کا اقرار کرنا اور اس کے حلال ہونے کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنا، اور بموجب قول الجرح مدنوع عورت غیبت شوہر میں جب دیر ہو جائے توجب چاہے نکاح کر لے، یہ بدلہ متعہ کا ان لوگوں نے قرار دیا ہے۔ اور فرقہ غیر مقلدین کے بانی عبدالحق بنارسی اور ان کے خصوصی شاگرد علامہ وحید الزمان صدیقی نے کھل کر جواز متعہ کا فتویٰ دیا ہے جس کو ہم انشاءاللہ ان کی کتابوں کے حوالوں سے ثابت کریں گے۔

۹۔ خود کو محمدی بتانا اور دوسروں کو غیر محمدی کہنا۔ جیسا کہ سپاہ صحابہؓ کے مقابلے میں شیعوں نے سپاہ محمد بنائی۔

۱۰۔ غیر مقلدین شیعوں کی طرح جمع بین الصلوٰتین کے قائل ہیں۔

۱۱۔ غیر مقلدین شیعوں کی طرح پاؤں کے مسح کے قائل ہیں۔

۱۲۔ دوران اذان حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کہنے کو جائز تسلیم کرنا۔

۱۳۔ ساس کے ساتھ زنا کرنے پر بیوی کو حرام نہ سمجھنا اور اسے اپنے نکاح میں ہونا تسلیم کرنا۔

۱۴۔ مشت زنی کے جواز پر شیعوں اور غیر مقلدین میں موافقت۔

۱۵۔ خنزیر کے اجزاء کے پاک ہونے پر شیعوں اور غیر مقلدین میں موافقت۔

۱۶۔ نماز جنازہ جہراً پڑھنے پر غیر مقلدین اور شیعوں میں موافقت۔

۱۷۔ عورتوں کے ساتھ وطی فی الدبر میں شیعوں اور غیر مقلدین کی موافقت۔

۱۸۔کتے کے پاک ہونے پر غیر مقلدین اور شیعوں کی موافقت۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:"وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا"۔"اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے، اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے"۔[سورۃ النساء:۱۱۵]

"حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ بْنِ أَنْعُمَ الْأَفْرِيقِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ، حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ، وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً، قَالُوا: وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي""۔"عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"میری امت کے ساتھ ہو بہو وہی صورت حال پیش آئے گی جو بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آچکی ہے، (یعنی مماثلت میں دونوں برابر ہوں گے) یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے اگر اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ زنا کیا ہو گا تو میری امت میں بھی ایسا شخص ہو گا جو اس فعل شنیع کا مرتکب ہو گا، بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی، اور ایک فرقہ کو چھوڑ کر باقی سبھی جہنم میں جائیں گے"، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ کون سی جماعت ہو گی؟ آپ نے فرمایا:"یہ وہ لوگ ہوں گے جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر ہوں گے""۔(جامع الترمذی: ج ۲، کتاب الایمان والسلام، باب امت محمدیہ کی فرقہ بندی کا بیان، رقم الحدیث ۲۶۴۱)

مندرجہ بالا حدیث کی بنیاد پر موجودہ دور کا ہر فرقہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اس حدیث میں جنتی فرقے کا مصداق ہے اور صرف وہی قرآن وسنت اور صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر ہے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ کیونکہ ہم اہل بیت کے ماننے والوں میں سے ہیں لہٰذا ہم وہ جنتی فرقہ ہیں، غیر مقلدین کہتے ہیں کہ کیونکہ ہم صرف کتاب وسنت کو ماننے والے ہیں لہٰذا صرف ہم ہی وہ جنتی فرقہ ہیں۔

ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:"وکل یدعی وصلا بلیلیٰ ولیلیٰ لاتقرلھم بذالک"۔"ہر ایک لیلیٰ کے وصال کا دعویٰ کرتا ہے لیکن لیلیٰ ان کے لئے اس چیز کا اقرار بھی نہیں کرتی"۔

تو ہر وہ جماعت جو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہی کتاب سنت اور صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر عمل پیرا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے اس دعویٰ کی دلیل پیش کرے۔ جبکہ حق بات تو یہ ہے کہ راہِ راست پر وہی فرقہ کہلائے گا جس کے متبعین نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے مبارک دور سے چلے آرہے ہیں جو اپنی جماعت کے لئے منہج کے طور پر اس حدیث کا خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرقہ ناجیہ کی صفت بیان کی ہے کہ:"مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي""وہ لوگ جو میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر ہوں گے"۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ بات سورج کی روشنی کی طرح واضح ہوگئی کہ جو لوگ صرف اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے دعویدار ہیں وہ فرقہ ناجیہ میں سے ہرگز

نہیں ہوسکتے کیونکہ نبی ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ: "عَلَى مَا أَنَا عَلَيْهِ فَقَطْ" "یعنی جس پر صرف میں ہوں"۔ بلکہ اس کے ساتھ اپنے صحابہ کو بھی شامل کیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا صحابہ کرامؓ اور خلفاءِ راشدین کا ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس حدیث کا اصل مصداق وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ کے بھی نقشِ قدم پر ہوں گے۔

فرقہ غیر مقلدین کی گمشدہ اور یتیم سند ملاحضہ فرمائیں

عبد المنانالنورفوري نا حافظ محمد الكوندلوي، نا عبد المنان الوزير آبادي، عن عبد الحقالبنارسي، عن الامام الشوكاني، عن السيد عبد القادر بن أحمد عن محمد بن الطيب عنمحمد بن احمد الفاسي عن احمد بن محمد العجل عن القطب النهروالي عن أبي الفتوح عنبابا يوسف الهروي عن محمد بن شاذبخت عن يحيي بن عمار عن الفربري عن الإمام البخاري۔

مندرجہ بالا سند کے بارے میں فرقہ غیر مقلدین نے اپنی ایک ویب سائیٹ پر پہلے ہی اس بات کا اعتراف کر لیا کہ ان کی پیش کردہ یہ سند انتہائی ضعیف اور مسلسل بالعلل ہے کیونکہ یہ صوفیاء و مجاہیل سے بھری پڑی ہے۔ اسی وجہ سے ان کے عالم حافظ عبد المنان نورپوریؒ نے علم ہوتے ہی اسے بیان کرنا ترک کر دیا تھا۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ فرقہ غیر مقلدین جو صبح شام لوگوں کو تقلید سے روکتے ہیں اور تحقیق کا درس دیتے ہیں، ان کے عالم جناب حافظ عبد المنان نورپوریؒ نے اپنی ہی پیش کردہ علمی سند بغیر تحقیق کیئے ہی لوگوں کو بیان کرنا شروع کر دی تھی۔ یہ فرقہ غیر مقلدین کے دجل و فریب کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ ان کے عالم جو اپنے جہلاء کو تحقیق کا درس دیتے ہیں لیکن خود بنا تحقیق کیئے اپنی سند بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد فرقہ غیر مقلدین نے اپنی ایک اور نئی سند پیش کی جس میں حافظ عبد المنان نورپوری سے لے کر امام شوکانی تک مکمل سند بالکل وہی ہے۔ اس سند میں اور پچھلی سند میں فرق صرف اتنا ہے کہ امام شوکانی کے بعد چند ناموں کو بدل دیا گیا جن کے بارے میں آگے ہم تفصیلاً گفتگو کریں گے کہ ان کی پیش کردہ دوسری سند کتنی مجہول منقطع اور ضعیف ہے۔ فرقہ غیر مقلدین کی دوسری سند یہ ہے:

عبد المنان النورفوري نا حافظ محمد الكوندلوي، نا عبد المنان الوزير آبادي، عن عبد الحق البنارسي، عن الامام الشوكاني عن علي بن براهيم ، عن حامد بن حسن الشاكر ، عنالسيد احمد بن عبد الرحمن الشامي، عن محمد بن حسن العجيمي، عن أحمد بن محمد العجلاليمني، عن يحيي الطبري عن جده محب الطبري عن إبراهيم الدمشقي، عن عبد الرحيمالفرغاني، عن محمد الفارسيني، عن يحيي بن عمار الختلاني، عن محمد بن يوسف الفربريعن الامام البخاري۔

Share

مرکزي صفحہ >> مقالات علميہ >> سير وسوانح >> محدث عصر رواں حافظ عبد المنان نورپوري رحمہ اللہ

مقالہ کا عنوان: رفيق بھائي ! آج آپ يتيم ہو گئے ....

مقالہ نگار: محمد رفيق طاہر

زائرين: 694 تاريخ اشاعت: 28/04/2012

رفیق بھائی
آج آپ یتیم ہو گئے
تحریر......محمد رفیق طاہر ملتان

۔ وہ سند يہ تھي :عبد المنان النورفوري نا حافظ محمد الكوندلوي، نا عبد المنان الوزير آبادي ، عن عبد الحق البنارسي ،(1) عن الامام الشوكاني، عن السيد عبد القادر بن أحمد عن محمد بن الطيب عن محمد بن احمد الفاسي عن احمد بن محمد العجل عن القطب النهروالي عن أبي الفتوح عن بابا يوسف الهروي عن محمد بن شاذبخت عن يحيي بن عمار عن الفربري عن الإمام البخاري۔

اس سند کے اعتبار سے شيخ نوپوري رحمہ اللہ اور امام بخاري کے درميان صرف چودہ واسطے تھے اور انکے اور نبي کريم صلي اللہ عليہ وسلم کے مابين ثلاثيات بخاري کے اعتبار سے اٹھارہ وسائط بنتے ہيں ۔ ليکن يہ سند انتہائي ضعيف ، مسلسل بالعلل ہے کيونکہ يہ صوفياء ومجاہيل سے بھري پڑي ہے ۔اسي وجہ سے حافظ صاحب نے علم ہوتے ہي اسے بيان کرنا ترک فرما ديا تھا۔

۔ وہ سند يوں ہے : عبد المنان النورفوري نا حافظ محمد الكوندلوي، نا عبد المنان الوزير آبادي ، عن عبد الحق البنارسي(2) ، عن الامام الشوكاني عن علي بن ابراہيم ، عن حامد بن حسن الشاكر ، عن السيد احمد بن عبد الرحمن الشامي، عن محمد بن حسن العجيمي ، عن أحمد بن محمد العجل اليمني ، عن يحيي الطبري عن جدہ محب الطبري عن إبراہيم الدمشقي ، عن عبد الرحيم الفرغاني ، عن محمد الفارسيني ، عن يحيي بن عمار الختلاني ، عن محمد بن يوسف الفربري عن الامام البخاري ۔

شيخ نورپوري رحمہ اللہ کي اسکے علاوہ اور بھي بہت سي اسانيد ہيں جنہيں ہم "ثبت النورفوري" ميں حافظ صاحب کے کہنے پر جمع کيا ہے اور جلدي اسے شائع کريں گے ۔ ان شاء اللہ تعالي۔

فرقہ غیر مقلدین کی گمشدہ اور یتیم سند کا علمی و تحقیقی تعاقب

فرقہ غیر مقلدین کی یتیم سند ان کے عصر حاضر کے عالم حافظ عبدالمنان نورپوریؒ سے شروع ہوتی ہے اور سیدھا بنارس کے بدنامے زمانہ اور مشہور زیدی شیعہ شیخ عبدالحق بنارسی سے ہوتی ہوئی یمنی زیدی شیعہ عالم امام شوکانی پر جاکر ختم ہو جاتی ہے کیونکہ امام شوکانی سے پہلے کے جتنے ائمہ کرام کے نام درج کیئے گئے ہیں ان میں سے تقریباً تمام اشخاص یاتو شافعی مقلد ہیں یا پھر حنفی و مالکی مقلدین ہیں، کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس نے ائمہ اربعہ کی تقلید کا انکار کیا ہو۔اس کا مطلب غیر مقلدین کی سند میں امام شوکانی سے پہلے جتنے بھی ائمہ کا ذکر کیا گیا ہے ان میں کوئی ایک بھی فرقہ غیر مقلدین سے تعلق نہیں رکھتا۔ ہم یہاں سب سے پہلے امام شوکانی کے زیدی شیعہ ہونے کو ثابت کریں گے، اس کے بعد برصغیر پاک وہند میں امام شوکانی کے شاگرد عبدالحق بنارسی کے زیدی شیعہ ہونے کے دلائل پیش کرتے ہوئے بقیہ علماءِ غیر مقلدین کے شیعہ عقائد و نظریات کو تفصیلاً بیان کریں گے اور ساتھ میں یہ بھی ثابت کریں گے کہ غیر مقلدین کی سند میں امام شوکانی کے بعد کے تقریباً تمام ائمہ کرام مقلدین میں سے ہیں۔

امام شوکانی کے مذہب وعقیدہ کے بارے میں ان کی اپنی کتاب فتح القدیر میں لکھاہے کہ: ”مذهبه وعقيدته: كان مذهب الشوكاني في مطلع حياته العلمية المذهب الزيديّ، وقد حفظ أشهر كتب المذهب، وألّف فيه كتبا، وبرع في مسائله وأحكامه حتى أصبح قدوة، ثم طلب الحديث وفاق فيه أهل زمانه من الزيدية وغيرهم، مما جعله يخلع ربقة التقليد، ويدعو إلى الاجتهاد ومعرفة الأدلة من الكتاب والسّنّة“۔ ”مذہب اور عقیدہ: انہوں نے مذہب امام زید کے مطابق فقہ حاصل کی، حتیٰ کہ اس میں پورے ماہر ہوگئے۔ پھر تالیفات کیں اور فتوے دیئے حتیٰ کہ اس میں ایک نمونہ بن گئے یا مقتدا ہوگئے اور علم الحدیث کی طلب میں لگے تو اپنے اہل زمان سے فوقیت لے گئے، یہاں تک کہ انہوں نے اپنے گلے سے تقلید کی رسی کو اتار ڈالا اور منصب اجتہاد کے مدعی ہوگئے“۔ (تفسیر فتح القدیر للشوکانی: ص۶)

امام شوکانی پہلے زیدی مذہب پر تھے۔ (فقہ الحدیث: ج۱، ص۱۰۸)

ترجمة الإمام الشوكاني — 6

شيخه العلامة القاسم بن يحيى الخولاني من أوّلهما إلى آخرهما، وشرح الشمسية للقطب وحاشيته للشريف على شيخه العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي، واقتصر على البعض من ذلك، وشرح التلخيص المختصر للسعد وحاشيته للطف الله الغياث على العلامة القاسم بن يحيى الخولاني جميعاً، ما عدا بعض المقدّمة فعلى العلامة علي بن هادي عرهب، والشرح المطول للسعد التفتازاني أيضاً وحاشيته للجلبي وللشريف؛ أما المطول فجميعه وكذلك حاشية الجلبي، وأما حاشية الشريف فما تدعو إليه الحاجة، وقرأ الكافل وشرحه لابن لقمان على العلامة عبد الله بن إسماعيل النهمي جميعاً، وشرح الغاية على العلامة القاسم بن يحيى الخولاني وحاشيته لسيلان، وشرح العضد على المختصر وحاشيته للسعد، وما تدعو إليه الحاجة من سائر الحواشي، وكمل ذلك على العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي، وشرح جمع الجوامع للمحلي وحاشيته لابن أبي شريف على شيخه السيد الإمام عبد القادر بن أحمد، وكذلك شرح القلائد للنجري، وشرح المواقف العضدية للشريف، واقتصر على البعض من ذلك، وقرأ شرح الجزرية على العلامة هادي بن حسين القارني، وقرأ جميع شفاء الأمير الحسين على العلامة عبد الله بن إسماعيل النهمي، وسمع أوائله على العلامة عبد الرحمن بن حسن الأكوع، وقرأ في البحر الزخار وحاشيته وتخريجه وضوء النهار على شرح الأزهار على الشيخ السيد العلامة عبد القادر بن أحمد ولم يكملا، وقرأ الكشاف وحاشيته للسعد، وبعد انقطاعها حاشيته للسراج مع مراجعة غير ذلك من الحواشي على شيخه العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي، وتم ذلك إلا فوتاً يسيراً في آخر الثلث الأوسط، وسمع البخاري من أوّله إلى آخره على السيد العلامة علي بن إبراهيم بن أحمد بن عامر، وسمع صحيح مسلم جميعه، وسنن الترمذي جميعاً، وبعض موطأ مالك، وبعض شفاء القاضي عياض على السيد العلامة عبد القادر بن أحمد، وكذلك سمع منه بعض جامع الأصول وبعض سنن النسائي، وبعض سنن ابن ماجه وسمع جميع سنن أبي داود وتخريجها للمنذري وبعض المعالم للخطابي، وبعض شرح ابن رسلان على العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي، وكذلك بعض المنتقى لابن تيمية على السيد العلامة عبد القادر بن أحمد، وكذلك سمع شرح بلوغ المرام على العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي وفاته بعض من أوّله. وكذلك سمع على العلامة عبد القادر بن أحمد بعض فتح الباري، وعلى الحسن بن إسماعيل بعض شرح مسلم للنووي، وبعض شرح العمدة على العلامة القاسم بن يحيى الخولاني، والتنقيح في علوم الحديث على العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي، والنخبة وشرحها على العلامة القاسم بن يحيى، وبعض ألفية الزين العراقي وشرحها له على السيد العلامة عبد القادر بن أحمد، وجميع منظومة الجزار وجميع شرحها له في العروض على شيخنا المذكور، وشرح أدب

البحث وحواشيه على العلامة القاسم بن يحيى الخولاني، والخالدي في الفرائض والضرب والوصايا والمساحة، وطريقة ابن الهائم في المناسخة على السيد العارف يحيى بن محمد الحوثي، وبعض صحاح الجوهري وبعض القاموس على السيد العلامة عبد القادر بن أحمد مع مؤلفه الذي سماه فلك القاموس. هذا ما أمكن سرده من مسموعات صاحب الترجمة ومقروءاته وله غير ذلك من المسموعات.

بعض تلاميذه الذين أخذوا عنه العلم:

أخذ عنه العلم ابنه العلامة علي بن محمد الشوكاني وكان صالحاً عالماً مبرزاً في جميع العلوم وكان نادرة زمانه على صغر سنه، والعلامة المتحلي بفرائض البيان والمعاني حسين بن محسن السبعي الأنصاري اليماني، والعلامة الأديب محمد بن حسن الشجني الذماري، والعلامة الشيخ عبد الحق بن فضل الهندي، والشريف الإمام محمد بن ناصر الحازمي وغير هؤلاء، وكلهم جهابذة محققون ونبلاء مدققون، أولو أفهام خارقة وفضائل فائقة، ولبعضهم تأليف رحم الله الجميع.

مذهبه وعقيدته:

تفقه على مذهب الإمام زيد وبرع فيه، وألّف وأفتى حتى صار قدوة فيه، وطلب الحديث وفاق فيه أهل زمانه حتى خلع ربقة التقليد وتحلى بمنصب الاجتهاد، فألّف كتاب «السيل الجرار المتدفق على حدائق الأزهار» وقد تكلم فيه على عيون من المسائل وصحيح ما هو مقيد بالدلائل، وزيف ما لم يكن عليه دليل، فقام عليه أهل عصره وغالبهم من المقلدة الجامدين على التعصب في الأصول والفروع، ولم تزل المجادلة والمصاولة بينه وبينهم دائرة، ولم يزالوا ينشّون عليه في المباحث من غير حجة، فجعل كلامه في شرح الأزهار الذي هو في فقه آل البيت المختار موجهاً إليهم في التنفير عن التقليد المذموم، وإيقاظهم إلى النظر في الدليل، لأنه كان يرى تحريم التقليد، وقد ألّف في ذلك رسالة سماها «القول المفيد في أدلة الاجتهاد والتقليد».

وعندما ألّف هذه الرسالة تحامل عليه جماعة من علماء الوقت، وأرسل إليه أهل جهته سهام اللوم والمقت؛ وثارت من أجل ذلك فتنة في صنعاء اليمن بين من هو مقلد، ومن هو مقيد بالدليل، توهماً من المقلدين أنه ما أراد إلا هدم مذهب آل البيت.

قال بعض من ترجمه: وحاشاه من التعصب على من أوجب الله محبتهم، وجعل أجر نبينا ﷺ في تبليغ الرسالة مودتهم، لأن له الولاء التام لهم، وقد نشر محاسنهم في مؤلفه درّ السحابة، بما لا يخالج بعده ريبة المرتاب، على أن كلامه مع الجميع من أهل المذاهب سواء بسواء، لأن المأخذ واحد، والرد واحد والخطب يسير، والخلاف في المسائل العلمية الظنية سهل، وعقيدته عقيدة مذهب السلف من حمل صفات الباري تعالى، الواردة في القرآن الحكيم والسنّة

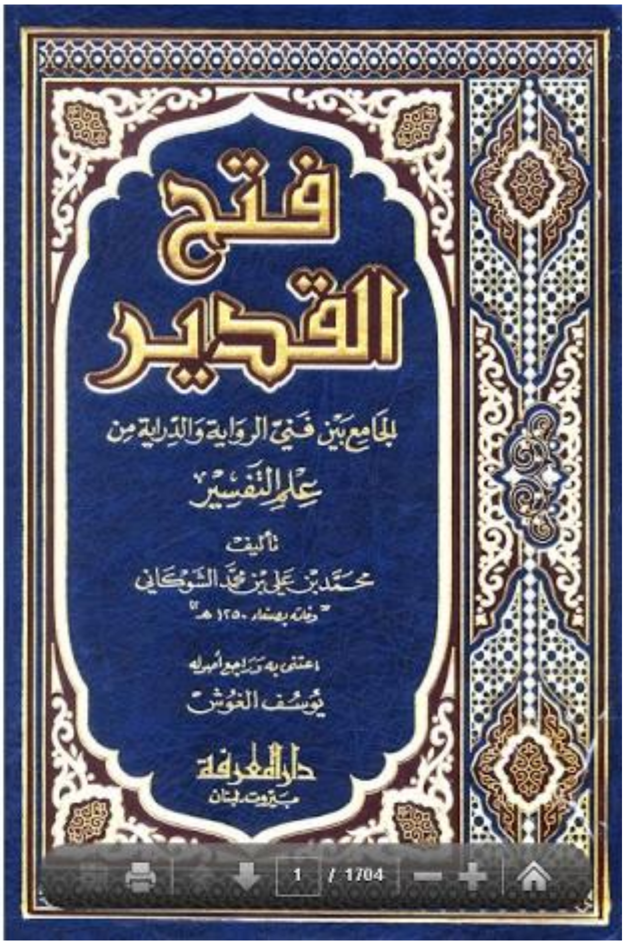

108 فقہ الحدیث : مقدمہ

امام شوکانیؒ کے سوانح حیات اور علمی خدمات

یہاں امام شوکانیؒ کے وہی حالات تحریر کیے جا رہے ہیں جو انہوں نے خود اپنے متعلق تحریر فرمائے ہیں۔(۱)

نام ونسب

امام صاحب کا مکمل نام "محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ الشوکانی الصنعانی" ہے۔ آپ کا لقب شوکانی شوکان کی طرف نسبت ہے جو کہ سحامیہ کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے خولان کے قبائل میں سے ایک قبیلہ ہے۔ صنعاء اور اس علاقے کے درمیان ایک دن کے سفر کا فاصلہ ہے۔ فی الحقیقت آپ اور آپ کے اقرباء کا مسکن شوکان کے جنوب میں ایک علاقہ ہے۔ شوکان اور اس کے درمیان ایک طویل وعریض پہاڑی سلسلہ ہے جسے "ہجرۃ" کہا جاتا ہے اور بعض نے تو اسے "ہجرۃ شوکان" کا نام دیا ہے سو اسی وجہ سے آپ کا لقب شوکانی پڑا۔ اور صنعانی شہر صنعاء کی طرف نسبت ہے جسے آپ کے والد نے آپ کی "ہجرۃ" علاقے میں پیدائش کے بعد اپنا وطن بنا لیا تھا۔

تاریخ پیدائش

امام شوکانیؒ اٹھائیس (28) ذی القعدہ 1173ھ بروز سوموار دوپہر کے وقت پیدا ہوئے۔ چونکہ یہ تاریخ پیدائش آپ کے والد کی بیان کردہ ہے اس لیے اس میں کسی تردد کی گنجائش نہیں۔(۲)

ابتدائی حالات

آپ اپنے والد سے بہت متاثر تھے کیونکہ آپ کے والد قابل قدر بزرگ، سیرت حمیدہ کے مالک اور دینی معاملات پر کار بند تھے۔ آپ شروع سے ہی نہایت ذکی، سمجھدار، محنتی اور قوت حافظہ کے مالک تھے۔ آپ کی عمر ابھی دس سال نہ ہوئی تھی کہ آپ نے قرآن حفظ کر لیا، علم تجوید حاصل کر لیا اور احادیث کے متون کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ازبر کر لیا تھا۔ پھر آپ نے بڑے مشائخ سے رابطہ کیا اور ان سے علم حاصل کیا۔ آپ تاریخ اور ادب کا بہت زیادہ مطالعہ کیا کرتے تھے۔ ایک عرصہ اس طرح گزرا کہ آپ شب وروز میں تقریباً تیرہ دروس میں شرکت کرتے، جن میں سے کچھ درس ایسے تھے کہ ان میں آپ اپنے اساتذہ سے تعلیم حاصل کرتے اور کچھ ایسے تھے جن میں آپ کے شاگرد آپ سے فیض یاب ہوتے۔ آپ نے اپنے اساتذہ سے فقہ، حدیث، لغت، تفسیر، ادب، منطق اور اس طرح کے متعدد دیگر علوم وفنون سیکھے۔

علمی زندگی

امام شوکانیؒ پہلے زیدی مذہب پر تھے لیکن بعد ازاں تقلیدی جمود سے نکل کر آپ نے خالص کتاب وسنت کو استنباط مسائل کا مرجع بنایا۔ آپ نے علوم قرآن، علوم حدیث، علم وفقہ، علم اصول فقہ اور اجتہاد واستنباط کے طریقے سیکھے۔ اس طرح آپ بالآخر ایک عظیم مجتہد بن کر ابھرے اور ان لوگوں میں شامل ہو گئے جنہوں نے اپنے اپنے دور میں تجدید واحیائے دین کے لیے

(۱) [تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (البدر الطالع)]
(۲) [مقدمة كتاب قطر الولي للدكتور إبراهيم هلال (ص/۱۵)]

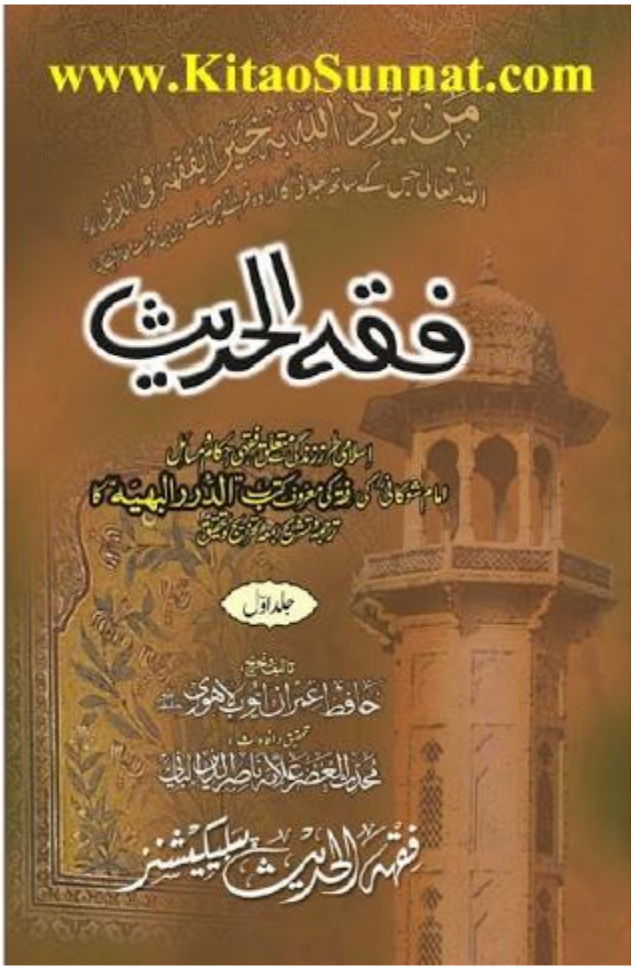

فتح القدیر اور فقہ الحدیث کے حوالے سے یہ بات واضح ہوگئی کہ امام شوکانی اور ان کا خاندان ائمہ زیدیہ کے مقلد تھے اور زیدی شیعہ تھے۔ پھر امام شوکانی نے ائمہ زیدیہ کی تقلید کا انکار کیا اور غیر مقلد ہو گئے۔ قارئین کرام امام شوکانی کی اپنی کتاب کے حوالے سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امام شوکانی ہی فرقہ غیر مقلدین کے بانی ہیں کیونکہ انہوں نے ہی تقلید کا انکار کرتے ہوئے ائمہ زیدیہ کے مسلک کو چھوڑا اور غیر مقلد ہو گئے۔ ان سے پہلے ان کے جتنے اساتذہ کا ذکر ملتا ہے کسی ایک سے بھی تقلید کا انکار ثابت نہیں ہے۔

قادیانی جماعت نے بھی امام شوکانی کو بارھویں صدی کا امام اور مجدد تسلیم کیا ہے۔(عسل مصفی: ج۱، ص۱۶۵)

یہ تو امام شوکانی کے زیدی شیعہ ہونے کی صراحت تھی، ان کے بعد ان کے شاگرد مولوی عبد الحق بنارسی کا ذکر بھی اسی کتاب کے مقدمہ میں چند سطر پہلے "بعض تلامیذه الذین أخذوا عنه العلم" کے عنوان کے تحت موجود ہے۔

"اخذ عند العلم ۔۔۔ الشیخ عبد الحق بن فضل الهندی"۔ "یعنی آپ سے علم حاصل کرنے والوں میں علامہ شیخ عبد الحق بن فضل ہندی بھی ہے"۔(تفسیر فتح القدیر للشوکانی: ص۶)

شيخه العلامة القاسم بن يحيى الخولاني من أولهما إلى آخرهما، وشرح الشمسية للقطب وحاشيته للشريف على شيخه العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي، واقتصر على البعض من ذلك، وشرح التلخيص المختصر للسعد وحاشيته للطف الله الغياث على العلامة القاسم بن يحيى الخولاني جميعاً، ما عدا بعض المقدّمة فعلى العلامة علي بن هادي عرهب، والشرح المطول للسعد التفتازاني أيضاً وحاشيته للجلبي وللشريف: أما المطول فجميعه وكذلك حاشية الجلبي، وأما حاشية الشريف فما تدعو إليه الحاجة، وقرأ الكافل وشرحه لابن لقمان على العلامة عبد الله بن إسماعيل النهمي جميعاً، وشرح الغاية على العلامة القاسم بن يحيى الخولاني وحاشيته لسيلان، وشرح العضد على المختصر وحاشيته للسعد، وما تدعو إليه الحاجة من سائر الحواشي، وكمل ذلك على العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي، وشرح جمع الجوامع للمحلي وحاشيته لابن أبي شريف على شيخه السيد الإمام عبد القادر بن أحمد، وكذلك شرح القلائد للنجري، وشرح المواقف العضدية للشريف، واقتصر على البعض من ذلك، وقرأ شرح الجزرية على العلامة هادي بن حسين القارني، وقرأ جميع شفاء الأمير الحسين على العلامة عبد الله بن إسماعيل النهمي، وسمع أوائله على العلامة عبد الرحمن بن حسن الأكوع، وقرأ في البحر الزخار وحاشيته وتخريجه وضوء النهار على شرح الأزهار على الشيخ السيد العلامة عبد القادر بن أحمد ولم يكملا، وقرأ الكشاف وحاشيته للسعد، وبعد انقطاعها حاشيته للسراج مع مراجعة غير ذلك من الحواشي على شيخه العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي، وتم ذلك إلا فوتاً يسيراً في آخر الثلث الأوسط، وسمع البخاري من أوله إلى آخره على السيد العلامة علي بن إبراهيم بن أحمد بن عامر، وسمع صحيح مسلم جميعه، وسنن الترمذي جميعاً، وبعض موطأ مالك، وبعض شفاء القاضي عياض على السيد العلامة عبد القادر بن أحمد، وكذلك سمع منه بعض جامع الأصول وبعض سنن النسائي، وبعض سنن ابن ماجه وسمع جميع سنن أبي داود وتخريجها للمنذري وبعض المعالم للخطابي، وبعض شرح ابن رسلان على العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي، وكذلك بعض المنتقى لابن تيمية على السيد العلامة عبد القادر بن أحمد، وكذلك سمع شرح بلوغ المرام على العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي وفاته بعض من أوله. وكذلك سمع على العلامة عبد القادر بن أحمد بعض فتح الباري، وعلى الحسن بن إسماعيل بعض شرح مسلم للنووي، وبعض شرح العمدة على العلامة القاسم بن يحيى الخولاني، والتنقيح في علوم الحديث على العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي، والنخبة وشرحها على العلامة القاسم بن يحيى، وبعض ألفية الزين العراقي وشرحها له على السيد العلامة عبد القادر بن أحمد، وجميع منظومة الجزار وجميع شرحها له في العروض على شيخنا المذكور، وشرح أدب البحث وحواشيه على العلامة القاسم بن يحيى الخولاني، والخالدي في الفرائض والضرب والوصايا والمساحة، وطريقة ابن الهائم في المناسخة على السيد العارف يحيى بن محمد الحوثي، وبعض صحاح الجوهري وبعض القاموس على السيد العلامة عبد القادر بن أحمد مع مؤلفه الذي سماه فلك القاموس. هذا ما أمكن سرده من مسموعات صاحب الترجمة ومقروءاته وله غير ذلك من المسموعات.

بعض تلاميذه الذين أخذوا عنه العلم:

أخذ عنه العلم ابنه العلامة علي بن محمد الشوكاني وكان صالحاً عالماً مبرزاً في جميع العلوم وكان نادرة زمانه على صغر سنه، والعلامة المتحلي بفرائض البيان والمعاني حسين بن محسن السبعي الأنصاري اليماني، والعلامة الأديب محمد بن حسن الشجني الذماري، والعلامة الشيخ عبد الحق بن فضل الهندي، والشريف الإمام محمد بن ناصر الحازمي وغير هؤلاء، وكلهم جهابذة محققون ونبلاء مدققون، أولو أفهام خارقة وفضائل فائقة، ولبعضهم تأليف رحم الله الجميع.

مذهبه وعقيدته:

تفقه على مذهب الإمام زيد وبرع فيه، وألّف وأفتى حتى صار قدوة فيه، وطلب الحديث وفاق فيه أهل زمانه حتى خلع ربقة التقليد وتحلى بمنصب الاجتهاد، فألّف كتاب «السيل الجرار المتدفق على حدائق الأزهار»، وقد تكلم فيه على عيون من المسائل وصحيح ما هو مقيد بالدلائل، وزيف ما لم يكن عليه دليل، فقام عليه أهل عصره وعلماؤهم من المقلدة الجامدين على التعصب في الأصول والفروع، ولم تزل المجادلة والمصاولة بينه وبينهم دائرة، ولم يزالوا ينشون عليه في المباحث من غير حجة، فجعل كلامه في شرح الأزهار الذي هو في فقه آل البيت المختار موجهاً إليهم في التنفير من التقليد المذموم، وإيقاظهم إلى النظر في الدليل، لأنه كان يرى تحريم التقليد، وقد ألّف في ذلك رسالة سماها «القول المفيد في أدلة الاجتهاد والتقليد».

وعندما ألّف هذه الرسالة تحامل عليه جماعة من علماء الوقت، وأرسل إليه أهل جهته سهام اللوم والمقت؛ وثارت من أجل ذلك فتنة في صنعاء اليمن بين من هو مقلد ومن هو مقتد بالدليل، توهماً من المقلدين أنه ما أراد إلا هدم مذهب آل البيت.

قال بعض من ترجمه: وحاشاه من التعصب على من أوجب الله محبتهم، وجعل أجر نبينا ﷺ في تبليغ الرسالة مودتهم، لأن له الولاء التام لهم، وقد نشر محاسنهم في مؤلفه «در السحابة» بما لا يخالج بعده ريبة لمرتاب، على أن كلامه مع الجميع من أهل المذاهب سواء بسواء، لأن المأخذ واحد، والرد واحد والخطب يسير، والخلاف في المسائل العلمية الظنية سهل، وعقيدته عقيدة مذهب السلف من حمل صفات الباري تعالى، الواردة في القرآن الحكيم والسنّة

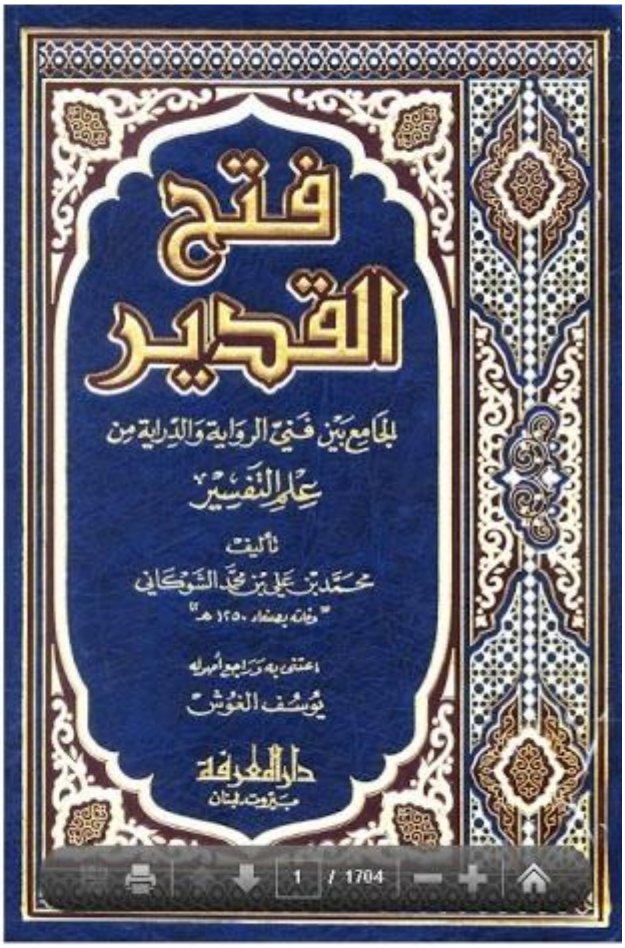

برصغیر پاک وہند میں غیر مقلدیت کا بیج عبد الحق بنارسی زیدی شیعہ نے بویا تھا جس کے بارے میں علامہ خالد محمود لکھتے ہیں: ”یہ صحیح ہے کہ ہندوستان میں ترکِ تقلید کے عنوان سے جس شخص نے پہلے زبان کھولی وہ عبد الحق بنارسی تھا“۔ (آثار الحدیث: ج۲، ص۳۷۵)

علامہ خالد محمود آگے لکھتے ہیں: ”غیر مقلد حلقوں میں گستاخ اور تفرقہ انگیز انداز کے داعی عبد الحق بنارسی اور ابو الحسن محی الدین تھے۔ یہ دونوں نو مسلم تھے جو مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلانے کے لئے داخل کیئے گئے تھے۔ اصلاً یہ ہندو تھے“۔ (آثار الحدیث: ج۲، ص۳۷۶)

عبد الحق بنارسی کے متعلق مولانا عبد الخالق کی تحریر ملاحظہ فرمائیں جو غیر مقلدوں کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی کے استاذ اور خسر ہیں۔ آپ اپنی کتاب تنبیہ الضالین وہدایت الصالحین کے صفحہ نمبر ۳ پر لکھتے ہیں: ”سو بانی مبانی اس فرقہ نو احداث کا عبد الحق ہے، جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے اور حضرت امیر المومنین (سید احمد شہیدؒ) نے ایسی دہی حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے ان کو نکال دیا تھا اور علمائے حرمین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا تھا، مگر یہ کسی طرح بھاگ کر وہاں سے بچ نکلا“۔ (تنبیہ الضالین وہدایت الصالحین: ص۳؛ بحوالہ برصغیر پاک وہند کے چند تاریخی حقائق: ص۱۱۵؛ الکلام المفید فی الاثبات تقلید: ص۱۳۶؛ اہل حدیث یا شیعہ: ص۷)

اس سے پہلے بھی عبد الحق بنارسی نے اپنے پہلے سفر حج کے دوران ائمہ مجتہدین (یعنی امام ابو حنیفہؒ) کی شان میں گستاخی کی تھی جس کے نتیجے میں انہیں گرفتار کیا گیا تھا۔ مولانا حکیم عبد الحی حسنی لکھتے ہیں: ”پھر مکہ مبارکہ کا سفر کیا وہاں حج کی ادائیگی کی۔ مکہ میں ائمہ مجتہدین کی شان میں غیر مناسب باتیں کہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کوتوال نے انہیں گرفتار کیا پھر انہیں رہا کیا گیا اور وہ ہندوستان واپس آئے“۔ (نزهة الخواطر: ج۷، ص۲۶۶؛ بحوالہ برصغیر پاک وہند کے چند تاریخی حقائق: ص۱۲۲)

122 | برصغیر پاک وہند کے چند تاریخی حقائق

اور علمائے بنارس سے کتبِ متوسطات پڑھ لینے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے دہلی تشریف لے گئے یہاں شاہ محمد اسماعیل شہید اور مولانا عبد الحی بڑہانوی سے کتبِ حدیث پڑھیں ۔ شاہ عبد القادر محدث دہلوی اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے بھی اخذِ علم کیا۔ کسبِ علم کے بعد حج کے لیے تشریف لے گئے ، مولانا حکیم عبد الحی حسنی لکھتے ہیں :

" ثم سافر الي مكة المباركة فحج و صدر عنه بمكة بعض ما لا يليق بشأن الائمة المجتهدين فحبسه الولاة ثم أطلقوه فرجع الي الهند۔" [نزهة الخواطر: 7/266]

" پھر مکہ مبارکہ کا سفر کیا وہاں حج کی ادائیگی کی ۔ مکہ میں ائمہ مجتہدین کی شان میں غیر مناسب باتیں کہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کوتوال نے انہیں گرفتار کیا پھر انہیں رہا کیا گیا اور وہ ہندوستان واپس آئے۔"

یہ ان کے پہلے سفر حج کی روداد تھی ۔ دوسری مرتبہ اپنے شیخ سیّد احمد شہید کی معیت میں سفر حج کی تیاری کی ۔ قیام کلکتہ میں مولانا محمد سعید اسلمی مدراسی اور مولانا رجب علی (رفقاء قافلہ) سے تقلید و عدم تقلید کے مسئلے پر بحث ہوئی ۔ سیّد صاحب کے قافلے کے چند افراد جن میں مولانا منشی فضل الرحمان بردوانی کا نام بتصریح مذکور ہے شیخ عبد الحق کے ہمنوا تھے ۔ تاہم یہ بحث جلد ہی ختم ہوگئی لیکن مولوی محمد سعید اسلمی اور مولوی رجب علی کو جو رنجش پیدا ہو چکی تھی اس نے قیام مدینہ میں ایک نئی شکل اختیار کرلی ۔ مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں :

" اس زمانے میں اربابِ حکومت مجدیوں سے بے حد بگڑے ہوئے تھے ۔ان کے ساتھ جنگ کو ختم ہوئے چند ہی سال گزرے تھے ۔ اگر کوئی شخص موحدانہ عقائد کی اشاعت میں ذرا سرگرم معلوم ہوتا اور بدعات و محدثات کے رد میں سختی سے کام لیتا تو اسے " وہابی " سمجھ کر مواخذے کا تختہ مشق بنا لیا جاتا تھا ۔ سیّد صاحب

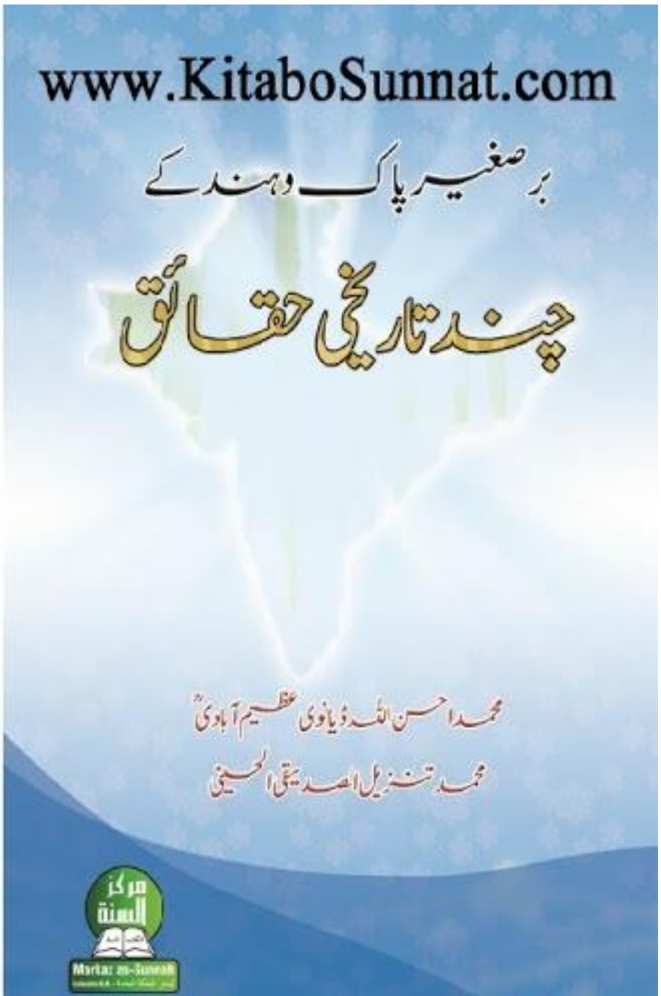

جب دوسری مرتبہ سفر حج کی تیاری کی تو قیام کلکتہ میں مولانا محمد سعید اسلمی مدراسی اور مولانا رجب علی (رفقاء قافلہ) سے تقلید وعدم تقلید کے مسئلے پر بحث ہوئی۔ تاہم یہ بحث جلد ختم ہوگئی لیکن مولوی محمد سعید اسلمی اور مولوی رجب علی کو جو رنجش پیدا ہو چکی تھی اس نے قیام مدینہ میں ایک نئی شکل اختیار کرلی۔ مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں:"سید صاحب کے ساتھیوں میں مولوی عبدالحق نیوتنوی بہت تیز مزاج تھے۔ وہ بعض مروجہ غیر شرعی مراسم کے ردوابطال میں ذرا تیزی سے کام لیتے تھے۔ جھٹ شکایت ہوئی کہ یہ وہابی ہیں۔ چنانچہ ان پر مقدمہ قائم ہوگیا۔ مولانا عبدالحی نے ضمانت دے کر انہیں چھڑایا اور مقدمے کی جواب دہی کے موقع پر بھی مولانا ہی نے عدالت سے بات چیت کی۔ اس طرح مولوی عبدالحق رہا ہوئے۔ مکہ معظمہ تک سید صاحب کے ساتھ رہے۔ پھر صنعا چلے گئے اور قاضی شوکانی سے حدیث کی سند لے کر ہندوستان آئے"۔(سید احمد شہید:ص۲۲۸-۲۲۷؛بحوالہ برصغیر پاک وہند کے چند تاریخی حقائق:ص۱۲۳)

مولانا عبدالخالق اور مولانا عبدالحی حسنی کی تحریر کی تصدیق امام شوکانی کی کتاب کے اردو ترجمہ سے ملاحضہ فرمائیں:"دہلی میں شاہ اسماعیل شہید کے تلامذہ میں شامل ہوا اور شیخ عبدالحی بڑھانوی سے بھی استفادہ کیا پھر سفر حج میں سید احمد بریلوی کے قافلہ میں شیرک ہوا، وہاں مدینہ میں بعض مسائل کی بنا پر مخالفین نے قاضی مدینہ سے شکایت کردی تو خفیہ طور پر جدہ پہنچ کر صنعاء چلا گیا"۔(تفسیر فتح القدیر للشوکانی[اردو]:ص۴۰)

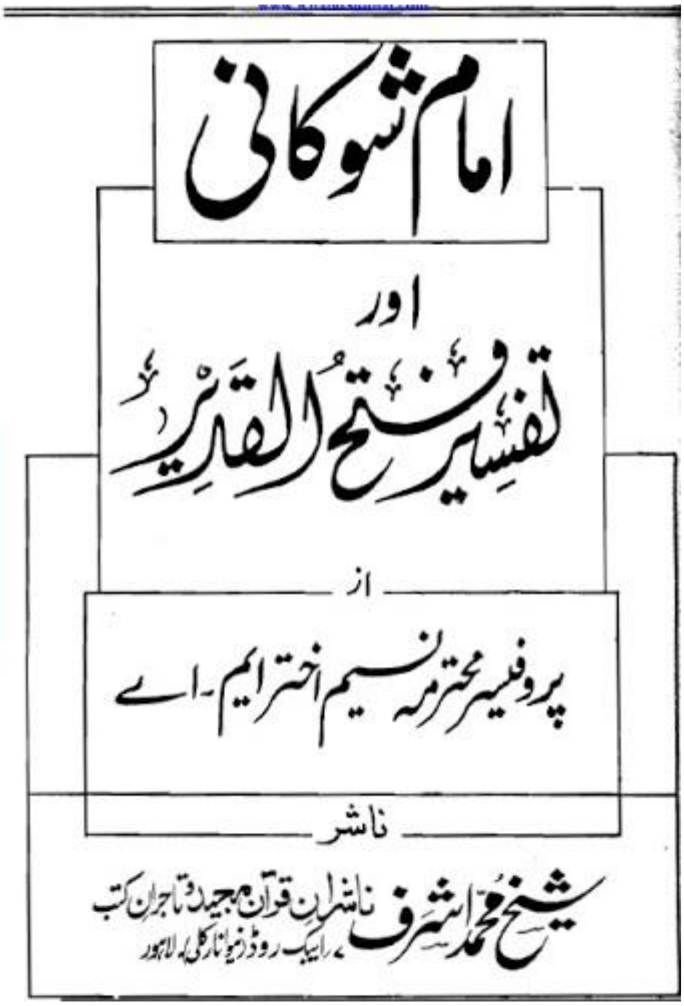

امام شوکانی

اور

تفسیر فتح القدیر

از

پروفیسر محترمہ نسیم اختر ایم۔اے

ناشر

شیخ محمد اشرف ناشران قرآن مجید و تاجران کتب

۷ رایبک روڈ نیو انار کلی، لاہور

40

تعلیم الاسلام ماموں کانجن سے اخذ کیے گئے ہیں

ا۔ **شیخ منصور الرحمٰن الدہلوی ثم ڈھاکوی (مشرقی پاکستان):** علامہ شیخ معمر اور عالی الاسناد تھے انہیں شاہ عبدالعزیز سے تلمذ حاصل تھا والد کا نام عبداللہ اور جد امجد نواب جمال الدین دہلوی تھے۔ سید احمد بریلوی کے قافلہ میں حج کو گئے یعنی ۱۲۳۸ھ کو اور وہاں حوالی مکہ میں علامہ شوکانی سے ملاقات کی ان سے اتحاف الاکابر فی اسناد الدفاتر حاصل کی علاوہ ازیں تحریری اجازہ بھی حاصل کیا۔ ان کے حالات عبدالجلیل سامرودی کے قلم سے گزر چکے ہیں۔

علامہ محمد بن ہاشم سامرودی اور مولانا عبدالوہاب دہلوی صدری کو ان سے اجازہ حاصل تھا پھر مولانا عبدالوہاب دہلوی سے بہت سے علماء نے اجازہ حاصل کیا رحمہم اللہ رحمۃ واسعۃ۔

۲۔ **شیخ معمر عبدالحق بنارسی:** شیخ عالم، محدث معمر عبدالحق بن فضل اللہ العثمانی النیوتنی ثم البنارسی ۱۲۰۶ھ کو نیوتن مضافات "موہان" میں پیدا ہوئے۔ دہلی میں شاہ اسماعیل شہید کے تلامذہ میں شامل ہوئے اور شیخ عبدالحی بڈھانوی سے بھی استفادہ کیا پھر سفر حج میں سید احمد بریلوی کے قافلہ میں شریک ہو گئے وہاں مدینہ میں بعض مسائل کی بنا پر مخالفین نے قاضی مدینہ سے شکایت کر دی تو خفیہ طور پر جدہ پہنچ کر صنعاء چلے گئے۔

صنعاء یمن میں قاضی محمد بن شوکانی سے ملاقات کی اور قاضی عبدالرحمن بن احمد بن حسن البہکلی، شیخ عبداللہ بن محمد بن اسماعیل امیریمانی اور شیخ محمد عابد بن احمد علی سندی سے ملاقات کی اور ان مشائخ نے ان کو ۱۲۳۸ھ میں اجازہ عامہ کا شرف بخشا اور حجاز کی طرف سات سفر کئے اور آخری سفر آخرت کا سفر ثابت ہوا اور ۱۲۷۶ھ کو وفات پا گئے۔ اور شیخ عبدالحق نے اپنا سفرنامہ حج مرتب کیا ہے چنانچہ علامہ شوکانی سے اجازہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

اجازنی بجمیع مالہ من الروایات و کتب لی کتاب الاجازۃ بیدہ الشریفۃ واعطانی ثبتہ اتحاف الاکابر فی اسناد الدفاتر

اور امام شوکانی اپنے اجازہ میں لکھتے ہیں:

اسی طرح فرقہ غیر مقلدین کے مشہور عالم نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں: ”دراوسط عمر بعض درعقائد ایشاں و میل بسوے تشیع وجزآں معروف است“۔ ”عبدالحق بنارسی کی عمر کے درمیانی حصے میں اس کے عقائد میں تزلزل اور اہل تشیع کی طرف اس کا رحجان بڑا مشہور ہے۔ ان کا یہ تفرد خطائے اجتہادی کی قبیل سے تھا“۔ (سلسلۃ العسجد: ص۳۶؛ بحوالہ برصغیر پاک وہند کے چند تاریخی حقائق: ص۱۱۴)

اسی طرح مولانا عبیداللہ سندھی اپنی کتاب شاہ ولی اللہ اور انکی سیاسی تحریک میں لکھتے ہیں: ”امیر شہید نے ان کے رہنما کو جو مولانا محمد اسماعیل اور امام شوکانی دونوں کا شاگرد اور زیدی شیعہ تھا، اپنی جماعت سے نکلوا دیا“۔ (شاہ ولی اللہ اور انکی سیاسی تحریک: ص۸۳؛ بحوالہ برصغیر پاک وہند کے چند تاریخی حقائق: ص۱۱۲)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ”وہ ہندوستانی عالم جو کہ مذہباً زیدی شیعہ تھا اور امیر شہید نے اسے اپنی جماعت سے نکلوا دیا تھا، وہ بھی مولانا ولایت علی کے ساتھ شامل ہو گیا۔ نواب صدیق حسن خان اسی استاد کے توسط سے امام شوکانی کے شاگرد ہیں“۔ (شاہ ولی اللہ اور انکی سیاسی تحریک: ص۱۰۳؛ بحوالہ برصغیر پاک وہند کے چند تاریخی حقائق: ص۱۱۲)

عبدالحق بنارسی کے بارے میں محدث قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی لکھتے ہیں: ”بعد تھوڑے عرصے کے مولوی عبدالحق بنارسی صاحب، مولوی گلشن علی کے پاس گئے۔ دیوان راجہ بنارس کے شیعہ مذہب تھے اور کہا کہ میں شیعہ ہوں اور اب میں ظاہر شیعہ ہوں اور

میں نے عمل بالحدیث کے پردے میں ہزار اہل سنت کو قید مذہب نے سے نکال دیا ہے اب ان کا شیعہ ہونا بہت آسان ہے۔ چنانچہ مولوی گلشن علی نے تیس روپیہ ماہوار کی نوکری کروادی"۔ (کشف الحجاب: ص ۴۳)

محدث قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی نے یہ بھی فرمایا کہ: "مولوی عبدالحق بنارسی کا فتویٰ جواز متعہ کا میرے پاس موجود ہے۔ مولوی عبدالحق نے برملا کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ سے لڑی، اگر توبہ نہیں کی ہوگی تو مرتد مری"۔ (نعوذ باللہ من ذالک البکواس)۔ (کشف الحجاب: ص ۴۲؛ بحوالہ آثار الحدیث: ج ۲، ص ۳۷۶)

پھر فرماتے کہتے ہیں کہ: "دوسری مجلس میں کہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علم ہم سے کم تھا ان کو ہر ایک کو پانچ پانچ حدیثیں یاد تھیں اور ہمیں ان کی سب حدیثیں یاد ہیں"۔ (استغفر اللہ العظیم)۔ (کشف الحجاب: ص ۴۲)

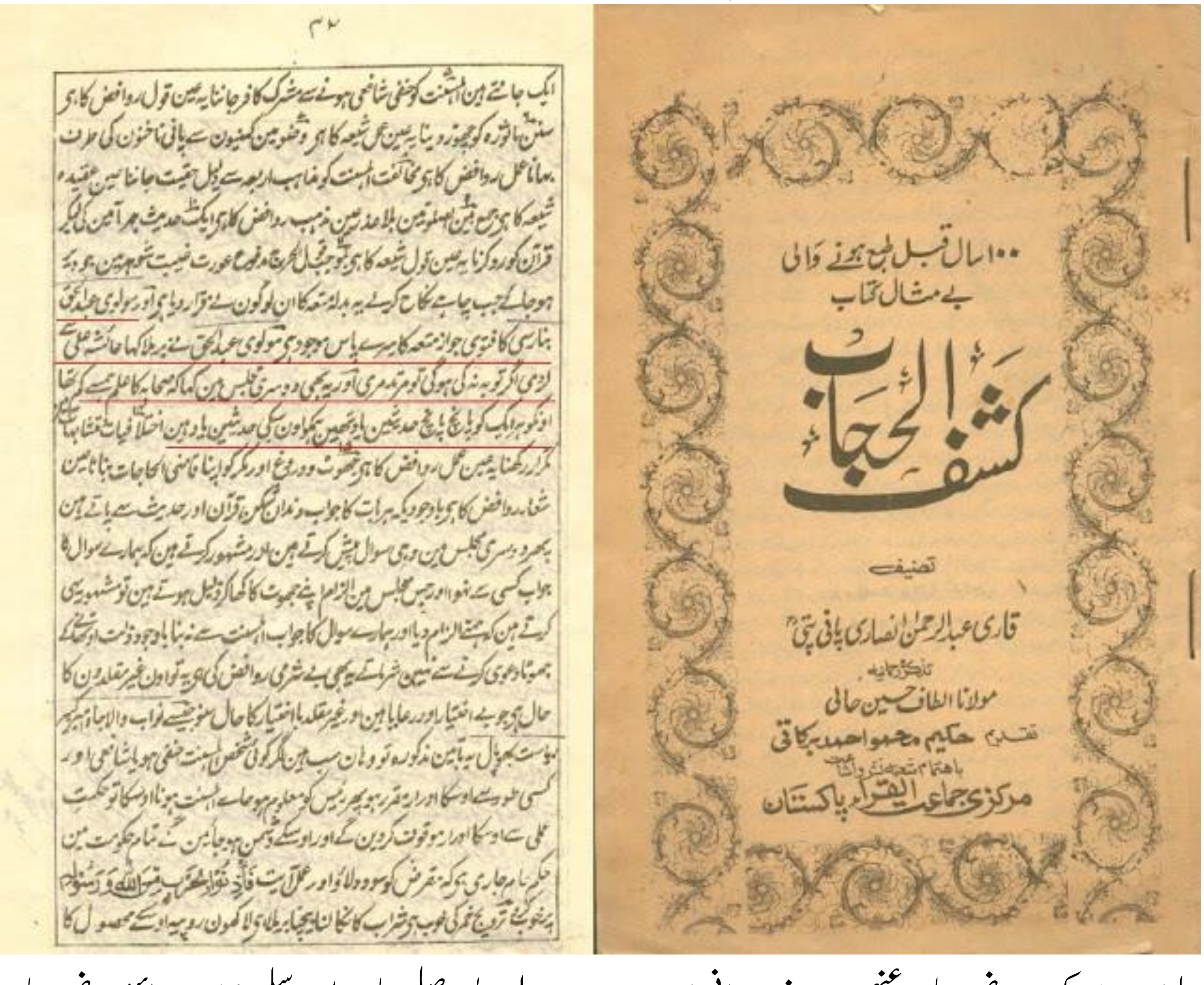
۴۲

۱۰۰ سال قبل طبع ہونے والی
بے مثال کتاب
کشف الحجاب
تصنیف
قاری عبدالرحمٰن انصاری پانی پتی
مولانا الطاف حسین حالی
حکیم محمود احمد برکاتی
مرکزی جماعت القراء پاکستان

کیا کوئی مسلمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اپنی روحانی ماں اور زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ایسے گستاخانہ الفاظ استعمال کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ایسے نازیبہ الفاظ استعمال کرنے والا کوئی شیعہ یا غیر مسلم ہی ہو سکتا ہے۔

مولانا سید عبدالحی لکھنویؒ اپنی مایہ ناز تصنیف "الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند" کے صفحہ نمبر ۱۰۴ پر لکھتے ہیں: "منہم من سلک ملک الا فراط جدا وبالغ فی حرمۃ التقلید وجاوز عن الحدود بدع المقلدین و ادخلھم فی اہل الاھواء ووقع فی اعراض الائمۃ لا سیما الااما ابی حنیفۃ و ھذا مسلک الشیخ عبد الحق بن فضل االلہ بنارسی"۔ "ان میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو حد سے بڑھ گئے

ہیں اور تقلید کی حرمت میں بے حد مبالغے سے کام لے کے حدود کو پھلانگ گیے، مقلدین کو بدعتی قرار دیا اور ان کو اہل اھواء میں داخل کر دیا۔ ائمہ کرام بالخصوص امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی توہین و تنقیص میں اس نے کوئی کسر نہیں چھوڑی اور یہ مسلک ہے عبد الحق بن فضل اللہ بنارسی کا"۔(الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند:ص۱۰۴؛ بحوالہ بر صغیر پاک وہند کے چند تاریخی حقائق:ص۱۱۵؛اہل حدیث یا شیعہ:ص۱۱)

اہل حدیث یا شیعہ؟ ﴿11﴾ خلفائے راشدین سے اختلاف

مولوی عبدالحق کے متعصب غیر مقلد اور گستاخ ہونے کی دلیل:

مولانا سید عبدالحی لکھنوی اپنی مایہ ناز تصنیف "الثقافة الاسلاميه فى الهند" کے ص۱۰۴ پر لکھتے ہیں:

"منهم من سلک مسلک الا فراط جدا و بالغ فى حرمة التقليد و جاوز عن الحدود و بدع المقلدين وادخلهم فى اهل الاهواء ووقع فى اعراض الائمة لا سيما الامام ابى حنيفة و هذا مسلک الشيخ عبدالحق بن فضل الله بنارسى."

یعنی ان میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو حد سے بڑھ گئے ہیں اور تقلید کی حرمت میں بے حد مبالغے سے کام لے کر حدود کو پھلانگ گئے، مقلدین کو بدعتی قرار دیا اور ان کو اہل اھواء میں داخل کر دیا۔ آئمہ کرام بالخصوص امام ابوحنیفہؒ کی توہین وتنقیص میں اس نے کوئی کسر نہیں چھوڑی اور یہ مسلک ہے عبدالحق بن فضل اللہ بنارسی کا۔

مولوی عبدالحق کے نیم شیعہ اور تبرائی ہونے کی ایک اور دلیل:

مولوی عبدالحق کے دوست اور ہم سبق مشہور محدث قاری عبدالرحمٰنؒ صاحب پانی پتی، اپنی کتاب کشف الحجاب ص۲۱ پر لکھتے ہیں: "اس نے میرے سامنے یہ بات کہی کہ عائشہ رضی اللہ عنھا علی ﷺ سے لڑی، اگر توبہ نہیں کی تو مرتد مری۔" (نعوذ باللہ من ذالک الکواس) کہتے ہیں کہ دوسری مجلس میں اس نے یہ بھی کہا کہ صحابہ کرام کا علم ہم سے کم تھا ان کو پانچ، پانچ حدیثیں یاد تھیں اور ہمیں ان کی سب حدیثیں یاد ہیں۔ (استغفر اللہ العظیم) کیا کوئی سنی مسلمان صحابہ کرام اور اپنی روحانی ماں اور زوجہ رسول ﷺ کے متعلق یہ گستاخانہ الفاظ استعمال کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ تھا کچھ حدود اربعہ اور تعارف مولوی عبدالحق بنارسی بانی جماعت اہل حدیث (غیر مقلدین) کا۔

غیر مقلد عالم کی رائے کہ اہل حدیث شیعہ اور روافض کے خلیفہ و وارث ہیں:

"پس اس زمانے کے جھوٹے اہل حدیث، مبتدعین، مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ما جاء به الرسول سے جاہل ہیں، وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہیں شیعہ اور روافض کے، یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر و نفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ و زنادقہ کا ہے اسلام کی طرف، اسی طرح جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانے میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں

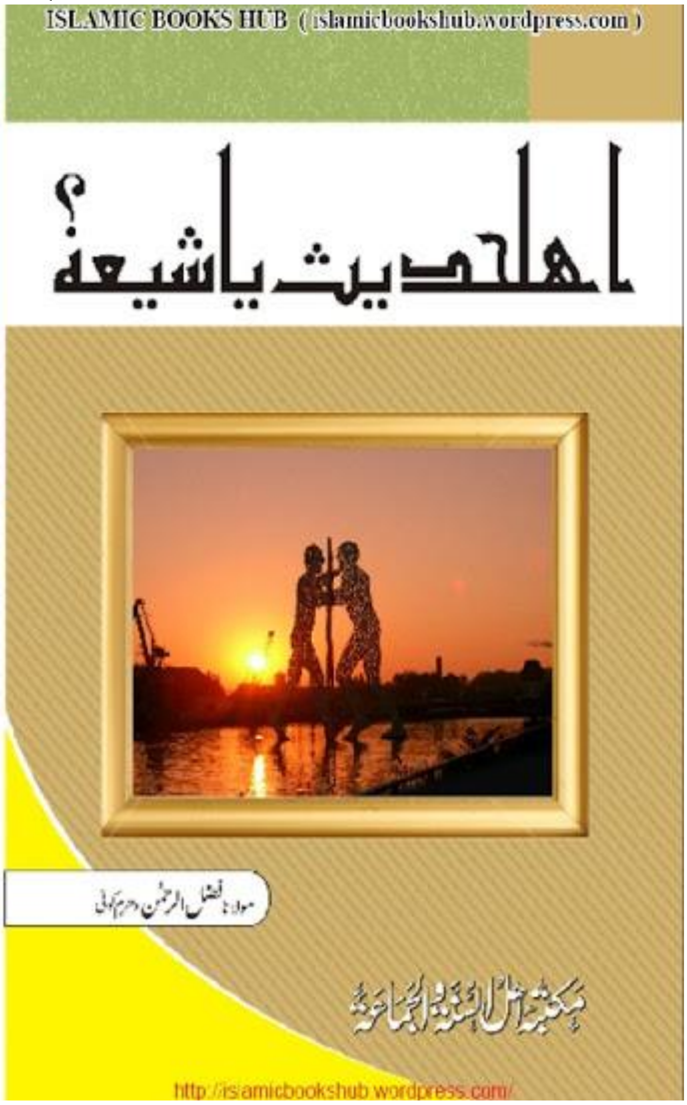

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تحقیق سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ بر صغیر پاک وہند میں فرقہ غیر مقلدین کا سب سے پہلا عالم عبد الحق بنارسی تھا جو کہ مذہباً زیدی شیعہ تھا۔ یہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلانے کے لئے دہلی میں شاہ اسماعیل شہید کے تلامذہ میں شامل ہوا۔ اس نے اپنے پہلے سفر حج میں مکہ میں ائمہ مجتہدین (یعنی امام ابو حنیفہؒ) کی شان میں غیر مناسب باتیں کہیں جس کے نتیجے میں اسے گرفتار کیا گیا۔ پھر اپنے دوسرے سفر حج پر مدینہ میں اسے گرفتار کیا گیا اور مقدمہ چلایا گیا۔ مولانا عبد الحی نے اس کی ضمانت دے کر اسے چھڑایا اور مقدمے کی جواب دہی کے موقع پر بھی انہوں نے ہی عدالت سے بات چیت کی۔ علمائے حرمین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھ دیا، مگر یہ کسی طرح بھاگ کر وہاں سے بچ نکلا اور صنعا چلا گیا۔

عبد الحق بنارسی کے شیعہ عقائد و نظریات فرقہ غیر مقلدین کے تقریباً ہر چھوٹے بڑے عالم کے عقائد و نظریات میں واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ علماء غیر مقلدین نے ہر دور میں اپنے آباؤ اجداد کی پیروی کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ بالخصوص حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ائمہ

مجتہدین خصوصاً امام ابو حنیفہؒ، امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ کی شان میں گستاخیاں کیں جن کی تفصیلات بحوالہ ان کی پیش کردہ سند کے علماء کے ناموں کے ساتھ آگے تفصیل سے بیان کی جائیں گی۔

عبدالحق بنارسی کے تلامذہ میں نواب صدیق حسن خان اور علامہ وحید الزمان صدیقی مترجم حدیث بہت مشہور ہیں جنھوں نے عبدالحق بنارسی کے شیعہ عقائد و نظریات کو اپنی کتابوں میں کھل کر بیان کیا ہے جو کہ فرقہ غیر مقلدین کے گمراہ کن عقائد و نظریات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

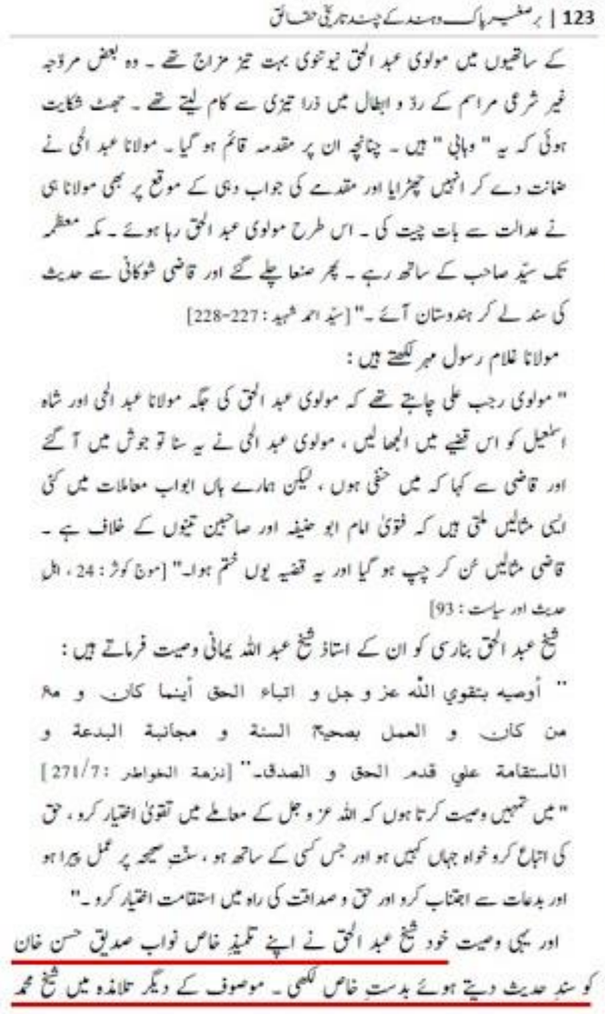

123 | برصغیر پاک و ہند کے چند تاریخی حقائق

کے ساتھیوں میں مولوی عبد الحق نیوتنوی بہت تیز مزاج تھے۔ وہ بعض مروجہ غیر شرعی مراسم کے ردّ و ابطال میں ذرا تیزی سے کام لیتے تھے۔ جھٹ شکایت ہوئی کہ یہ "وہابی" ہیں۔ چنانچہ ان پر مقدمہ قائم ہو گیا۔ مولانا عبد الحی نے ضمانت دے کر انہیں چھڑایا اور مقدمے کی جواب دہی کے موقع پر بھی مولانا ہی نے عدالت سے بات چیت کی۔ اس طرح مولوی عبد الحق رہا ہوئے۔ مکہ معظمہ تک سید صاحب کے ساتھ رہے۔ پھر صنعا چلے گئے اور قاضی شوکانی سے حدیث کی سند لے کر ہندوستان آئے۔" [سید احمد شہید: 227-228]

مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

"مولوی رجب علی چاہتے تھے کہ مولوی عبد الحق کی جگہ مولانا عبد الحی اور شاہ اسمٰعیل کو اس قضیے میں الجھا لیں، مولوی عبد الحی نے یہ سنا تو جوش میں آ گئے اور قاضی سے کہا کہ میں حنفی ہوں، لیکن ہمارے ہاں ابواب معاملات میں کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ فتویٰ امام ابو حنیفہ اور صاحبین تینوں کے خلاف ہے۔ قاضی مثالیں سن کر چپ ہو گیا اور یہ قضیہ یوں ختم ہوا۔" [موج کوثر: 24، اہل حدیث اور سیاست: 93]

شیخ عبد الحق بنارسی کو ان کے استاذ شیخ عبد اللہ یمانی وصیت فرماتے ہیں:

" أوصيه بتقوي الله عز و جل و اتباع الحق أينما كان و مع من كان و العمل بصحيح السنة و مجانبة البدعة و الاستقامة علي قدم الحق و الصدق۔" [نزهة الخواطر: 7/271]

"میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ عز و جل کے معاملے میں تقویٰ اختیار کرو، حق کی اتباع کرو خواہ جہاں کہیں ہو اور جس کسی کے ساتھ ہو، سنتِ صحیحہ پر عمل پیرا ہو اور بدعات سے اجتناب کرو اور حق و صداقت کی راہ میں استقامت اختیار کرو۔"

اور یہی وصیت خود شیخ عبد الحق نے اپنے تلمیذِ خاص نواب صدیق حسن خان کو سندِ حدیث دیتے ہوئے بدستِ خاص لکھی۔ موصوف کے دیگر تلامذہ میں شیخ محمد

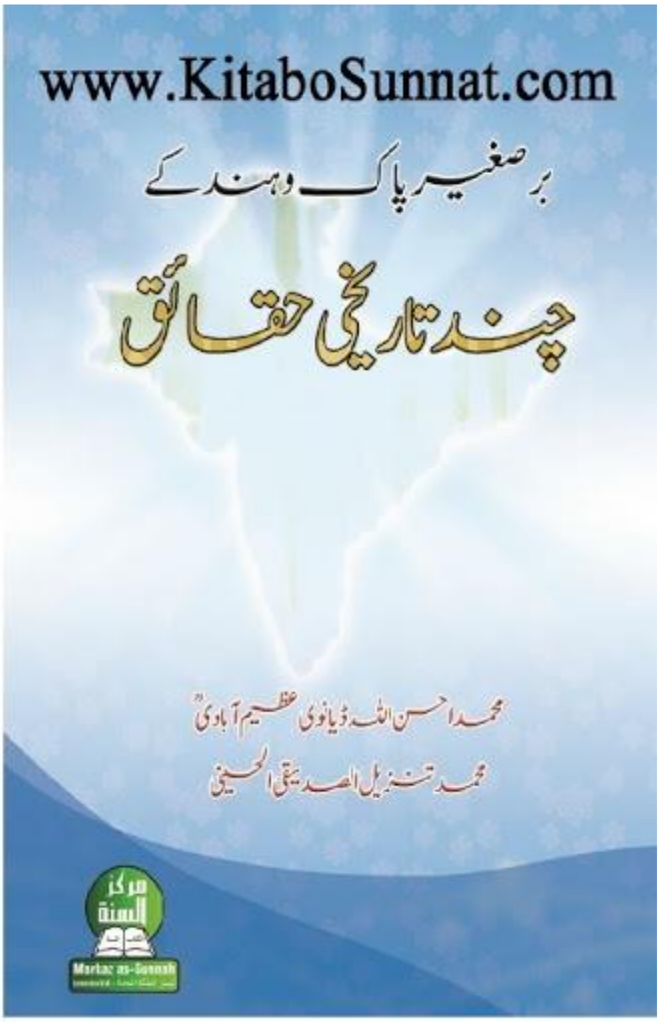

بن عبد العزیز مچھلی شہری ، سیّد جلال الدین احمد بنارسی ، سیّد امیر حسن سہسوانی ، علّامہ وحید الزماں لکھنوی مترجم حدیث ، مولانا محمد اسماعیل علی گڑھی ، مولانا حافظ عبد المنان وزیر آبادی ، سیّد سعید الدین احمد بنارسی ، سیّد حمید الدین احمد بنارسی ، سیّد شہید الدین احمد بنارسی وغیرہم شامل ہیں۔

شیخ عبد الحق کے ایک تلمیذِ خاص قاضی شیخ محمد بن عبد العزیز مچھلی شہری ، شیخ عبد الحق کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں :

" هو شيخي علي الحقيقة و قائدي الي هذه الطريقة و لم أر بعيني أفضل منه۔" [نزهة الخواطر: 267/7]

" وہ حقیقت میں میرے استاد اور اس طریقے میں میرے قائد ہیں میری آنکھوں نے ان سے افضل کسی کو نہیں دیکھا ۔"

حکیم عبد الحی حسنی لکھتے ہیں :

" كان عبد الحق بن فضل الله لا يتقيد بمذهب و لا يقلد أحداً في شي ئ من أمور دينية بل يعمل بنصوص الكتاب و السنة و يجتهد برأيه و لذٰلك جرت بينه و بين الاحناف مباحثات كثيرة في الاجتهاد و التقليد ، و من مصنفاته "الدر الفريد في منع عن التقليد ـ" [نزهة الخواطر : 272/7]

" عبد الحق بن فضل اللہ کسی (فقہی) مذہب میں مقید نہ تھے اور نہ ہی امورِ دینی میں سے کسی معاملہ میں کسی کی تقلید کرتے تھے بلکہ ان کا عمل نصوص کتاب و سنّت پر تھا اور اسی کے مطابق سعی کرتے ۔ اجتہاد و تقلید کے اس مسئلے میں آپ اور احناف کے درمیان متعدد بار نہایت سخت مباحثات ہوئے اور ان کی تصنیفات میں سے " الدرّ الفريد في منع عن التقليد " ہے۔"

مولانا عبد الحلیم چشتی ، شیخ عبد الحق کے حالات میں لکھتے ہیں :

" الشيخ العالم المحدث المعمر عبد الحق بن فضل الله العثماني النيوتني ثم البنارسي أحد العلماء المشهورين۔" [نزهة الخواطر : 266/7]

شیخ عبد الحق کو شاہ عبد القادر محدث دہلوی ، شاہ اسماعیل شہید ، امام محمد بن علی شوکانی ، شیخ محمد عابد سندھی وغیرہم جیسے اکابر سے شرفِ تلمذ تھا اور خود ان کے فیضِ علم سے نواب صدیق حسن خاں ، قاضی محمد مچھلی شہری ، علامہ وحید الزماں جیسے مشاہیر مستفید ہوئے ۔ ایسے میں یہ باور کرانا کہ وہ علمی حیثیت سے کسی خاص مقام کے حامل نہیں تھے۔ حقائق اور واقعات پر ظلم کے مترادف ہے۔

شیخ عبد الستار بن عبد الوہاب صدیقی حنفی دہلوی ثم مکی عالم عرب کے نامور عالم و مؤرخ گزرے ہیں ۔ ان کی ایک کتاب ہے "فيض الملك الوهاب المتعالي" اس میں انہوں نے شیخ عبد الحق کے حالات بھی لکھے ہیں ۔ ان کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں :

" الشيخ عبد الحق ابو الفضل بن الشيخ فضل الله ، المحدث الهندي ، نزيل مكة المشرفة ، العلامة النحرير البهي ، وارث أحاديث النبي الامي۔" [فيض الملك الوهاب المتعالي: 1096]

شیخ عبد الحق کے اساتذہ کرام میں انہوں نے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا اسم گرامی بھی ذکر کیا ہے۔[حوالۂ مذکور : 1097]

بایں ہمہ مختلف اصحابِ تذکرہ نے شیخ عبد الحق محدث بنارسی کے جو حالات رقم کیے ہیں ان کی روشنی میں موصوف کے مختصر لیکن گوشۂ حیات کے اہم پہلو نذرِ قارئین کیے جا رہے ہیں ۔

شیخ عبد الحق نیوتنی اطرافِ موہان (ضلع اناو) میں 1206ھ میں پیدا ہوئے ۔ نسباً عثمانی تھے ۔ ان کے والد شیخ فضل اللہ جید عالم تھے انہی سے ابتدائی کتب کی تحصیل کی ۔ ان کے والد نے بعد ازاں بنارس میں اقامت اختیار کی وہاں اپنے والد

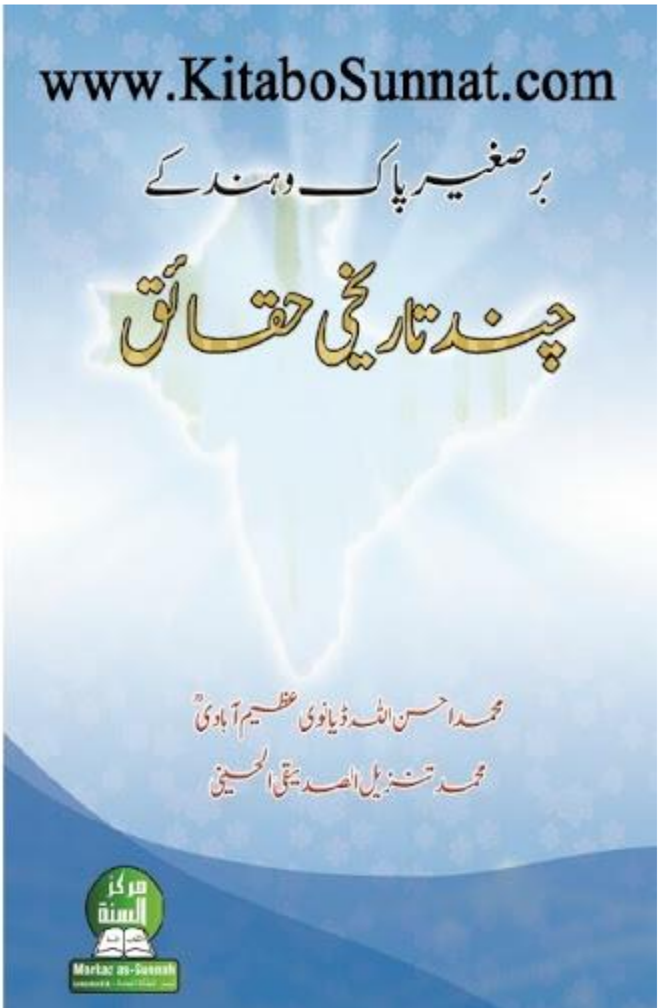

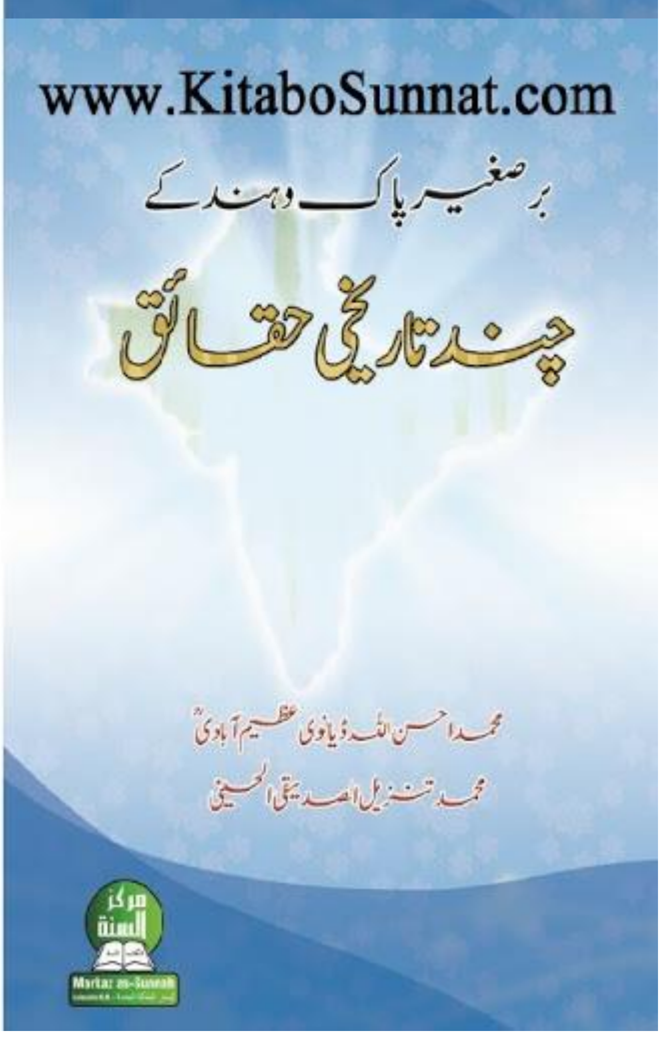

بانی فرقہ غیر مقلدین مولوی عبد الحق بنارسی کے شیعہ عقائد و نظریات ان کے شاگر دخاص علامہ وحید الزمان صدیقی اور نواب صدیق حسن خان کی کتب کے حوالوں سے ملاحضہ فرمائیں:

فرقہ غیر مقلدین کے شیعہ عقائد و نظریات اور صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخیاں

ا۔ غیر مقلد علامہ وحید الزمان صدیقی اپنی کتاب ھدیۃ المہدی میں لکھتے ہیں:''رام چندر، کرشن جی، کچھمن جو ہندووں میں ہیں اور زرتشت جو فارسیوں میں ہیں اور کنفیوشس اور مہاتما بدھ جو چین و جاپان میں ہیں اور سقراط و فیثا غورث جو یونان میں ہیں ہم پر واجب ہے کہ ان تمام انبیاء ورسل پر ایمان لائیں''۔(العیاذ باللہ)۔(ھدیۃ المہدی[اردو]:ص۱۵۵)

غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی اپنی کتاب ھدیۃ المہدی میں لکھتے ہیں: ''رام چندر، کرشن جی، کچھمن جو ہندووں میں ہیں اور زرتشت جو فارسیوں میں ہیں اور کنفیوشس اور مہاتما بدھ جو چین و جاپان میں ہیں اور سقراط و فیثا غورث جو یونان میں ہیں ہم پر واجب ہے کہ ان تمام انبیاء ورسل پر ایمان لائیں'' (العیاذ باللہ)۔(ھدیۃ المہدی[اردو]: ص۱۵۵)

۱۵۵

حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت شعیب، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت یوشع، حضرت عزیر، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت ایوب، حضرت ذوالکفل، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت الیاس، حضرت یسع۔ حضرت اشعیا، حضرت ارمیا، اور وہ حضرت یسع ہیں، حضرت حجی، حضرت دانیال، حضرت عیسیٰ بن مریم ان پر قیامت تک صلوٰۃ و سلام ہو۔

رام چندر نبی ہے

ان میں سے قرآن پاک میں چھبیس انبیاء کرام کا ذکر ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے دوسرے ملکوں کے انبیاء کرام کا تذکرہ نہیں فرمایا جیسا کہ ہندوستان، چین، یونان، فارس، بلاد روبا، افریقہ، بلاد امریکہ، جاپان اور برما کے نبی ہیں کیونکہ عرب ان ممالک کو نہیں جانتے تھے اس لئے ان کا تذکرہ زیادہ فائدہ نہ دیتا ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کر دیا جن کا قصہ ہم نے تجھ پر بیان کیا ہے اور بعض کا ذکر ہم نے بھی نہیں کیا لہٰذا ہمیں حق نہیں پہنچتا کہ جان بوجھ کر ان انبیاء کرام کا انکار کریں جن کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نہیں فرمایا اور لوگوں میں تواتر کے ساتھ پہچانے جاتے ہیں اگرچہ وہ لوگ کافر ہوں جو جانتے ہیں کہ وہ انبیاء و صلحاء تھے جیسا کہ ہندوؤں میں رام چندر، لچھمن اور کشن جی ہیں اور فارس کے درمیان زرتشت اور اہل چین و جاپان کے درمیان کنفیوشش اور بدھا ہیں اور اہل یونان کے مابین سقراط اور فیثا غورث ہیں بلکہ ہم پر واجب ہے کہ ہم کہیں کہ ہم ایمان لاتے ہیں تمام انبیاء اور رسولوں پر اور ان میں سے کسی میں فرق نہ کریں اور ہم انہیں تسلیم کرتے ہیں اور انہیں کفر و شرک اور سرکشی سے منسوب کرنے سے بچتے ہیں۔

غیر مقلد عالم حافظ عبد القادر روپڑی اپنے شیخ علامہ وحید الزمان صدیقی کا مکمل دفاع اور تائید کرتے ہوئے ان کے اس عقیدے کو صحیح قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:''خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر نہیں کیا حالانکہ کسی قوم کے تواتر سے ثابت ہے کہ وہ نبی یا صالح لوگ تھے۔ جیسے رام چندر، کرشن جی، کچھمن ہندووں میں اور زرتشت فارسی میں اور کنفیوشس اور بدھو ملک چین میں اور جاپان میں سقراط اور فیثا غورث جو یونان میں ہیں۔ پس ہم پر واجب ہے کہ ہم کل انبیاء اور مرسلین پر ایمان لاویں اور ان میں سے کسی میں تفریق نہ کریں''۔ (العیاذ باللہ)۔(ھدیۃ المہدی: ص۸۵؛ فتوحات اہلحدیث المعروف میزان مناظرہ:ص۱۴۸)

148 فتوحات اہلحدیث المعروف میزان مناظرہ

(۱۴) چودھواں اچھروی الزام اور روپڑی جواب | وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ رام چندر، کشن جی، لچھمن یہ سب نبی برحق ہیں ان کے ساتھ بھی ایمان لانا واجب ہے۔

(ہدیہ المہدی از علامہ وحید الزماں)

اچھروی صاحب ہدیہ المہدی کتاب عربی میں ہے میرے خیال میں آپ نے یہ کتاب دیکھی ہی نہیں اگر دیکھی ہے تو سمجھی نہیں میں اس کی وضاحت کرتا ہوں حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں بعض انبیاء کا ذکر آیا ہے اور بعض کا نہیں آیا چنانچہ اللہ پاک نے خود فرمایا ہے (منهم من لم نقصص علیك) کہ بعض انبیاء کا ذکر ہم نے تم پر بیان نہیں کیا اس کے آگے اپنا عقیدہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرب کے سوا اور نبیوں کا ذکر نہیں کیا جیسے ہندوستان، چین، یونان، فارس، یورپ، افریقہ، امریکہ، جاپان اور برما وغیرہ اس لئے کہ عرب کے لوگ ان کو جانتے نہ تھے پھر ان کے ذکر میں کوئی بڑا فائدہ نہ تھا صرف اشارہ کر دیا کہ بعض انبیاء کا ذکر ہم نے نہیں کیا اس لئے ہم کو ان نبیوں کی نبوت سے انکار کرنا جائز نہیں جن کو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر نہیں کیا حالانکہ کسی قوم کے تواتر سے ثابت ہے کہ وہ نبی یا صالح لوگ تھے۔ جیسے رام چندر، لچھمن، کرشن جی ہندوؤں میں اور زرتشت فارس میں اور کنفیوس اور بدھو ملک چین میں اور جاپان میں سقراط اور فیثا غورث بل یجب علینا ان نقول امنا بجمیع انبیآء اللہ و رسلہ لانفرق بین احدمنهم و نحن له مسلمون (ہدیہ المہدی ص۸۵)

پس ہم پر واجب ہے کہ ہم کل انبیاء اور مرسلین پر ایمان لاویں اور ان میں سے کسی میں تفریق نہ کریں اور ہم اسی کے فرمانبردار ہو کر رہیں اچھروی صاحب بتلایئے اس میں کون سا ایٹم بم ہے جو تم اور بریلویوں پر چل گیا اور نقصان ہو گیا ہے مذکورہ عبارت میں امکانی طور پر ان لوگوں کو انبیاء کہا گیا ہے یعنی ممکن ہے کہ یہ لوگ نبی ہوئے ہوں ایمان اور اعتقاد کے موقع پر جو لفظ لکھے ہیں وہ اہل علم و اہل دیانت کے قابل ملاحظہ ہیں آگے جو کچھ لکھا ہے وہ قرآن مجید کی آیت کا ترجمہ ہے کہ ہم سب نبیوں کو مانتے ہیں کسی میں تفریق

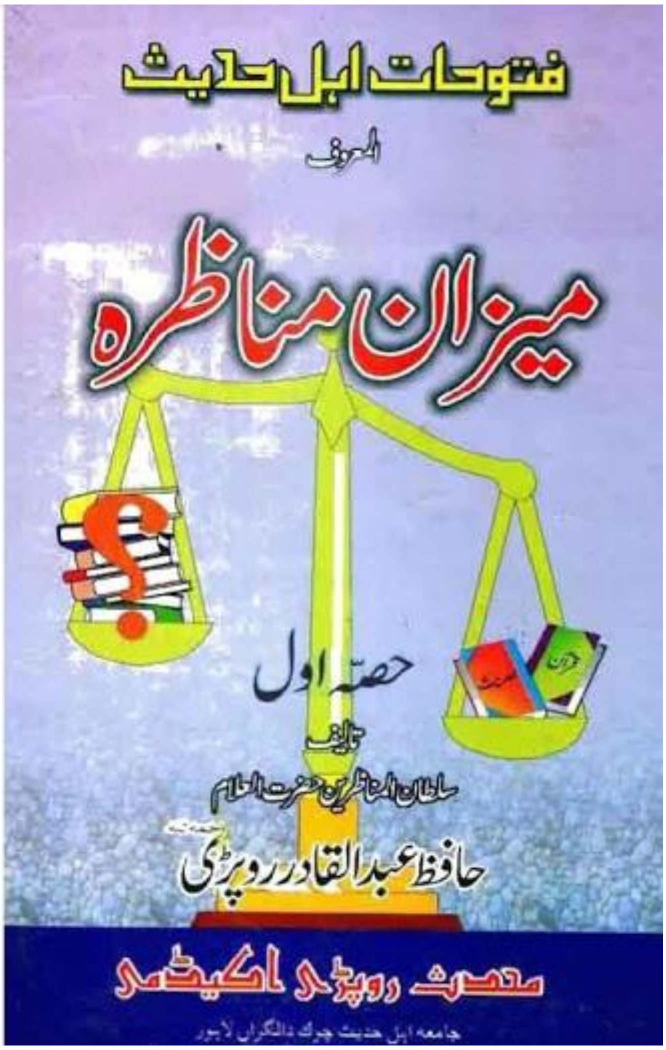

۲۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں: ''خدا عرش پر ہے اور عرش خدا کا مکان ہے''۔ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار: ج۱، ص۳؛ ہدیۃ المہدی: ص۹)

غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں: ''خدا عرش پر ہے اور عرش خدا کا مکان ہے''۔ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار: ج۱، ص۳؛ ہدیۃ المہدی: ص۹)

۳

فمن اراد معرفة الحجج والدلائل فعليه بكتابنا الهدية ومن قصر نظره على ...
فعليه بهذا الكتاب الحاوي من حفظ فهو الفقيه الماهر الحبر الباهر وسميته
بنزل الابرار من فقه النبي المختار وعلى الله التوكل وبه الاستنصار

كتاب الايمان

العالم حادث بالزمان فلابد له من محدث وهو الله تعالى وله اسماء وصفات
وردت في الشرع نؤمن بظاهرمعناها ونكل كيفيتها اليه سبحانه من غير تشبيه
ولا تمثيل وصفاته على نوعين ذاتية كالحيوة والعلم والقدرة والارادة
والمشية والسمع والبصر وقوة الكلام وهي قديمة كذاته سبحانه وتعالى
كالكلام والاستواء والنزول والصعود والضحك والتعجب وغيرها وهي
حادثة وعلمه محيط بالجزئيات والكليات ويتكلم متى شاء بصوت وحروف
يسمعها الملائكة المقربون ويكلم الناس في الآخرة كفاحا من غير ترجمان
... وهو شي لا كالاشياء ونفس لا كالنفوس وذات لا كالذوات
وشخص لا كالاشخاص ... لا كالناس وهو في جهة الفوق ومكانه العرش وله
صورة هي احسن الصور ويقدر ان يتجلى في اي صورة شاء وله تعالى
وجه وعين ويد وكف وقبضة واصابع وساعد وذراع وجنب وحقو و
قدم ورجل وساق وكتف كما تليق بذاته ويجوز عليه الانتقال اي التحول من
مكان الى مكان آخر لا شبه له ولا ضد ولا ند ولا شريك لم يتخذ صاحبة
ولا ولدا لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد والشرك غير مغفور ان مات

marfat.com

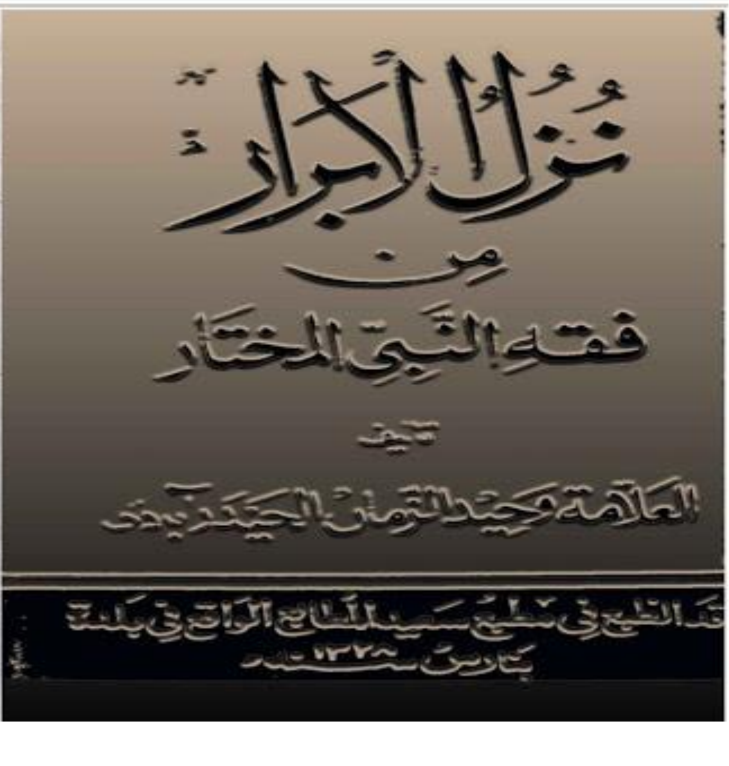

۳۔ علامہ وحید الزمان صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ:"اللہ تعالیٰ جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا چہرہ، آنکھ، ہاتھ، مٹھی، انگلیاں، کلائی، دونوں بازو، سینہ، پہلو، کمر، پاؤں، ٹانگ اور پنڈلی اس کی شان کے مطابق ہیں۔ اور تشبیہ یہ ہے کہ اگر کہا جائے اس کا ہاتھ ہمارے ہاتھ کی طرح اوراس کی سماعت ہماری سماعت کی طرح ہے اورایسے ہی دوسرے اعضاء"۔ (العیاذ باللہ)۔ (ھدیۃ المھدی[اردو]:ص۲۷)

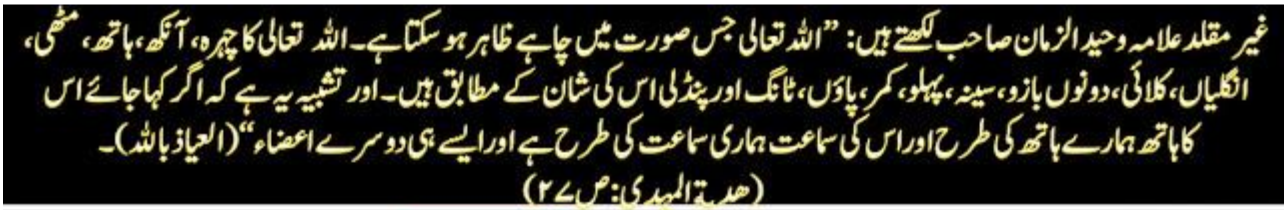
غیر مقلد علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں: "اللہ تعالیٰ جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا چہرہ، آنکھ، ہاتھ، مٹھی، انگلیاں، کلائی، دونوں بازو، سینہ، پہلو، کمر، پاؤں، ٹانگ اور پنڈلی اس کی شان کے مطابق ہیں۔ اور تشبیہ یہ ہے کہ اگر کہا جائے اس کا ہاتھ ہمارے ہاتھ کی طرح اوراس کی سماعت ہماری سماعت کی طرح ہے اورایسے ہی دوسرے اعضاء"(العیاذ باللہ)۔
(ھدیۃ المھدی: ص۲۷)

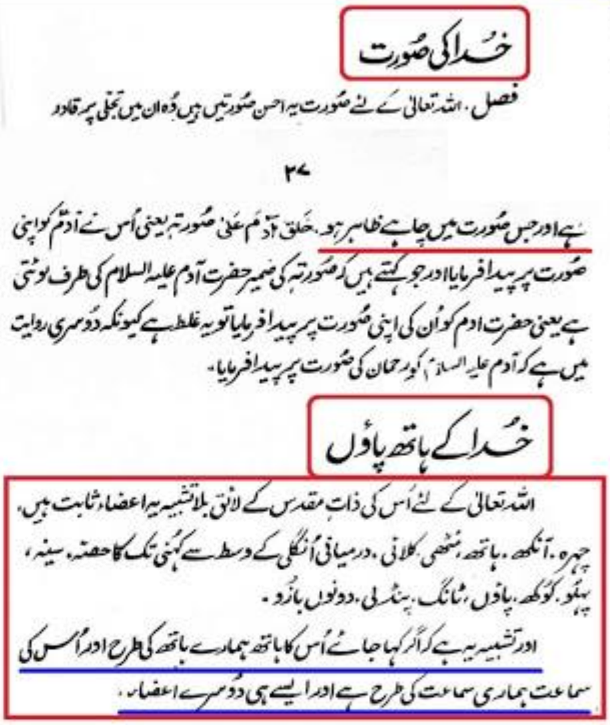
خدا کی صورت

فصل۔ اللہ تعالیٰ کے لئے صورت ہے احسن صورتیں ہیں وہ ان میں تجلی پر قادر

۲۷

ہے اور جس صورت میں چاہے ظاہر ہو۔ خلق آدم علیٰ صورتہ یعنی اُس نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا اور جو کہتے ہیں کہ صورتہ کی ضمیر حضرت آدم علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے یعنی حضرت ادم کو اُن کی اپنی صورت پر پیدا فرمایا تو یہ غلط ہے کیونکہ دوسری روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام کو رحمان کی صورت پر پیدا فرمایا۔

خدا کے ہاتھ پاؤں

اللہ تعالیٰ کے لئے اُس کی ذات مقدس کے لائق بلا تشبیہ یہ اعضاء ثابت ہیں، چہرہ، آنکھ، ہاتھ، مٹھی، کلائی، درمیانی اُنگلی کے وسط سے کہنی تک کا حصہ، سینہ، پہلو، کوکھ، پاؤں، ٹانگ، پنڈلی، دونوں بازو۔

اور تشبیہ یہ ہے کہ اگر کہا جائے اُس کا ہاتھ ہمارے ہاتھ کی طرح اور اُس کی سماعت ہماری سماعت کی طرح ہے اور ایسے ہی دوسرے اعضاء۔

اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم
بعونہ تعالیٰ شانہ دین آخر الزمان بطور مقدمہ نزول صاحب الزمان علیہ السلام
القطعۃ الثانیۃ
هدیۃ المهدی
۱۳۲۵ ہجری قدسی
تالیف خادم عباد اللہ المنان المدعو وحید الزمان غفر لہ الرحمان

لغات الحدیث ۷ کتاب "ع"

کے لئے نکلے (ایک روایت میں عبدا ان سے معنی ہی ہیں) اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّاحِیْنَ عِبَادَتُھَا کُلُّ دَارٍ فِیْھَا اَحْمَدُ اَوْ مُحَمَّدٌ۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے دورہ کرتے رہتے ہیں (سیر کرتے پھرتے ہیں) اُن کی عبادت یہ ہے کہ جس گھر میں کوئی شخص احمد یا محمد نام کا ہوتا ہے اس کی حفاظت کرتے ہیں (بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ اُس گھر کی زیارت کرتے ہیں جس میں احمد یا محمد نام کا کوئی شخص ہوتا ہے)۔
اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ۔ حضرت علیؓ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے (کیونکہ اُن کے دیدار سے پروردگار کی یاد ہوتی تھی)۔ بعضے لوگوں نے اس حدیث کی صحت میں یہ کلام کیا ہے کہ کسی بندے کے چہرے کی طرف دیکھنا کیونکر عبادت ہوگی۔ اُن کا جواب یہ ہے کہ دوسری حدیث میں ہے کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں کہ جب اُن کو دیکھو تو اللہ کی یاد آئے۔ اس حدیث کی رو سے ہر ایک ولی کی زیارت عبادت ہوئی کیونکہ وہ موجب ہوتی ہے ذکر الٰہی کی۔ پس حضرت علیؓ کی زیارت تو بطریق اولیٰ عبادت ہوگی۔ آپ تو شاہ ولایت اور تمام اولیاء اللہ کے سردار ہیں۔
یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهٗ۔ میرے بندو تم سب بھوکے ہو مگر جس کو میں کھلاؤں۔
اَبُوْھُرَیْرَۃَ ھٰذَا عَبْدُكَ۔ ابوہریرہؓ یہ دیکھو تمہارا غلام آن پہنچا جو بھاگ کر غائب ہو گیا تھا)۔
اِیَّاكَ نَعْبُدُ۔ ہم خاص تیری ہی پوجا کرتے ہیں (اور کسی کی پوجا نہیں کرتے)۔
اِنَّ مِنْ عِبَادِیْ مَنْ لَا یُصْلِحُهٗ اِلَّا الْفَقْرُ بعضے بندے میرے ایسے ہیں کہ اُن کی بھلائی محتاجی ہی سے ہوتی ہے (تونگری اور مالداری اُن کے حق میں زہر قاتل ہے اس لئے میں اُن کو محتاج ہی رکھتا ہوں)۔
زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ۔ لقب ہے حضرت امام علی بن حسین علیہ السلام کا

سَجَدْتُ لَكَ تَعَبُّدًا وَّ رِقًّا میں نے بندگی اور غلامی کے طور پر تیرا سجدہ کیا۔
عَبَّادَان۔ ایک شہر کا نام ہے خلیج فارس پر بصرے کے قریب۔ بعضوں نے کہا ایک جزیرہ ہے۔
لَیْسَ وَرَاءَ عَبَّادَانَ قَرْیَۃٌ۔ اب عبادان کے بعد کوئی بستی نہیں ہے۔
عَبْدُ مَنَافٍ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا ان کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم اور مطلب اور عبد شمس اور نوفل ہاشم اور مطلب دو بھائی ایک طرف رہے اور عبد شمس اور نوفل ایک طرف۔ عبد شمس کا بیٹا اُمیہ پیدا ہوا وہ ہاشم کا دشمن ہو گیا۔ معاویہ اور عثمانؓ اُمیہ کی اولاد میں تھے۔
عَبْدٌ اَعْبَدُ مِنِّیْ۔ کوئی بندہ مجھ سے زیادہ بندگی رکھتا ہے (یعنی میں خود تیرا ایک بندہ ہوں یہ حضرت عمرؓ نے اُس وقت فرمایا جب اپنے اونٹ پر اپنے ہاتھ سے دوا لگا رہے تھے)۔
عُبَیْدِیَّۃ۔ مرجئہ کا ایک فرقہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو آدمی کی صورت پر کہتا ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ۔ (مترجم)۔ کہتا ہے کہ اہلحدیث بھی اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صورت ہے اور وہ جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتا ہے مگر اس کی صورت کو کسی مخلوق کی صورت سے تشبیہ نہیں دیتے گو ہاتھ اور پاؤں اور منہ اور آنکھ وغیرہ جو صفتیں اُس کی قرآن و حدیث میں وارد ہیں وہ اُس کے لئے ثابت ہیں بس یہی فرق عبیدیہ اور اہلحدیث میں ہے)۔
مَعْبَدٌ۔ عبادت گاہ۔ مُعَبَّدٌ۔ ذلیل تابعدار۔
مَعْبَدِیَّۃ۔ خارجیوں کا ایک فرقہ ہے۔
عَبْدَلُ۔ مخفف ہے عبداللہ کا۔
عَبَادِلَۃ۔ تین صحابی ہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ (بعضوں نے کہا

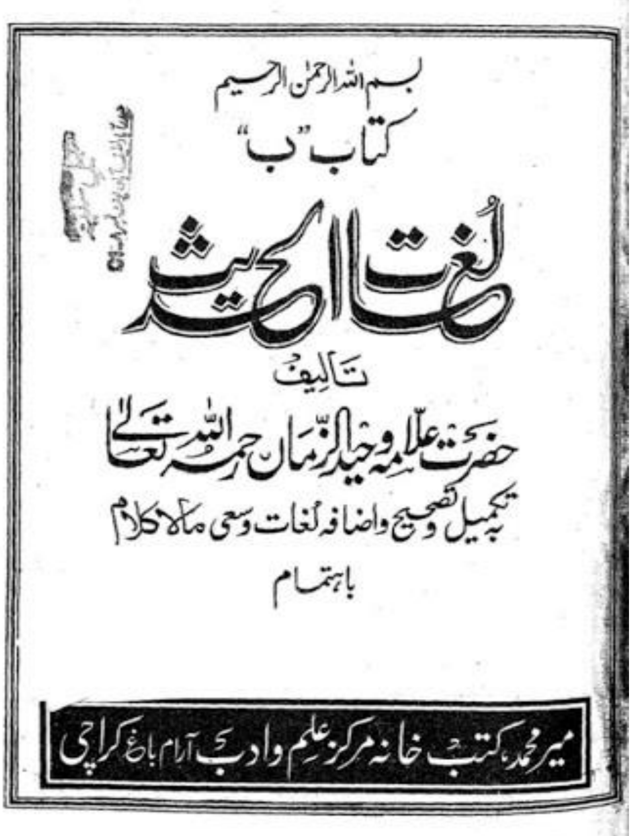
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
کتاب "ب"
لغات الحدیث
تالیف
حضرت علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ تعالیٰ
تکمیل و تصحیح و اضافہ لغات وسعی ملا کلام
باہتمام
میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی

۴۔ غیر مقلد عالم وحید الزمان صاحب اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ کے بارے میں لکھتے ہیں: ”تعجب کرنا، اُترنا چڑھنا، آنا جانا، مسخری و مکر (یعنی مذاق ٹھٹھہ وفریب)، چلنا، بھاگنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے ۔ اللہ تعالیٰ جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتا“۔ (العیاذ باللہ)۔ (ھدیۃ المھدی[اردو]:ص ۲۳)

غیر مقلد علامہ وحید الزمان صاحب اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: ”تعجب کرنا، اُترنا چڑھنا، آنا جانا، مسخری و مکر (یعنی مذاق ٹھٹھہ وفریب)، چلنا، بھاگنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ جس صورت میں چاہے ظاہر ہو سکتا“ (العیاذ باللہ)۔ (ھدیۃ المھدی: ص ۲۳)

۲۳

۱۔ صفات ذاتیہ قدیمہ ازلیہ جیسا کہ حیات، علم و قدرت، ارادہ و مشیت، جلال و عزت، سمع بصر اور قوت کلام۔

۲۔ صفات فعلیہ بعض کے نزدیک حادث اور بعض کے نزدیک قدیم ہیں جیسا کہ غضب اور رحمت تو یہ صفات ذات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے دو فعل ہیں تو بعض افعال پر بعض افعال کی تقدیم جائز ہے، اور امام باقر علیہ السلام کی حدیث ہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو دوزخ سے پہلے تخلیق فرمایا۔

حادث اور اُس کے اختیار کے متعلق ہمارے اصحاب سے شیخ ولی اللہ نے کہا کہ حادث بذاتہ قائم نہیں اور تعلق صفات میں حدوث اُس کے متعلقات کے ساتھ ہے ارادہ کا تعلق اُس کے وقوع کے ساتھ ہے یہاں تک کہ افعال ظاہر ہوں۔

صفات فعلیہ حادثہ سے کلام و استواء تجسم و تعجب اترنا چڑھنا، جانا آنا، قرب بعد نزدیکی و دوری، تنفس و فرحت، بشاشت و نظر، حتیٰ و حفن غیرت و غضب بات پر ملال، حیاء و استہزا، مسخری و مکر، خداع و کید، فراغت و تردد، فضل و رحمت، اختیار و صبر، اعادۂ مخلوق، امر و نہی، استدراج، حب و بغض، رضا و کراہت، اُلفت و نفرت، دوستی اور عداوت، چلنا، بھاگنا، محاضرہ و مصافحہ، اطلاع و اشراف، تکوین و خلق، عندیہ اور قلوب کا بدلنا، وعدہ و وعید، اور اُس کی بعض مخلوق کا کلام سننا، عرش کے علاوہ بعض محالات پر عارضی تجلی جبکہ اُس پر تجلی دائمی ہے اور جس صورت میں چاہے ظہور کرے۔

فصل، وہ تفصیل کی وجہ پر جزئیات و کلیات، موجودات و معدومات، ممکنات و محالات کی تمام تر معلومات کا عالم ہے اور زمینوں کے نیچے کی حد و دت

لہ مجمع البحرین

اس کے بر عکس اہلسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے جہت و مکان اور جسم ماننے وہ کافر ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: ”امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جو شخص اللہ پاک کی ذات کے لئے جہت و مکان اور جسم ماننے وہ کافر ہے“۔ (المنھج القویم بشرح مسائل التعلیم: ص ۲۵۴؛ حاشیۃ الجرھزی علی المنھج القویم بشرح مسائل التعلیم: ص ۴۰۸؛ سِیَر اعلامِ النُبلاءِ ازالامام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذھبی: ص ۱۰۱)

فَصْلٌ

الْجَمَاعَةُ فِي الْمَكْتُوبَةِ الْمُؤَدَّاةِ لِلْأَحْرَارِ الرِّجَالِ الْمُقِيمِينَ فَرْضُ كِفَايَةٍ ، بِحَيْثُ يَظْهَرُ الشِّعَارُ ، . . . .

ثم هو بعد ذلك مخيّر إن شاء . . أوّلها بنحو ما ذكرناه ، وهي طريقة الخلف ، وآثروها لكثرة المبتدعة القائلين بالجهة والجسمية وغيرهما مما هو محال على الله تعالى ، وإن شاء . . فوّض علمها إلى الله تعالى ، وهي طريقة السلف ، وآثروها لخلوّ زمانهم عمّا حدث من الضلالات الشنيعة والبدع القبيحة ، فلم يكن لهم حاجة إلى الخوض فيها .

واعلم أنّ القرافيّ وغيره حكوا عن الشافعيّ ومالك وأحمد وأبي حنيفة ـ رضي الله عنهم ـ القول بكفر القائلين بالجهة أو التجسيم ، وهم حقيقون بذلك[1] .

(فَصْلٌ)

في صلاة الجماعة وأحكامها

والأصل فيها : الكتاب ، والسنّة ، كخبر « الصحيحين » : « صلاة الجماعة أفضل من صلاة الفذّ بسبع وعشرين درجة » ، وفي رواية للبخاري : « بخمس وعشرين » ولا منافاة ؛ لأنّ القليل لا ينفي الكثير ، أو أنّه أخبر أولاً بالقليل ، ثم أعلم بالكثير فأخبر به ، أو أنّ ذلك يختلف باختلاف أحوال المصلّين والصلاة .

(الجماعة) في الجمعة فرض عين ـ كما يأتي ـ و (في المكتوبة) غيرها (المؤدّاة للأحرار الرجال المقيمين) ـ ولو ببادية توطّنوها ـ المستورين الذين ليسوا معذورين بشيء مما يأتي (فرض كفاية) فإذا قام بها البعض (بحيث يظهر الشعار) في محلّ إقامتها ، بأن تقام في القرية الصغيرة بمحلّ ، وفي الكبيرة والبلد بمحالّ ، بحيث يمكن قاصدها أن يدركها من غير كثير تعب . . فلا إثم

(1) قال الإمام الجرهزي رحمه الله تعالى في « حاشيته » (٤٨/٢) : (قوله : « واعلم . . . إلخ » في « فتح الجواد » : « أنه محمول على من زعم : أنه جسم من الأجسام » اهـ ، وفي « التحفة » في « باب الردة » : فمدعي الجسمية أو الجهة إن زعم من ذلك ـ أي : الاتصال بالعالم أو الانفصال ـ . . كفر ، وإلّا . . فلا ؛ لأنّ الأصح : أن لازم المذهب ليس بمذهب ، أو أثبت لله تعالى ما هو منفيٌّ عنه إجماعاً ؛ أي : معلوماً من الدين بالضرورة . ومن ثمّ قيل ـ أخذاً من حديث الجارية ـ : يغتفر نحو التجسيم والجهة في حقّ العوامّ ؛ لأنهم مع ذلك على غاية من اعتقاد التنزيه والكمال المطلق) .

٢٥٤

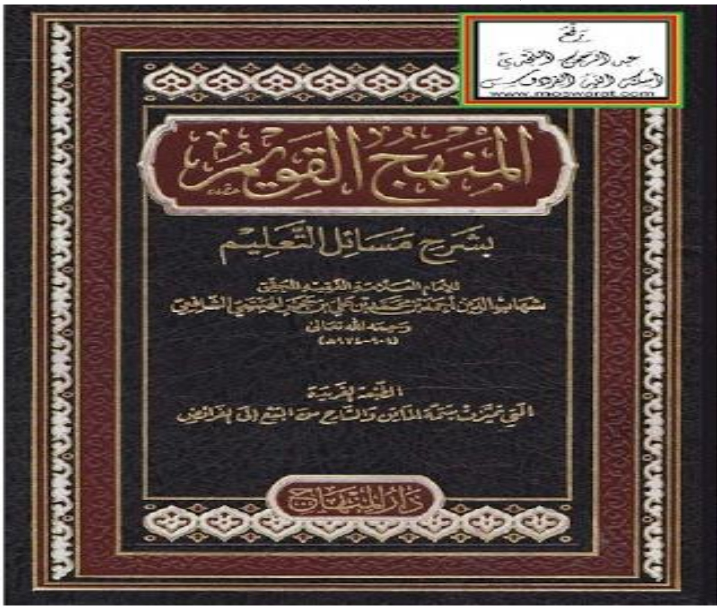

وهيَ طريقةُ الخَلَفِ [1] ، وآثروها لكثرةِ المبتدعةِ القائلينَ بالجهةِ والجسميّةِ وغيرِهما ممّا هوَ مُحالٌ على اللهِ تعالىٰ ، وإنْ شاءَ . . فوَّضَ عِلمَها إلى اللهِ تعالىٰ ، وهيَ طريقةُ السَّلفِ ، وآثروها لخلوِّ زمانِهم عمّا حدثَ مِنَ الضّلالاتِ الشّنيعةِ والبدعِ القبيحةِ ، فلم يكنْ لَهم حاجةٌ إلى الخوضِ فيها .

واعلم أنَّ القرافيَّ وغيرَهُ حكَوا عنِ الشّافعيِّ ومالكٍ وأحمدَ وأبي حنيفةَ ـ رضيَ اللهُ عنهمْ ـ القولَ بكفرِ القائلينَ بالجهةِ أوِ التّجسيمِ ، وهُم حقيقونَ بذلكَ [2] .

استولىٰ عليه ، واللهُ تعالىٰ لا مُضادَّ لَهُ)[1] . وتبِعَهُ ابنُ رُشدٍ في أوّلِ « المقدّماتِ » وخطّأَ مَنْ أوّلَهُ بما ذُكِرَ .

قالَ الشّهابُ الرَّمليُّ : (وما قالَهُ ابنُ رشدٍ الحفيدُ مِنْ إثباتِ الجهةِ عن أهلِ الشّرعِ . . فمردودٌ بأنَّهُ كذبٌ ، حَمَلَهُ عليهِ اعتقادُهُ الفاسدُ ، وقد قالَ الإمامُ أبو عليٍّ عمرُ بنُ محمّدِ بنِ خليلٍ الإشبيليُّ السّكونيُّ الأشعريُّ : « وليُحترَزْ مِنْ كلامِ ابنِ رُشدٍ الحفيدِ ؛ لأنَّ كلامَهُ في المعتقدِ فاسدٌ » ، وقولُ الشّيخِ عبدِ القادرِ الجيلانيِّ : « وهوَ بجهةِ العلوِّ » ماشٍ على قولِ ابنِ رشدٍ المردودِ)[2] .

1ـ قولُهُ : (طريقةُ الخَلَفِ) أي : أكثرِهم ، كما في « شرحِ مسلمٍ » ، فإنَّهُ قالَ : (مذهبُ جمهورِ السّلفِ وبعضِ المتكلّمينَ : الإيمانُ بحقيقتِها على ما يليقُ بهِ تعالىٰ ، وأنَّ ظاهرَها المتعارفَ في حقِّنا غيرُ مرادٍ ، ولا نتكلّمُ في تأويلِها ، معَ اعتقادِنا تنزيهَ اللهِ تعالىٰ عن سائرِ سِماتِ الحدوثِ .

والثّاني : مذهبُ أكثرِ المتكلّمينَ وجماعةٍ مِنَ السّلفِ ، وهوَ محكيٌّ عن مالكٍ والأوزاعيِّ : أنّها تتأوّلُ على ما يليقُ بها) انتهى[3] .

وقالَ الملّا علي قاري : (قد علمتَ أنَّ مالكاً والأوزاعيَّ أوّلا الحديثَ ، وهُما مِنْ كبارِ السّلفِ ، وكذلكَ سفيانُ الثّوريُّ)[4] ، وقد قيلَ : إنَّ السّلفَ . . مَنْ قبلَ المئتينِ ، وقيلَ : الأربعِ .

2ـ قولُهُ : (واعلمْ . . . إلخ) في « فتحِ الجوادِ » : (أنّهُ محمولٌ على مَنْ زعمَ [واحداً] : أنّهُ جسمٌ مِنَ الأجسامِ) انتهى .

وفي « التّحفةِ » في (بابِ الرِّدّةِ) : (فمُدّعي الجسميّةِ أوِ الجهةِ إنْ زعمَ مِنْ ذلكَ ـ أي : الاتّصالَ بالعالَمِ أوِ الانفصالَ ـ . . كفرَ ، وإلّا . . فلا ؛ لأنَّ الأصحَّ : أنَّ لازمَ المذهبِ ليسَ بمذهبٍ ، أو أثبتَ لهُ تعالىٰ ما هوَ منفيٌّ عنهُ إجماعاً ؛ أي : معلوماً مِنَ الدّينِ بالضّرورةِ .

ومِنْ ثَمَّ قيلَ ـ أخذاً مِنْ حديثِ الجاريةِ ـ : يُغتفَرُ نحوُ التّجسيمِ والجهةِ في حقِّ العوامِّ ؛ لأنّهم معَ ذلكَ على

(١) انظر « لسان العرب » ، مادة (سوا) ، و« فتاوى الرملي » (٤/٢٦٩) .
(٢) فتاوى الرملي (٤/٢٦٩) ، وانظر « الغنية » للشيخ عبد القادر الجيلاني (١/١٥١) ، وقد جاء في هامش (أ) : (كذا قاله ، وما جاء عن الشيخ عبد القادر مؤول بأن المراد بالجهة : المرتبة) انتهى .
(٣) شرح صحيح مسلم للنووي (٦/٣٦) .
(٤) مرقاة المفاتيح (٣/٢٧٠) .

٤٠٨

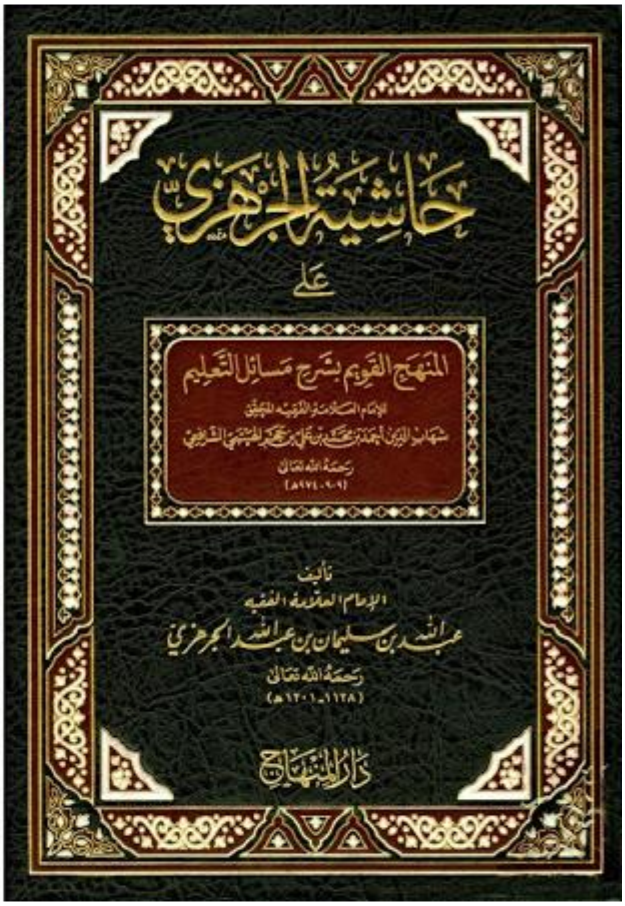

۵۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں: ’’اور یقیناً اس امت کے بہت سے متاخرین علماء علم و معرفت اور سنت کی نشریات میں عوام صحابہؓ سے افضل ہیں۔ ہمارے امام مہدیؑ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ دونوں سے افضل ہیں‘‘۔ (ھدیۃ المہدی [اردو]: ص ۱۶۴)

اکابرین غیر مقلدین (نام نہاد اہلحدیث) کا حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں نظریہ

غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں: ’’اور یقیناً اس امت کے بہت سے متاخرین علماء علم و معرفت اور سنت کی نشریات میں عوام صحابہؓ سے افضل ہیں۔ ہمارے امام مہدیؑ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ دونوں سے افضل ہیں‘‘۔
(ھدیۃ المہدی: ص ۱۶۴)

۱۶۴

نہ اُن میں طعن کیا جا سکتا ہے، اور نہ ہی یہ کہا جائے کہ وہ معصوم ہیں بلکہ اُن کی بُرائی سے بچنا چاہیئے اور ہماری زبانیں اُن پر طعن سے پاک رہنی چاہیں، اور اس میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس حدیث کی اتباع ہے "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا زمانہ بہترین زمانہ ہے پھر اس کے بعد کا اور پھر اس کے بعد کا زمانہ، اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ ملحقہ زمانے والے قرون سابقہ والوں سے افضل ہوں اور یقیناً اس اُمت کے بہت سے متاخرین علماء، علم و معرفت اور سنت کی نشریات میں عوام صحابہ سے افضل ہیں، اور اس امر کا کوئی عقلمند انکار نہیں کرتا اور اس پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے "میری اُمت کی مثال بارش کی سی ہے، اور میں نہیں جانتا کہ اس کا اوّل بہتر ہے یا آخر" بہتر ہے ہمارے اصحاب میں سے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا! یقیناً ولی کو صحابی کا درجہ حاصل نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں یہ قول ہمارے اصحاب سے جمہور کا ہے، اور تحقیقی امر ہے کہ صحابی کو فضیلتِ صحبت حاصل ہے جو ولی کو حاصل نہیں، ولیکن یہ ممکن ہے کہ بعض اولیاء۔ عظام صحابہ کرام سے دوسرے وجوہ سے افضل ہوں، جو صحابی کو حاصل نہیں، جیسا کہ ابن سیرینؒ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ ہمارے امام مہدی علیہ السلام حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں سے افضل ہیں، حدیث میں وارد ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا! تمہارے بعد ایام صبر میں صبر کرنے والوں کو تمہارے پچاس اشخاص کا اجر دیا جائے گا اور جملہ کلام سے فضیلت سے مراد اگر

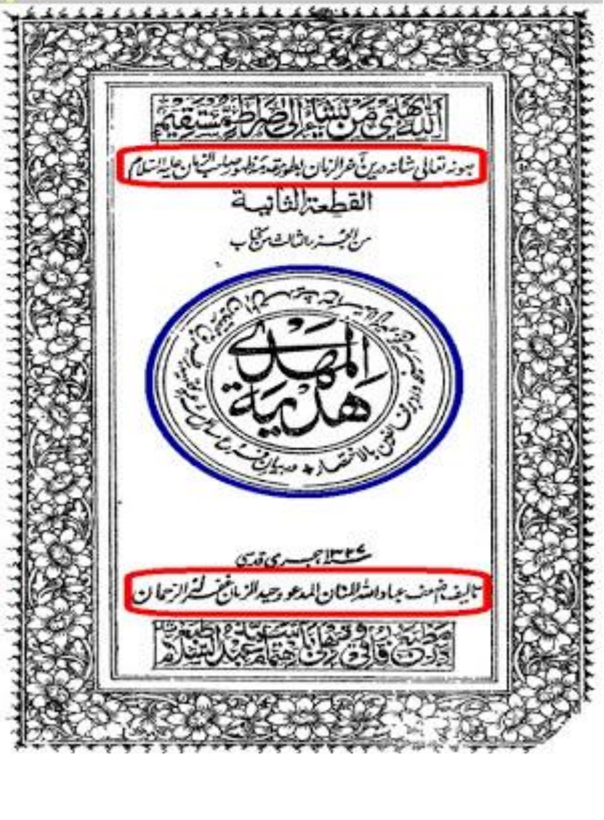

۶۔ غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں: ”بعض اهلِ علم نقل ایں استمناء از صحابہ نزد غیبت از اهل خود کرده اند“۔ ”صحابہؓ جب اہل و عیال سے دور ہوتے تو صحابہ کرامؓ بھی مشت زنی کیا کرتے تھے“۔ (نعوذ باللہ من ذالک الکواس)۔ (عرف الجادی من جنان ھدی الھادی: ص ۲۱۴-۲۱۵)

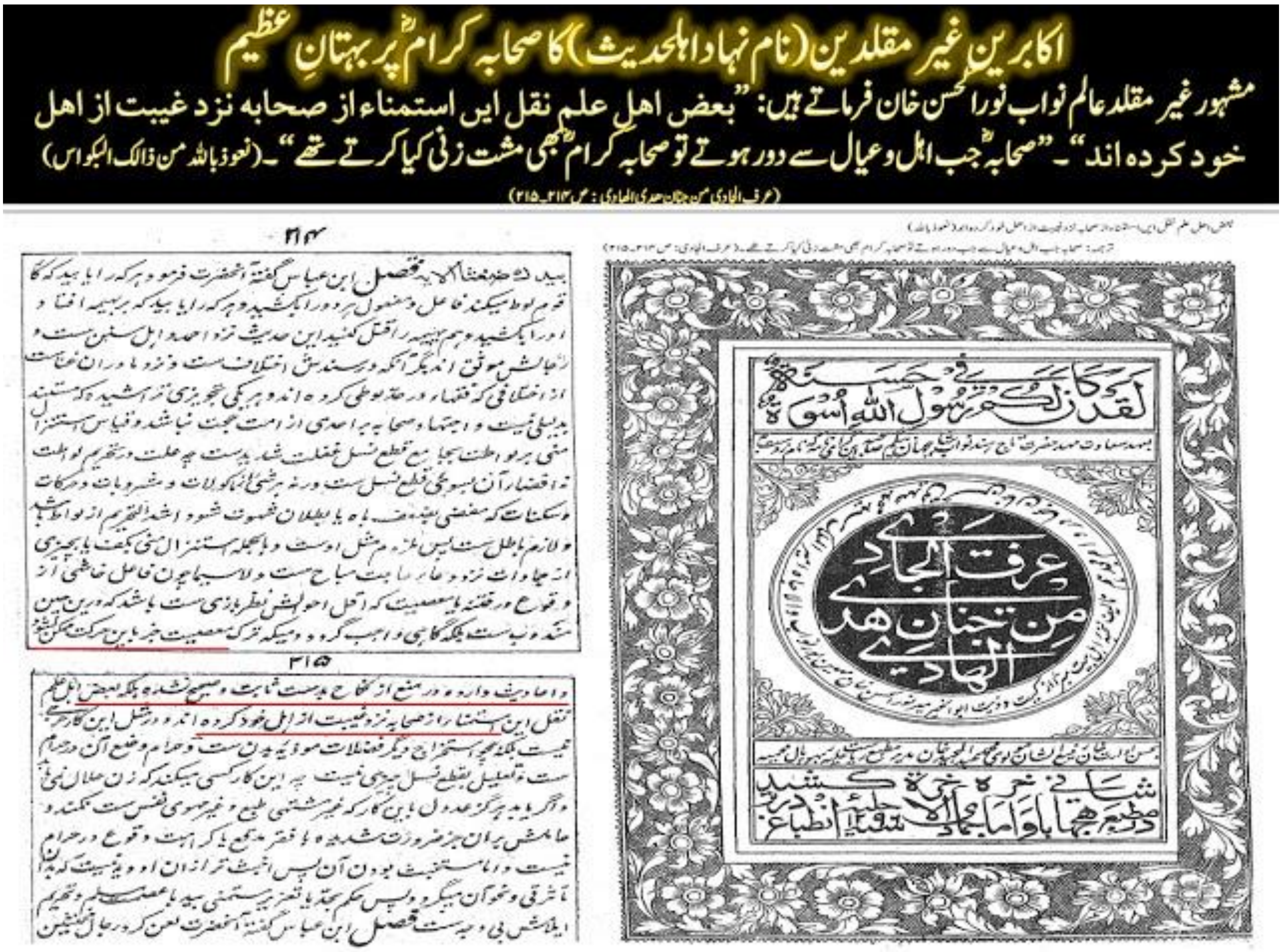

۷۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی نے حضرت امیر معاویہؓ کے لئے جو الفاظ استعمال کئے ہیں میں انھیں نقل کرنے کی جرٔت نہیں کرسکتا۔ آپ حضرات کتاب کے اسکین میں خود ہی پڑھ لیں۔ (لغات الحدیث: کتاب ”ص“، ص ۴۰)

۸۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے:"حضرت عمرؓ بڑے پیٹ والے سخت آدمی تھے"۔(لغات الحدیث: کتاب "ع"، ص ۴۰)

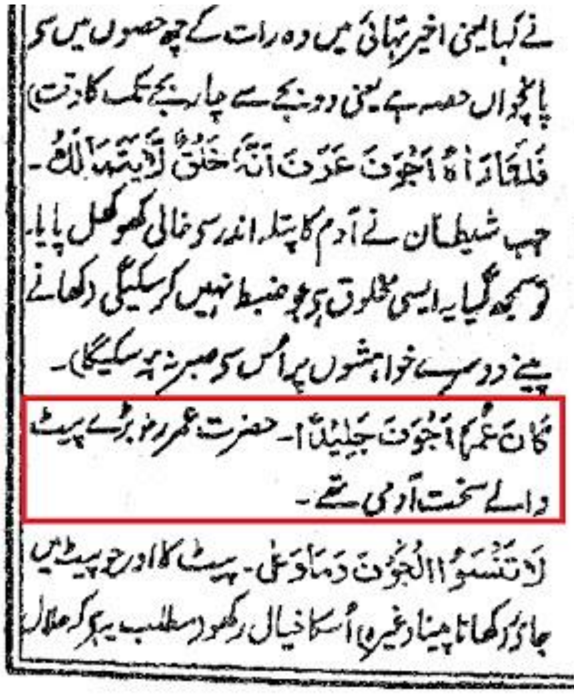
نے کہا یعنی اخیر تہائی میں وہ رات کے چھ حصوں میں سے پانچواں حصہ ہے یعنی دو بجے سے چار بجے تک کا وقت
فَلَمَّا رَآهُ أَجْوَفَ عَرَفَ أَنَّهُ خَلْقٌ لَا يَتَمَالَكُ -
جب شیطان نے آدم کا پتلا اندر سے خالی کھوکھل پایا، تو سمجھ گیا یہ ایسی مخلوق ہے جو ضبط نہیں کر سکیگی (کھانے پینے دوسرے خواہشوں پر اُس کو صبر نہ ہو سکیگا)۔
كَانَ عُمَرُ أَجْوَفَ جَلِيْدًا - حضرت عمرؓ بڑے پیٹ والے سخت آدمی تھے۔
لَا تَنْسَوُا الْجَوْفَ وَمَا وَعَى - پیٹ کا اور جو پیٹ میں جائز کھانا پینا وغیرہ اُسکا خیال رکھو (مطلب یہ ہر کہ حلال

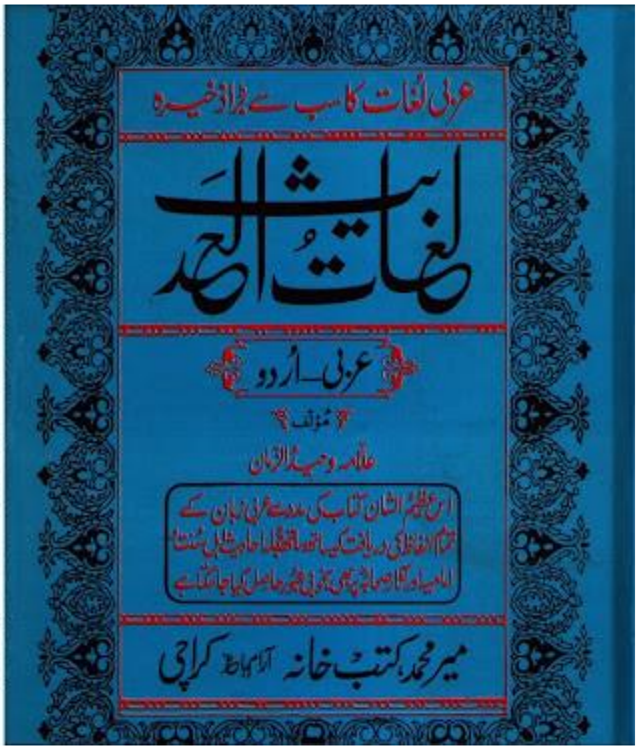

۹۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب فرماتے ہیں:"متعہ سے اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منع نہ کرتے تو زناوہی کرتا جو بدبخت ہوتا(کیونکہ متعہ آسان ہے اوراس سے کام نکل جاتا ہے پھر حرام کاری کی ضرورت نہ رہتی)"۔(نعوذ باللہ من ذالک الںکواس)۔(لغات الحدیث: کتاب "م"، ص۹)

کتاب م ۹
حضرت علی نے فرمایا اگر حضرت عمرؓ متعہ سے منع نہ کرتے تو زنا وہی کرتا جو بدبخت ہوتا (کیونکہ متعہ آسان ہے اور اس سے کام نکل جاتا ہے پھر حرام کاری کی ضرورت نہ رہتی)

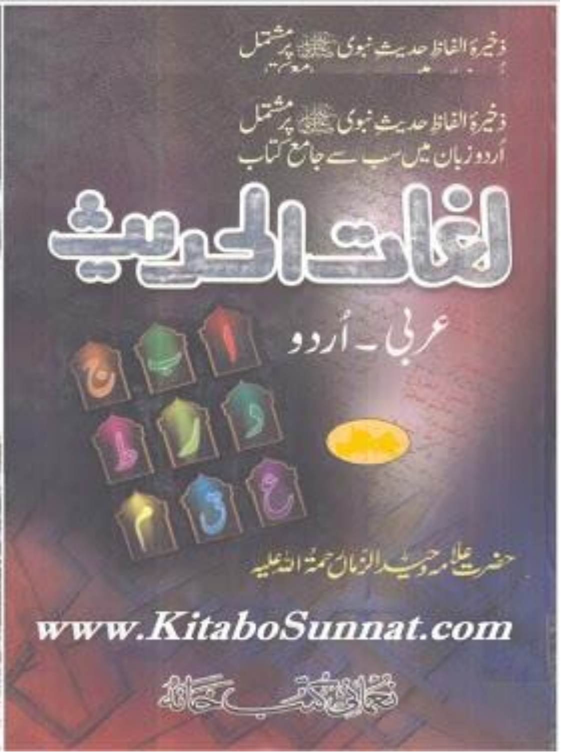

۱۰۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں: ”جب حضرت عمرو بن عاصؓ کی دغابازی ظاہر ہوئی اور لوگ نادم ہوئے تو آپ نے درید بن صمت کا شعر پڑھا“۔ (نعوذ باللہ من ذالک البکواس)۔ (لغات الحدیث: کتاب ”ع“، ص ۶۰)

اکابرینِ غیر مقلدین (نام نہاد اہلحدیث) کا صحابہ کرامؓ کے بارے میں نظریہ اور بہتانِ عظیم

مشہور غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں: ”جب حضرت عمرو بن عاصؓ کی دغابازی ظاہر ہوئی“۔ (نعوذ باللہ من ذالک البکواس) (لغات الحدیث: کتاب ”ع“ صفحہ 60)

۱۱۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں: ”ولا یلتزمون ذکر الخلفاء ولا ذکر سلطان الوقت لکونہ بدعۃ“۔ ”اہل حدیث خطبہ جمعہ میں خلفاء الراشدین اور بادشاہ وقت کے ذکر کا التزام نہیں کرتے؛ کیونکہ یہ بدعت ہے“۔ (ھدیۃ المھدی: ص ۱۱۰)

غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں: ”ولا یلتزمون ذکر الخلفاء ولا ذکر سلطان الوقت لکونہ بدعۃ“۔ ”اہل حدیث خطبہ جمعہ میں خلفاء الراشدین اور بادشاہِ وقت کے ذکر کا التزام نہیں کرتے؛ کیونکہ یہ بدعت ہے“۔ (ھدیۃ المھدی: ص ۱۱۰)

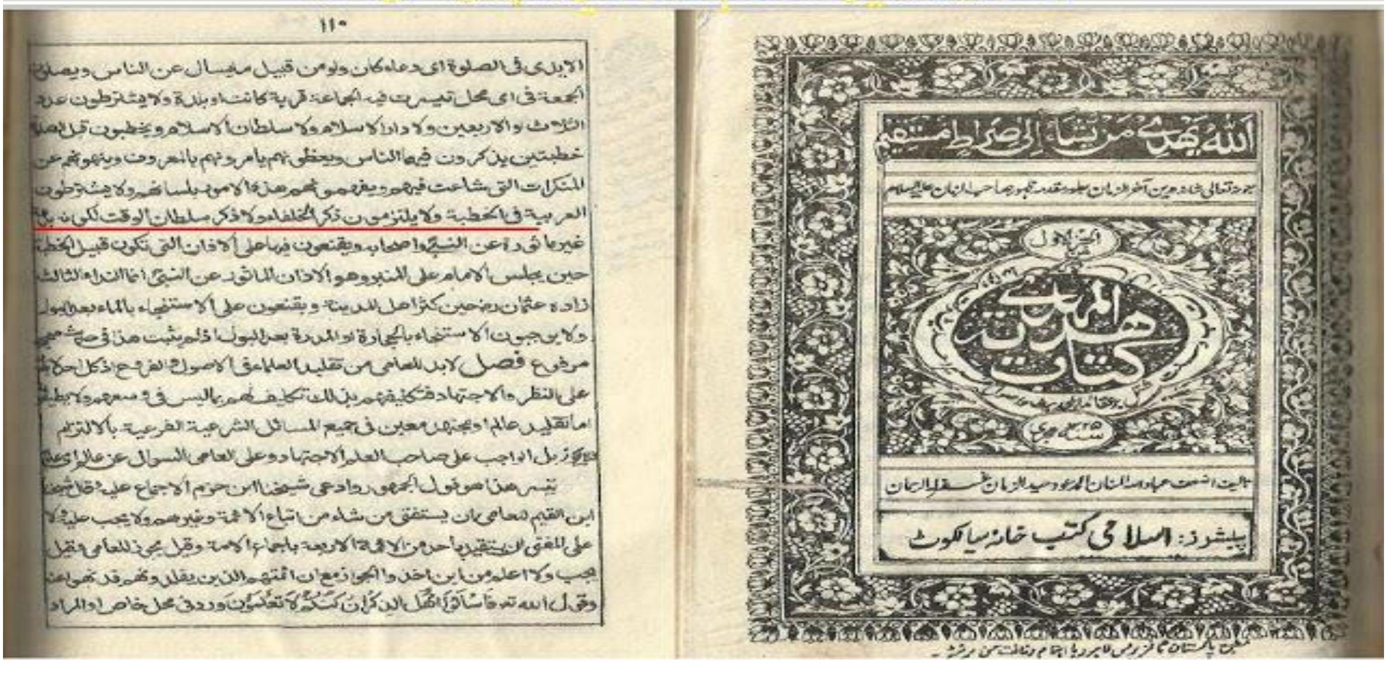

۱۲۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں: ”جب ومنہ یعلم ان من الصحابۃ من ھو فاسق کالولید ومثلہ یقال فی حق معاویہ وعمرومغیرۃ وسمرۃ“۔ ”اس سے معلوم ہوا کہ کچھ صحابہؓ فاسق ہیں جیسا کہ ولید (بن عقبہ) اوراسی کے مثل کہا جائے گا، معاویہ (بن ابی سفیان) عمرو (بن عاص) مغیرہ (بن شعبہ) اور سمرہ (بن جندب) کے حق میں (کہ وہ بھی فاسق ہیں)“۔ (نعوذ باللہ من ذالک الکبواس)۔ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار: ج۲، ص۹۴)

۱۳۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں: ”واذاکثر الکلاب فی البلد وخیف اذاھم یجوز اھلاکھم اواخراجہ ویستحب الترضی للصحابۃ غیر ابی سفیان ومعاویۃ وعمروبن العاص ومغیرۃ بن شعبہ وسمرۃ بن جندب ویستحب السکوت عن ھؤلاء الخمسۃ وتفویض امرھم الی اللہ ولایحسن سبھم ولامدحہم“۔ ”صحابہ کرامؓ کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھنا جائز نہیں، معاویہ (بن ابی سفیان) عمرو (بن عاص) مغیرہ (بن شعبہ) اور سمرہ (بن جندب) کے حق میں (کیونکہ وہ فاسق ہیں)“۔ (نعوذ باللہ من ذالک الکبواس)۔ (کنز الحقایق من فقہ خیر الخلایق: ص۲۳۴)

غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں: "واذاکثر الکلاب فی البلد وخیف اذاھم یجوز اھلاکھم اواخراجہ ویستحب الترضی للصحابۃ غیر ابی سفیان ومعاویۃ وعمروبن العاص ومغیرۃ بن شعبہ وسمرۃ بن جندب ویستحب السکوت عن ھؤلاء الخمسۃ وتفویض امرھم الی اللہ ولایحسن سبھم ولامدحھم"۔ "صحابہ کرامؓ کے نام کے ساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھنا جائز نہیں، معاویہ (بن ابی سفیان) عمرو (بن عاص) مغیرہ (بن شعبہ) اور سمرہ (بن جندب) کے حق میں (کیونکہ وہ فاسق ہیں)" (نعوذ باللہ من ذالک الکواس)۔ (کنز الحقایق من فقہ خیر الخلایق: ص ۲۳۴)

۲۳۴

... الکلاب فی البلد وخیف اذاھم یجوز اھلاکھم واخراجہم ویستحب الترضی للصحابۃ غیر ابی سفیان ومعاویۃ وعمرو بن العاص ومغیرۃ بن شعبۃ وسمرۃ بن جندب ویستحب السکوت عن ھؤلاء الخمسۃ وتفویض امرھم الی اللہ ولا یحسن سبھم ولا مدحھم ...

کنز الحقایق من فقہ خیر الخلایق

۱۴۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں: "حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کرنا جائز نہیں ہیں"۔ (لغات الحدیث: ج ۲، ص ۳۶)

۱۵۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں: "حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ شریر تھے"۔ (لغات الحدیث: ج ۲، ص ۳۶)

۱۶۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں: "اسلام کا سارا کام معاویہ رضی اللہ عنہ نے خراب کیا"۔ (لغات الحدیث: ج ۳، ص ۱۰۴)

۱۷۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ: "بعض صحابہ کرامؓ نے ایسے بھی کام کیئے جو شرعاً اور عقلاً ہر طرح سے مذموم ہیں"۔ (نعوذ باللہ من ذالک الکواس)۔ (لغات الحدیث: کتاب "س"، ص ۱۹)

۱۸۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صحیح بخاری کے ترجمہ میں امیر معاویہؓ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: "صحابیت کا ادب ہم کو اس سے مانع ہے کہ ہم معاویہ کے حق میں کچھ کہیں، لیکن سچی بات یہ ہے کہ ان کے دل میں آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کی الفت اور محبت نہ تھی۔ ان کا باپ ابوسفیان ساری عمر آنحضرت ﷺ سے لڑتا رہا، یہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑے، ان کے بیٹے ناخلف یزید پلید نے تو غضب ڈھایا، امیر المومنین امام حسین علیہ السلام کو مع اکثر اہل بیت کے بڑے ظلم اور ستم کے ساتھ شہید کرادیا"۔ (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری: ج ۵، ص ۹۰)

صحیح بخاری پارہ ۱۴ — ۹۰ — کتاب المناقب

۱۰۷۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ، حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ، سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِينًا مَا نُرَى إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا نَرَى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق نے کہا مجھ سے میرے باپ (یوسف) نے ابو اسحاق سے بیان کیا مجھ سے اسود بن یزید نے کہا میں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میں اور میرا بھائی دونوں یمن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ہم دیر تک یہی سمجھے رہے کہ عبد اللہ بن مسعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے کوئی شخص ہیں کیونکہ وہ اور ان کی والدہ برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے رہتے۔

بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

باب۔ معاویہؓ بن ابی سفیان کا تذکرہ ف

ف ان کا نام صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف ان کے والد ابو سفیان تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے برابر جنگ کرتے رہے اخیر میں مجبور ہو کر مسلمان ہوئے۔ معاویہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منشی بھی تھے سنہ ۶۰ ہجری میں دمشق میں سے بیاسی سال کی عمر پائی۔ امام بخاری نے اور بابوں کی طرح یوں نہ کہا کہ معاویہ کی فضیلت کیونکہ ان کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی امام نسائی اور اسحاق بن راہویہ نے ایسا ہی کہا مترجم کہتا ہے صحابیت کا ادب ہم کو اس سے مانع ہے کہ ہم معاویہؓ کے حق میں کچھ کہیں لیکن سچی بات یہ ہے کہ ان کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی الفت اور محبت نہ تھی جب امام حسن کا انتقال ہوا تو کہنے لگے ایک انگارہ تھا جس کو اللہ نے بجھا دیا ان کا باپ ابو سفیان ساری عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتا رہا یہ خود حضرت علیؓ سے لڑے ان کے بیٹے ناخلف یزید پلید نے تو غضب ڈھا دیا امیر المومنین امام حسین علیہ السلام کو مع اکثر اہل بیت کے بڑے ظلم اور ستم کے ساتھ شہید کرایا۔

۱۰۸۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا الْمُعَافَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ

ہم سے حسن بن بشر نے بیان کیا کہا ہم سے معافی بن عمران ازدی نے انہوں نے عثمان بن اسود سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابن ابی ملیکہ سے انہوں نے کہا معاویہؓ نے وتر کی ایک

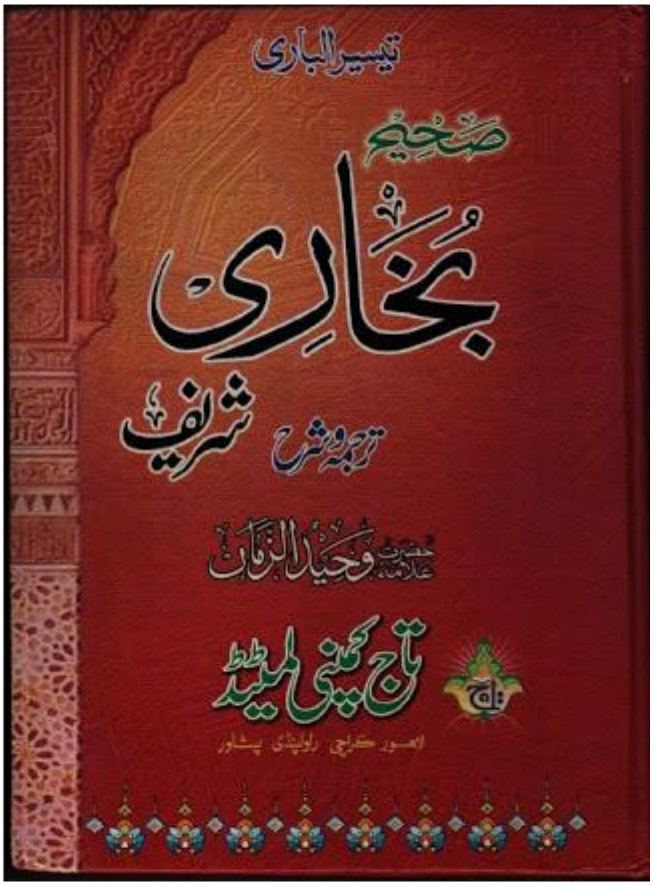

۱۹۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صحیح بخاری کے ترجمہ میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں: "ابو سفیان زندگی بھر آنحضرت ﷺ سے لڑتے رہے، ان کے فرزند ارجمند معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق سے مقابلہ کیا، ہزاروں مسلمانوں کا خون گرایا، قیامت تک اسلام میں جو ضعف آگیا یہ انہیں (معاویہ) کا طفیل تھا"۔ (تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری: ج۶، ص۶۱)

صحیح بخاری پارہ ۱۸ — ۶۱ — کتاب التفسیر

فَجَمَعَهُمْ فِي دَارٍ لَهُ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الرُّومِ، هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ آخِرَ الْأَبَدِ، وَأَنْ يَثْبُتَ لَكُمْ مُلْكُكُمْ؟ قَالَ: فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ فَوَجَدُوهَا قَدْ غُلِّقَتْ، فَقَالَ: عَلَيَّ بِهِمْ، فَدَعَا بِهِمْ فَقَالَ: إِنِّي إِنَّمَا اخْتَبَرْتُ شِدَّتَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ فَقَدْ رَأَيْتُ مِنْكُمُ الَّذِي أَحْبَبْتُ، فَسَجَدُوا لَهُ وَرَضُوا عَنْهُ۔

یہ یقین رہا کہ آنحضرت (ایک نہ ایک دن) ضرور غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے خود مجھ کو اسلام کی توفیق دے دی۔ زہری نے کہا ہرقل نے روم کے سرداروں کو بلوا بھیجا ان کو ایک محل میں جمع کیا۔ (اور دروازے بند کرا دیئے) کہنے لگا روم کے لوگو! تم یہ چاہتے ہو کہ ہمیشہ کیلئے خوش و خرم رہو اور تمہاری سلطنت قائم رہے۔ اگر یہ چاہتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ۔ یہ سنتے ہی گورخروں کی طرح (اس کلام سے نفرت کر کے) بھاگے دیکھا تو دروازے بند ہیں۔ (اب کدھر جائیں) آخر ہرقل نے پھر ان کو بلایا اور کہنے لگا۔ میں نے تمہارے دین کی سختی آزمانے کیلئے تم سے یہ کہا تھا۔ (کہ مسلمان ہو جاؤ) اب میں خوش ہوا جو میں چاہتا تھا۔ (کہ نصرانیت پر مضبوط رہو) وہ میں نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ یہ سنتے ہی سب سرداروں نے سجدہ کیا۔ اس سے راضی ہو گئے۔

ف چونکہ اسوقت ابو سفیان مسلمان نہ تھے۔ اور آنحضرتؐ کے اور مسلمانوں کے بڑے مخالف تھے ف دکھ میں شکست اور تکلیف پر صبر کرتے ہیں یا نہیں۔ ف یعنی ملک شام تک۔ ف دنیا اور آخرت میں ہر جا سے۔ ف ایک حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لانیکا اور ایک آنحضرتؐ پر۔ ف اسکے درباریوں کو معلوم ہو گا کہ وہ مسلمان ہو جانا پسند کرتا ہے۔ ف ابو کبشہ آپ کی دائی حلیمہ کے شوہر تھے۔ یہ ابو سفیانؓ نے اہانت کی راہ سے کہا۔ چونکہ وہ اسوقت مسلمان نہیں ہوئے تھے تیسیر القاری میں ہے کہ ابو سفیان نے مسلمان ہونے کے پیچھے یہ حدیث بیان کی۔ اور تعجب ہے کہ ایسا اہانت کا کلمہ انہوں نے منہ سے پھر نکالا۔ اس سے پرہیز نہ کیا۔ انتہیٰ۔ میں کہتا ہوں۔ ابو سفیان سے یہ امر کچھ تعجب کے لائق نہیں ہے۔ پدر گر نتواند پسر تمام کند۔ ابو سفیان زندگی بھر آنحضرتؐ سے لڑتے رہے۔ اُن کے فرزند ارجمند معاویہؓ بن ابی سفیان نے حضرت علیؓ خلیفہ برحق سے مقابلہ کیا ہزاروں مسلمانوں کا خون گرایا۔ قیامت تک اسلام میں جو ضعف آگیا یہ انہی کا طفیل تھا۔ انکے خلف ناخلف یزید پلید نے تو غضب ڈھایا۔ امام حسنؓ اور حسینؓ کو جو جناب رسالت مآبؐ کی تصویر تھے۔ دونوں کو شہید کرایا۔ اہلبیت رسالت کی وہ بے حرمتی کی کہ پناہ بخدا۔ غرض ایں خانہ ہمہ آفتاب است والامر الی اللہ سبحانہ۔ ف اسکی شرح اوپر شروع کتاب میں گزر چکی ہے۔
ف معلوم ہوا کہ ہرقل مسلمان نہیں ہوا تھا گو اس کے دل میں تصدیق پیدا ہو گئی تھی۔ آنحضرتؐ نے خود صحابہ کرام سے فرمایا وہ نصرانی ہے۔ یہ مسئلہ اوپر گزر چکا ہے۔ کہ دل میں صرف تصدیق پیدا ہونے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا۔ جب تک کافروں کے مذہبی رسوم کو نہ چھوڑے۔ اور علانیہ مسلمانوں کی جماعت میں شریک نہ ہو۔ کافروں سے علیحدہ نہ ہو جائے۔

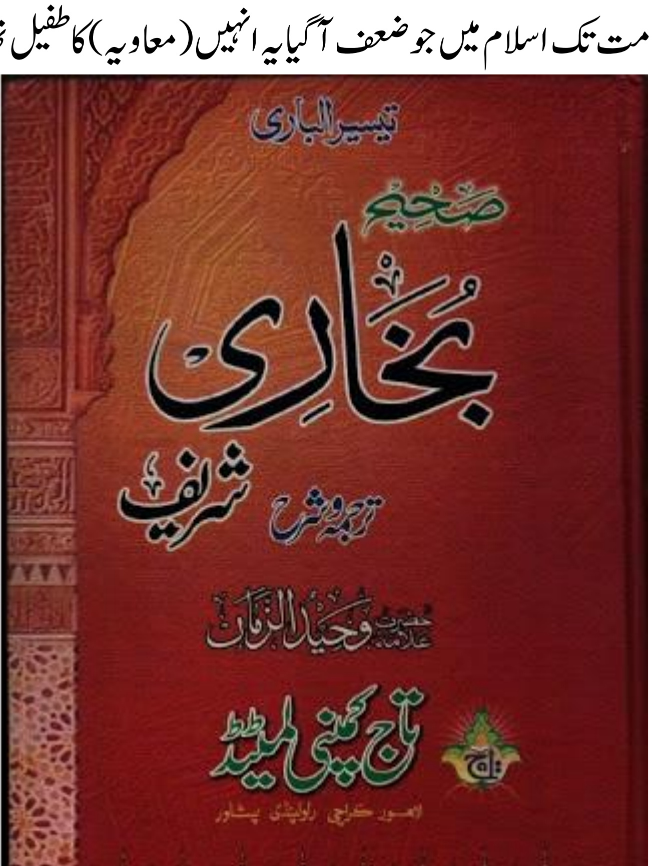

۲۰۔ نیز یہ بھی لکھتے ہیں کہ: ”ایک سچے مسلمان کا جس میں ایک ذرہ برابر بھی پیغمبر صاحب کی محبت ہو دل یہ گوارہ نہیں کرے گا کہ وہ صحابہؓ کی تعریف اور توصیف کرے، البتہ ہم اہل سنت کا یہ طریق ہے کہ صحابہ سے سکوت کرتے ہیں، اس لئے معاویہ سے بھی سکوت کرنا ہمارا مذہب ہے اور یہی اسلم اور قرین احتیاط ہے، مگر ان کی نسبت کلمات تعظیم مثلاً حضرت و رضی اللہ عنہ کہنا سخت دلیری اور بے باکی ہے، اللہ محفوظ رکھے“۔ (لغات الحدیث: مادہ عز)

۲۱۔ فرقہ غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی حضرت معاویہؓ بارے میں پوچھے گئے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ”الجواب (از مولوی محمد فصیح غازی پوری) حضرت علیؓ کے مقابلے میں جہاں امیر معاویہ کا تذکرہ ہو، وہاں لفظ حضرت یا دعائیہ الفاظ کہنا درست نہیں، کیونکہ انہوں نے آخری خلیفہ راشد کے خلاف بغاوت کی ہے لہٰذا ان کو غلط کار اور باغی سمجھنا چاہیئے“۔ (فتاویٰ نذیریہ: ج۳، کتاب مناقب الصحابہؓ، ص۴۴۶)

فتاوی نذیریہ جلد سوم ۴۴۶ کتاب مناقب الصحابہ رضی اللہ عنہم

مستہ میں ان کے نام کے ساتھ کہیں رضی اللہ عنہ کا لفظ آیا ہے یا نہیں؟ اور وہ غلطی یا بغاوت جو امیر معاویہ سے سرزد ہوئی پھر اس کا اندمال ہو گیا تھا، یا آخری دم تک قائم رہا، اگر کوئی تعصب کی بنا پر صرف معاویہ کہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب (از مولوی محمد فصیح غازی پوری) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں جہاں امیر معاویہ کا تذکرہ ہو وہاں لفظ "حضرت" یا دعائیہ الفاظ کہنا درست نہیں کیونکہ انہوں نے آخری خلیفہ راشد کے خلاف بغاوت کی ہے لہٰذا ان کو غلط کار اور باغی سمجھنا چاہیے

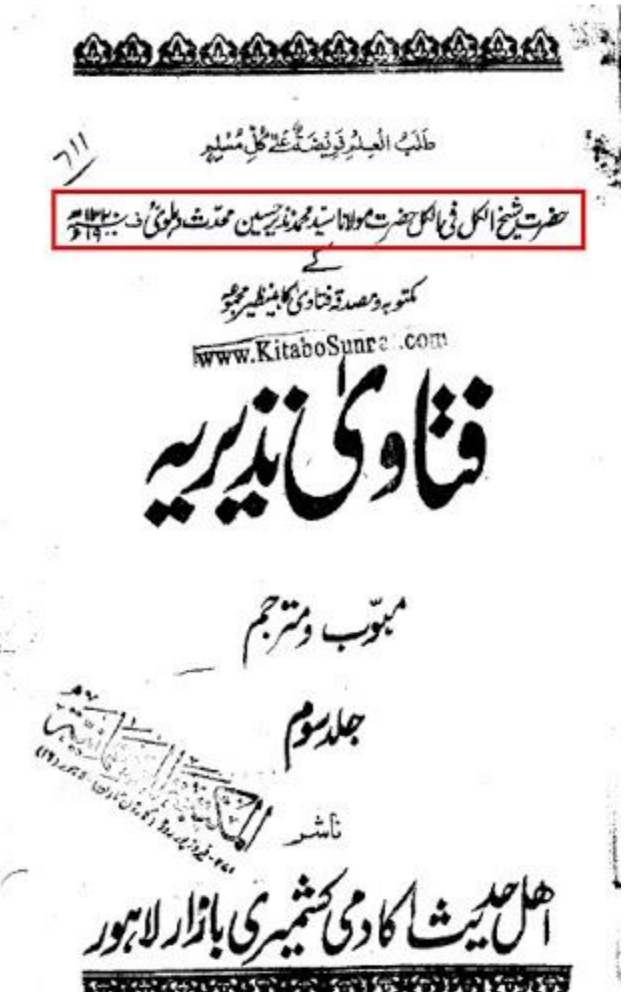
طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم

حضرت شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی

کے

مکتوبہ و مصدقہ فتاویٰ کا بینظیر مجموعہ

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ نذیریہ

مبوب و مترجم

جلد سوم

ناشر

اہل حدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور

۲۲۔ ایسے ہی موجودہ دور کا ایک جاہل غیر مقلد جو کہ یوٹیوب پر انجنیئر علی مرزا کے نام سے مشہور ہے اور اپنے آپ کو غیر مقلد عالم زبیر علی زئی کا شاگرد بتاتا ہے۔ اس بدبخت نے تو حضرت امیر معاویہؓ اور دیگر ائمہ کرامؒ کی شان میں اتنی گستاخیاں کی ہیں کہ خود فرقہ غیر مقلد نے بھی اس سے لاتعلقی اور برأت کا اعلان کر دیا ہے۔ کیونکہ فرقہ غیر مقلدین بھی جانتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی شان میں اس قدر کھل کر بدزبانی کرنے پر تو پوری امت مسلمہ ان کے خلاف ہو جائے گی جیسے شیعوں کے خلاف ہو گئی ہے لہٰذا فرقہ غیر مقلدین نے انجنیئر علی مرزا سے لاتعلقی اور برأت کا اعلان کرنے میں ہی اپنی آفیت سمجھی۔

اس کے برعکس اہلسنت والجماعت احناف کے نزدیک صحابہ کرامؓ سے محبت کرنا اور اُن کا ظاہری و باطنی طور پر عملاً احترام کرنا، صحابہ کرامؓ سے بغض وعداوت رکھنے والوں سے نفرت وعداوت رکھنا، صحابہ کرامؓ کے باہمی ظاہری اختلافات پر خاموشی اختیار کرنا اور ہر قسم کی منفی رائے دہی سے اجتناب کرنا، اور یہ عقیدہ رکھنا کہ تمام صحابہؓ اللہ کے یہاں انتہائی معززّ اور اجر و ثواب والے ہیں اور اُن کی سیرت و کردار کو زبانی و عملی طور پر اپنانا ہر مسلمان پر فرض واجب ہے جس کے بارے میں قرآن وحدیث میں واضح طور پر بیان ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ”وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ“۔ ”اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے“۔[سورۃ التوبہ:۱۰۰]

يَعْتَذِرُوْنَ ۱۱ — ۵۴۵ — التَّوْبَة ۹

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ

اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں (۳) اللہ ان سب

يَعْتَذِرُوْنَ ۱۱ — ۵۴۶ — التَّوْبَة ۹

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۱۰۰

سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے (۱) یہ بڑی کامیابی ہے۔(۱۰۰)

اور بعض نے اسے عام رکھا ہے یعنی قیامت تک جتنے بھی انصار و مہاجرین سے محبت رکھنے والے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے مسلمان ہیں' وہ اس میں شامل ہیں۔ ان میں اصطلاحی تابعین بھی آجاتے ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی نیکیاں قبول فرمالیں' ان کی بشری لغزشوں کو معاف فرما دیا اور وہ ان پر ناراض نہیں۔ کیوں کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کے لیے جنت اور جنت کی نعمتوں کی بشارت کیوں دی جاتی؟ جو اسی آیت میں دی گئی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ رضائے الٰہی مؤقت اور عارضی نہیں' بلکہ دائمی ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مرتد ہو جانا تھا (جیسا کہ ایک باطل ٹولے کا عقیدہ ہے) تو اللہ تعالیٰ انہیں جنت کی بشارت سے نہ نوازتا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب اللہ نے ان کی ساری لغزشیں معاف فرما دیں تو اب تنقیص و تنقید کے طور پر ان کی کوتاہیوں کا تذکرہ کرنا کسی مسلمان کی شان کے لائق نہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کی محبت اور پیروی رضائے الٰہی کا ذریعہ ہے اور ان سے عداوت اور بغض و عناد رضائے الٰہی سے محرومی کا باعث ہے۔ فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ.

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:"لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا"۔"یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہوگیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کرلیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی"۔[سورۃ الفتح:۱۸]

الفتح ۴۸ — ۱۴۴۸ — حٰمٓ ۲۶

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿۱۷﴾

اندھے پر کوئی حرج نہیں ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے،[۱] جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اسے اللہ ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے (درختوں) تلے نہریں جاری ہیں اور جو منہ پھیر لے اسے دردناک عذاب (کی سزا) دے گا۔(۱۷)

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿۱۸﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔[۲] ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا[۳] اور ان پر اطمینان نازل فرمایا[۴] اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی[۵] (۱۸)

وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿۱۹﴾

اور بہت سی غنیمتیں جنہیں وہ حاصل کریں گے[۱] اور

(۱) بصارت سے محرومی اور لنگڑے پن کی وجہ سے چلنے پھرنے سے معذوری۔ یہ دونوں عذر تو لازمی ہیں۔ ان اصحاب عذر یا ان جیسے دیگر معذورین کو جہاد سے مستثنیٰ کر دیا گیا۔ حرج کے معنی گناہ کے ہیں ان کے علاوہ جو بیماریاں ہیں' وہ عارضی عذر ہیں' جب تک وہ واقعی بیمار ہے' شرکت جہاد سے مستثنیٰ ہے۔ بیماری دور ہوتے ہی وہ حکم جہاد میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوں گے۔

(۲) یہ ان اصحاب بیعت رضوان کے لیے رضائے الٰہی اور ان کے پکے سچے مومن ہونے کا سرٹیفکیٹ ہے' جنہوں نے حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے اس بات پر بیعت کی کہ وہ قریش مکہ سے لڑیں گے اور راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔

(۳) یعنی ان کے دلوں میں جو صدق و صفا کے جذبات تھے' اللہ ان سے بھی واقف ہے۔ اس سے ان دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں کہ ان کا ایمان ظاہری تھا' دل سے وہ منافق تھے۔

(۴) یعنی وہ نہتے تھے' جنگ کی نیت سے نہیں گئے تھے' اس لیے جنگی ہتھیار مطلوبہ تعداد میں نہیں تھے۔ اس کے باوجود جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے ان سے جہاد کی بیعت لی تو بلا ادنیٰ تامل' سب لڑنے کے لیے تیار ہو گئے' یعنی ہم نے موت کا خوف ان کے دلوں سے نکال دیا اور اس کی جگہ صبر و سکینت ان پر نازل فرما دی جس کی بنا پر انہیں لڑنے کا حوصلہ ہوا۔

(۵) اس سے مراد وہی فتح خیبر ہے جو یہودیوں کا گڑھ تھا' اور حدیبیہ سے واپسی پر مسلمانوں نے اسے فتح کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:"حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ، قَالَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ـ رضى الله عنه ـ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم "لاَ تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلاَ نَصِيفَهُ" "۔"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو۔ اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مد غلہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ان کے آدھے مد کے برابر"۔(صحیح البخاری: ج۵، کتاب فضائل اَصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم "لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا" قَالَهُ أَبُو سَعِيدٍ، رقم الحدیث ۳۶۷۳)

اسی طرح رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ”حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرٍ، قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ "آيَةُ الإِيمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الأَنْصَارِ"“۔ ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے کینہ رکھنا نفاق کی نشانی ہے“۔ (صحیح البخاری: ج ۲، کتاب الإیمان، باب عَلاَمَةُ الإِيمَانِ حُبُّ الأَنْصَارِ، رقم الحدیث ۱۷)

صحابہ کرامؓ کو برا کہنے والوں پر اللہ کی لعنت: ”حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، مُحَمَّدُ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى شَرِّكُمْ"“۔ ”رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کے بارے میں برا کہہ رہے ہیں تو کہو اللہ تمہارے شر پر لعنت کرے“۔ (جامع الترمذی: ج ۱، كِتَاب الْمَنَاقِبِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم الحدیث ۱۸۰۰)

صحابہ کرامؓ کو برا کہنے والوں پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت، قیامت کے دن نہ اس کا فرض قبول کیا جائے گا نہ نفل:

”حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ عَمْرٍو الْعُكْبَرِيُّ، ثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ التَّيْمِيُّ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللهُ اخْتَارَنِي وَاخْتَارَ لِي أَصْحَابًا فَجَعَلَ لِي بَيْنَهُمْ وُزَرَاءَ وأَنْصَارًا وأَصْهَارًا، فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْه يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ“۔ ”رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے مجھے منتخب کیا اور میرے لیے میرے ساتھیوں کا انتخاب فرمایا، ان میں سے میرے کچھ وزراء بنائے، مددگار اور قرابت دار بنائے، بس جو انھیں برا کہے اس پر اللہ کی، اللہ کے فرشتوں کی، اور تمام انسانوں کی لعنت ہو، قیامت کے دن نہ اس کا فرض قبول کیا جائے گا نہ نفل“۔ (المعجم الکبیر: ج ۱۷، ص ۱۴۰)

تسمية من شهد بدرا من الانصار ثم من بني امية بن زيد عويم بن ساعدة ولم ينسبه ابن اسحاق وقال انه حليف لبني عمرو بن عوف ويقال انه من انفسهم •

••••• (٣٤٨) حدثنا عبدالله بن الحسين المصيصي ثنا حسين بن محمد المروزي ثنا ابو أويس عن شرحبيل بن سعد عن عويم بن ساعدة الانصاري ان النبي صلى الله عليه وسلم أتاهم في مسجد قباء فقال : « ان الله عز وجل قد احسن اليكم الثناء في الطهور في قصة مسجدكم ، فما هو الطهور الذي تطهرون به ؟ » قالوا يارسول الله ما نعلم شيئا الا انه كان لنا جيران من اليهود فكانوا يغسلون ادبارهم من الغائط فغسلنا كما غسلوا •

••••• (٣٤٩) حدثنا خلف بن عمرو العكبري ثنا الحميدي ثنا محمد بن طلحة التيمي حدثني عبدالرحمن بن سالم بن عبدالرحمن بن عويم بن ساعدة عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : « ان الله اختارني واختار لي أصحابا فجعل لي بينهم وزراء وأنصارا وأصهارا ، فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين . لا يقبل منه يوم القيامة صرف ولا عدل » •

••••• (٣٥٠) حدثنا خلف بن عمرو العكبري ثنا الحميدي ثنا محمد

٣٤٨ ــ رواه احمد (٣/٤٢١) والمصنف في الصغير (٢/٢٣) والاوسط (٣٤ مجمع البحرين) قال في المجمع (١/٢١٢) وفيه شرحبيل بن سعد ضعفه مالك وابن معين وابو زرعة ووثقه ابن حبان •

٣٤٩ ــ قال في المجمع (١٠/١٧) فيه من لم اعرفه •

٣٥٠ ــ ورواه ابن ماجه (١٨٦١) قال شيخنا في سلسلة الصحيحة (٢/١٩٢ ــ ١٩٣) وهذا اسناد ضعيف وله علتان . الاولى الجهالة فان عبدالرحمن بن سالم بن عتبة لم يذكروا عنه راويا غير محمد بن طلحة هذا ، ولذا قال الحافظ في التقريب مجهول • قلت ومثله ابوه سالم بن عتبة فليس له راو غير ابنه عبدالرحمن هذا •

والاخرى الاضطرب في اسناده • ثم اطال شيخنا في تخريجه وشواهده وقرر انه حسن بشواهده فراجعه (٢/١٩٢ ــ ١٩٦) •

ــ ١٤٠ ــ

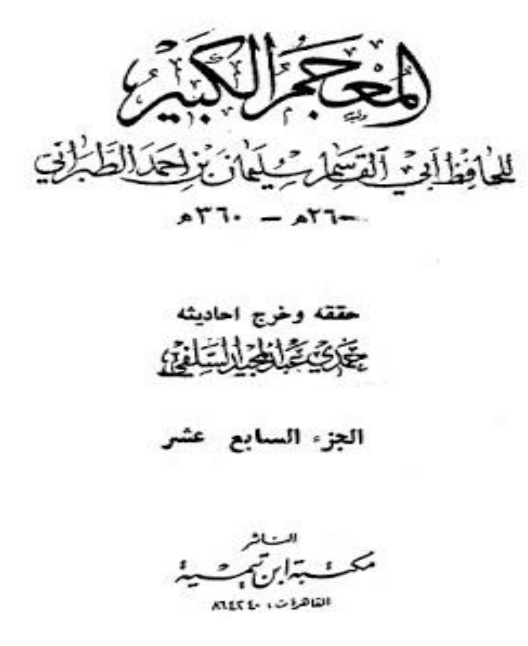
المعجم الكبير
للحافظ أبي القاسم سليمان بن احمد الطبراني
٢٦٠م ــ ٣٦٠م

حققه وخرج احاديثه
حمدي عبدالمجيد السلفي

الجزء السابع عشر

الناشر
مكتبة ابن تيمية
القاهرة ت : ٨٦٤٢٤٠

”حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبَانَ، كُلُّهُمْ عَنْ حُسَيْنٍ، - قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ، - عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ صَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ قُلْنَا لَوْ جَلَسْنَا حَتَّى نُصَلِّيَ مَعَهُ الْعِشَاءَ - قَالَ - فَجَلَسْنَا فَخَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ "مَا زِلْتُمْ هَا هُنَا". قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّيْنَا مَعَكَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ قُلْنَا نَجْلِسُ حَتَّى نُصَلِّيَ مَعَكَ الْعِشَاءَ قَالَ "أَحْسَنْتُمْ أَوْ أَصَبْتُمْ". قَالَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَكَانَ كَثِيرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ "النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ وَأَنَا أَمَنَةٌ لأَصْحَابِي فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لأُمَّتِي فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ"“۔ ”سیدنا حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مغرب کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی، پھر ہم نے کہا: اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے رہیں یہاں تک کہ عشاء آپ کے ساتھ پڑھیں تو بہتر ہو گا، پھر ہم بیٹھے رہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہیں بیٹھے رہے۔ ہم نے عرض کیا: جی ہاں، یارسول اللہ! ہم نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی پھر ہم نے کہا: اگر ہم بیٹھے رہیں یہاں تک کہ عشاء کی نماز بھی آپ کے ساتھ پڑھیں تو بہتر ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اچھا کیا اور ٹھیک کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے پھر فرمایا: تارے بچاؤ ہیں آسمان کے، جب تارے مٹ جائیں گے تو آسمان پر بھی جس بات کا وعدہ ہے وہ آجائے گی (یعنی قیامت آجائے گی اور آسمان بھی پھٹ کر خراب ہو جائے گا) اور میں بچاؤ ہوں اپنے اصحاب کا جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب پر بھی وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے (یعنی فتنہ اور فساد اور لڑائیاں) اور میرے اصحاب بچاؤ ہیں میری امت کے جب اصحاب چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے“۔ (صحیح المسلم: ج۶، کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم، باب بَيَانِ أَنَّ بَقَاءَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَمَانٌ لأَصْحَابِهِ وَبَقَاءَ أَصْحَابِهِ أَمَانٌ، رقم الحدیث ۶۴۶۶)

”حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ، زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ - وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ - قَالاَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ سَمِعَ عَمْرٌو، جَابِرًا يُخْبِرُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ "يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ لَهُمْ فِيكُمْ مَنْ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَيَقُولُونَ. نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ لَهُمْ فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَيَقُولُونَ نَعَمْ. فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ لَهُمْ هَلْ فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ"“۔ ”سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک زمانہ آئے گا کہ جہاد کریں گے آدمیوں کے جھنڈ تو ان سے پوچھیں گے کہ کوئی تم میں وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو تو لوگ کہیں گے کہ ہاں! تو فتح ہو جائے گی ان کی پھر جہاد کریں گے لوگوں کے گروہ تو ان سے پوچھیں گے کہ کوئی ہے تم میں سے جس نے دیکھا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کو یعنی تابعین میں سے کوئی ہے، لوگ کہیں گے: ہاں! پھر ان کی فتح ہو جائے گی، پھر جہاد کریں گے آدمیوں کے لشکر تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کوئی ہے تم میں ایسا جس نے صحابی کے صاحب کو دیکھا ہو یعنی تبع تابعین میں سے لوگ کہیں گے: ہاں! تو ان کی فتح ہو جائے گی“۔ (صحیح المسلم: ج۶، کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم، باب فَضْلِ الصَّحَابَةِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، رقم الحدیث ۶۴۶۷)

”حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، قَالاَ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِينَ يَلُونِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ"۔ لَمْ يَذْكُرْ هَنَّادٌ الْقَرْنَ فِي حَدِيثِهِ وَقَالَ قُتَيْبَةُ "ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ"“۔ ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے بہترین لوگ میرے قرن کے لوگ (یعنی صحابہؓ) ہیں پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں (یعنی تابعیؒ) اور پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں (یعنی تبع تابعینؒ)۔ اور پھر ان قرنوں کے بعد ان لوگوں کا زمانہ آئے گا جن کی گواہی قسم سے پہلے ہوگی اور قسم گواہی سے پہلے“۔ (صحیح المسلم: ج ٦، کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنھم، باب فَضْلِ الصَّحَابَةِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، رقم الحدیث ٦١٥٠)

صحیح مسلم شریف جلد ششم — فضیلتوں کے مسائل

٦٤٦٩–عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِينَ يَلُونِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ لَمْ يَذْكُرْ هَنَّادٌ الْقَرْنَ فِي حَدِيثِهِ و قَالَ قُتَيْبَةُ ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ)).

٦٤٦٩- عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہتر میری امت میں میرے زمانہ کے متصل لوگ ہیں (یعنی صحابہ) پھر جو ان سے نزدیک ہیں (یعنی تابعین) پھر جو ان سے نزدیک ہیں (یعنی تبع تابعین) پھر ان تینوں کے بعد وہ لوگ آویں گے جن کی گواہی قسم سے پہلے ہوگی اور قسم گواہی سے پہلے۔

٦٤٧٠–عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ قَالَ ((قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَبْدُرُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَتَبْدُرُ يَمِينُهُ شَهَادَتَهُ)) قَالَ إِبْرَاهِيمُ كَانُوا يَنْهَوْنَنَا وَنَحْنُ غِلْمَانٌ عَنِ الْعَهْدِ وَالشَّهَادَاتِ.

٦٤٧٠- عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کون سے لوگ بہتر ہیں آپ نے فرمایا میرے قرن کے پھر جو ان سے نزدیک ہیں پھر جو ان سے نزدیک ہیں پھر وہ لوگ آویں گے جن کی قسم گواہی سے پہلے جلدی کرے گی اور گواہی قسم سے پہلے جلدی کرے گی ابراہیم نے کہا ہم بچے تھے اس وقت لوگ ہم کو منع کرتے تھے گواہی اور قسم ساتھ کرنے کے۔

٦٤٧١– عَنْ مَنْصُورٍ بِإِسْنَادِ أَبِي الْأَحْوَصِ

٦٤٧١- ترجمہ وہی ہے جو گزرا۔

(٦٤٦٩) ☆ نووی نے کہا صحیح قول جس پر جمہور علماء ہیں یہ ہے کہ جس مسلمان نے رسول اللہ کو دیکھا اگرچہ ایک ساعت بھی وہ صحابی ہے اور حدیث میں تفصیلی سے مجموع قرن کی تفصیلی دوسرے مجموع قرن پر مراد ہے نہ فرداً فرداً ہر ایک کی دوسرے پر اس صورت میں صحابی کی فضیلت انبیاء پر نہ نکلے گی نہ عورتوں کی فضیلت حضرت مریم اور آسیہ پر قاضی نے کہا قرن سے کیا مراد ہے اس میں اختلاف ہے مغیرہ نے کہا آپ کا قرن آپ کے اصحاب ہیں ان کے بعد کا قرن ان کے بیٹے ان کے بعد کا قرن ان کے بیٹے اور شہر نے کہا آپ کا قرن جب تک ہے جب تک کوئی آپ کا دیکھنے والا باقی رہا پھر دوسرا قرن جب تک ہے کہ صحابی کا کوئی دیکھنے والا باقی رہا پھر تیسرا قرن جب تک ہے کہ تابعی کا کوئی دیکھنے والا باقی رہا اور قرن بعضوں کے نزدیک ساٹھ برس کا ہوتا ہے اور بعضوں کے نزدیک سو برس کا غرض پہلا قرن یعنی صحابہ کا ایک سو برس تک رہا سب سے اخیر صحابی ابوالطفیل ہیں جن کا ١٢٠ھ میں انتقال ہوا اور تابعی کا زمانہ ایک سو ستر میں آخر ہوا اور تبع تابعین کا زمانہ دو سو بیس ہجری تک رہا اس کے بعد فرمایا وہ لوگ ہونگے جو گواہی کے ساتھ قسم بھی کھاویں گے بعض مالکیہ نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ جو شہادت کے ساتھ حلف کرے اس کی شہادت مردود ہے اور مطلب حدیث کا یہ ہے کہ وہ جمع کرے گا حلف اور شہادت کو تو کبھی حلف پہلے کرے گا کبھی شہادت۔ (نووی مع زیادۃ)

سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان میں احادیث رسول ﷺ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم المرتبت صحابی، کاتبِ وحی اور ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔

سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان صحیح بخاری میں کچھ اس طرح بیان ہے:"حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا الْمُعَافَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلًى لاِبْنِ عَبَّاسٍ، فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ دَعْهُ، فَإِنَّهُ صَحِبَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم"۔"حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی، وہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ (کریب) بھی موجود تھے، جب وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے تو (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک رکعت وتر کا ذکر کیا) اس پر انہوں نے کہا: کوئی حرج نہیں ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے"۔(صحیح البخاری: ج۵، کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم، باب ذِكْرُ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث ۳۷۶۴)

"حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، قِيلَ لاِبْنِ عَبَّاسٍ هَلْ لَكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ، فَإِنَّهُ مَا أَوْتَرَ إِلاَّ بِوَاحِدَةٍ. قَالَ إِنَّهُ فَقِيهٌ"۔"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں، انہوں نے وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ خود فقیہ ہیں"۔(صحیح البخاری: ج۵، کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم، باب ذِكْرُ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث ۳۷۶۵)

٣٧٦٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بَشِيرٍ حَدَّثَنَا الْمُعَافَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: ((أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ، فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: دَعْهُ فَإِنَّهُ صَحِبَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)). [طرفه في: ٣٧٦٥].

(۳۷۶۴) کہا ہم سے حسن بن بشیر نے بیان کیا' ان سے عثمان بن اسود نے اور ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی۔ وہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ (کریب) بھی موجود تھے۔ جب وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے تو (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک رکعت وتر کا ذکر کیا) اس پر انہوں نے کہا' کوئی حرج نہیں ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہے۔

یقیناً ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے کوئی دلیل ہو گی۔

٣٧٦٥- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: هَلْ لَكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ، قَالَ: ((إِنَّهُ فَقِيهٌ)). [راجع: ٣٧٦٤]

(۳۷۶۵) ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا' کہا ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا' کہا مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ انہوں نے وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ خود فقیہ ہیں۔

"حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الأَسْوَدِ الْعَنْسِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ، أَتَى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهْوَ نَازِلٌ فِي سَاحِلِ حِمْصَ، وَهْوَ فِي بِنَاءٍ لَهُ وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ، قَالَ عُمَيْرٌ فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ "أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا"۔ قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا فِيهِمْ۔ قَالَ "أَنْتِ فِيهِمْ"۔ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم "أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ"۔ فَقُلْتُ أَنَا فِيهِمْ يَارَسُولَ اللَّهِ۔ قَالَ "لاَ"۔"عمیر بن اسود عنسی نے بیان کیا کہ وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کا قیام ساحل حمص پر اپنے ہی ایک مکان میں تھا اور آپ کے ساتھ (آپ کی بیوی) اُم حرام رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ عمیر نے بیان کیا کہ ہم سے اُم حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو دریائی سفر کر کے جہاد کے لیے جائے گا، اس نے (اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی

رحمت و مغفرت) واجب کرلی۔ اُم حرام رضی اللہ عنہانے بیان کیا کہ میں نے کہا تھا یارسول اللہ! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، تم بھی ان کے ساتھ ہو گی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلا لشکر میری امت کا جو قیصر (رومیوں کے بادشاہ) کے شہر (قسطنطنیہ) پر چڑھائی کرے گا ان کی مغفرت ہو گی۔ میں نے کہا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں"۔ (صحیح البخاری: ج۴، کتاب الجهاد والسير، باب مَا قِيلَ فِي قِتَالِ الرُّومِ، رقم الحديث ۲۹۲۴)

دوسری حدیث میں ہے کہ: "كَمَا قَالَ فِي الأَوَّلِ. قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. قَالَ "أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ". فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ، فَهَلَكَتْ"۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ تو سب سے پہلی فوج میں شامل ہو گی (جو بحری راستے سے جہاد کرے گی) چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اُم حرام رضی اللہ عنہانے بحری سفر کیا پھر جب سمندر سے باہر آئیں تو ان کی سواری نے انہیں نیچے گرا دیا اور اسی حادثہ میں ان کی وفات ہو گئی"۔ (صحیح البخاری: ج۴، کتاب الجهاد والسير، باب الدُّعَاءِ بِالْجِهَادِ وَالشَّهَادَةِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، رقم الحديث ۲۷۸۸)

345 جہاد کے بیان میں

۹۳- بَابُ مَا قِيلَ فِي قِتَالِ الرُّومِ

باب نصاریٰ سے لڑنے کی فضیلت کا بیان

۲۹۲۴- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الأَسْوَدِ الْعَنْسِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتَى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحِلِ حِمْصَ وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَهُ وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ، قَالَ عُمَيْرٌ: فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا)). قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَا فِيهِمْ؟ ((قَالَ أَنْتِ فِيهِمْ)). ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ: ((أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ)). فَقُلْتُ: أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((لَا)).

[راجع: ۲۷۸۹]

(۲۹۲۴) ہم سے اسحاق بن یزید دمشقی نے بیان کیا' کہا ہم سے یحییٰ بن حمزہ نے بیان کیا' کہا کہ مجھ سے ثور بن یزید نے بیان کیا' ان سے خالد بن معدان نے اور ان سے عمیر بن اسود عنسی نے بیان کیا کہ وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کا قیام ساحل حمص پر اپنے ہی ایک مکان میں تھا اور آپ کے ساتھ (آپ کی بیوی) ام حرام رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ عمیر نے بیان کیا کہ ہم سے ام حرام رضی اللہ عنہانے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے' آپ نے فرمایا تھا کہ میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو دریائی سفر کر کے جہاد کے لئے جائے گا' اس نے (اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت) واجب کرلی۔ ام حرام رضی اللہ عنہانے بیان کیا کہ میں نے کہا تھا یارسول اللہ! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں' تم بھی ان کے ساتھ ہو گی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلا لشکر میری امت کا جو قیصر (رومیوں کے بادشاہ) کے شہر (قسطنطنیہ) پر چڑھائی کرے گا' ان کی مغفرت ہو گی۔ میں نے کہا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی یارسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ نہیں۔

تشریح: پہلا جہاد حضرت عثمان کے زمانہ میں (حضرت معاویہ کی قیادت میں) ۲۸ھ میں ہوا جس پر جزیرہ قبرص کے نصاریٰ پر چڑھائی کی گئی' اسی میں حضرت ام حرام شریک تھیں' واپسی میں یہ راستہ پر سواری سے گر کر شہید ہو گئیں۔ دوسرا جہاد ۵۵ھ میں بزمانہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہوا جس میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا تھا۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسی میں شہادت پائی اور قسطنطنیہ ہی میں دفن کئے گئے۔ یہ لشکر یزید بن معاویہ کے زیر قیادت تھا۔ مگر خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کی تھی اس لئے اس سے یزید کی خلافت کی صحت پر دلیل پکڑنا غلط ہوا اور لشکر والوں کی بخشش کی جو بشارت دی گئی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ لشکر کا ہر ہر فرد بخشا جائے۔ خود آنحضرت کے ساتھ ایک آدمی خوب بہادری سے لڑا تھا۔ آپ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ دوزخی ہے پس بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ (وحیدی)

نوٹ: یہاں علامہ وحید الزماں کو ایک زبردست غلط فہمی ہوئی ہے۔ اور نبی ﷺ کی پیشین گوئی کی بے جا تاویل کر ڈالی ہے۔ حالانکہ نبی ﷺ کی کہی ہوئی بات حرف بحرف پوری ہوتی ہے۔ نبی ﷺ کے ساتھ جو لشکر لڑ رہا تھا' ان سب کے جنتی ہونے کی پیشین گوئی آپ نے نہیں فرمائی تھی اور اس کے برعکس قسطنطنیہ کے سارے لشکریوں کے جنتی ہونے کی آپ نے پیشین گوئی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو محدود کرنے کا اختیار کسی انسان کے پاس نہیں ہے۔ (محمود الحسن اسد)

موطأ امام مالک — سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت — ۲۰۲

[۱۱۷] وَبِهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ، وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ بِنْتُ مِلْحَانَ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ وَجَلَسَتْ تَفْلِي فِي رَأْسِهِ، فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ: فَقُلْتُ لَهُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ)) يَشُكُّ إِسْحَاقُ. قَالَتْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ. قَالَتْ فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ)) كَمَا قَالَ فِي الْأُولَى. قَالَتْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي

اور اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ (سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب قباء جاتے تو ام حرام بنت ملحان (رضی اللہ عنہا) کے پاس تشریف لے جاتے، وہ آپ کو کھانا کھلاتی تھیں۔ ام حرام بنت ملحان (سیدنا) عبادہ بن الصامت (رضی اللہ عنہ) کی بیوی تھیں۔ پس اس دن رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو انھوں نے آپ کو کھانا کھلایا اور آپ کے سر (کے بالوں) میں جوئیں دیکھنے لگیں۔

رسول اللہ ﷺ سو گئے پھر جب آپ نیند سے بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ ام حرام نے کہا: میں نے آپ سے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے (نیند میں) میری امت کے کچھ لوگ دکھائے گئے جو اس سمندر کے درمیان اللہ کے راستے میں جہاد کر رہے تھے گویا کہ وہ تختوں پر بادشاہ بیٹھے ہیں۔

انھوں نے کہا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ سے دعا کریں کہ اللہ مجھے ان میں شامل کرے تو آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی پھر سر رکھ کر سو گئے پھر جب نیند

چند مزید فوائد بھی پیش خدمت ہیں:

① سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ جنگی مہم اور بحری جہاد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تھا اور قبرص کے مقام پر سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا فوت ہوئی تھیں۔

موطأ امام مالک — سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت — ۲۰۳

مِنْهُمْ. فَقَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ.)) قَالَ: فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

سے اٹھے تو آپ ہنس رہے تھے۔ ام حرام نے کہا کہ میں نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ مجھے (نیند میں) دکھائے گئے جو تخت نشین بادشاہوں کی طرح بیٹھے اللہ کے راستے میں جہاد کر رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے پہلی دفعہ فرمایا تھا تو ام حرام نے کہا کہ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ان میں شامل کرے۔ آپ نے فرمایا: تم پہلے گروہ میں ہو۔

(سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: پھر وہ (سیدنا) معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہ کے دورِ امارت) کے زمانے میں سمندری جہاد میں شامل ہوئیں پھر جب وہ سمندر سے باہر تشریف لائیں تو سواری سے گر کر فوت ہو گئیں۔

موطأ امام مالک — ۲۰۴

⑥ ہر مسلمان حکمران کے ماتحت جہاد کرنا قیامت تک جائز ہے چاہے بادشاہ ہو یا خلیفہ وغیرہ۔

⑦ اس حدیث میں سیدنا معاویہ بن ابی سفیان کاتب وحی رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ہے کہ جن کی زیرِ نگرانی یہ عظیم جہادی مہم روانہ ہوئی تھی اور اس پر رسول اللہ ﷺ بہت خوش تھے۔

⑧ اللہ کے راستے میں شہید ہو جانے والے یا اسی حالت میں طبعی موت مرنے والے دونوں اشخاص کا اجر برابر ہے اور بعض علماء کے نزدیک شہید کا اجر زیادہ ہے۔

⑨ بعض علماء کے نزدیک بری جہاد سے سمندری جہاد افضل ہے اور عصرِ حاضر میں یہی بات راجح نظر آتی ہے لہٰذا مسلمانوں کو

پہلا جہاد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں) ۲۸ھ میں ہوا جس پر جزیرہ قبرص کے نصاریٰ پر چڑھائی کی گئی، اسی میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا شریک تھیں، واپسی پر راستے میں سواری سے گر کر شہید ہو گئیں اور اس طرح رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئی پوری ہوئی۔ دوسرا جہاد ۵۵ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا جس میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا تھا۔ امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پیشن گوئی کے مطابق جنت کی بشارت کی فضیلت سیدنا امیر معاوِیہ رضی اللہ عنہ کو بھی نصیب ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: "حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمِيرَةَ، وَكَانَ، مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ "اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهِ". قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ"۔ "صحابی رسول حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: اے اللہ! تو ان کو ہدایت دے اور ہدایت یافتہ بنا دے، اور ان کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے"۔ (جامع الترمذی: ج ۲، کِتَاب الْمَنَاقِبِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، باب مَنَاقِبِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث ۱۷۷۶، قال الشیخ الألبانی صحیح، المشکاۃ ۶۲۳، الصحیحۃ ۱۹۶۹)

"حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ حَلْبَسٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلاَنِيِّ، قَالَ لَمَّا عَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيدٍ عَنْ حِمْصَ، وَلَّى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ النَّاسُ عَزَلَ عُمَيْرًا وَوَلَّى مُعَاوِيَةَ۔ فَقَالَ عُمَيْرٌ لاَ تَذْكُرُوا مُعَاوِيَةَ إِلاَّ بِخَيْرٍ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ "اللَّهُمَّ اهْدِ بِهِ""۔ "ابوادریس خولانی

کہتے ہیں کہ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عمیر بن سعد کو حمص سے معزول کیا اور ان کی جگہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو والی بنایا تو لوگوں نے کہا: انہوں نے عمیر کو معزول کر دیا اور معاویہ کو والی بنایا، تو عمیر نے کہا: تم لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر بھلے طریقہ سے کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے "اللھم اھدبہ" اے اللہ! ان کے ذریعہ ہدایت دے"۔ (جامع الترمذی: ج ۲، کِتَاب الْمَنَاقِبِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، باب مَنَاقِبِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث ۱۷۷۶، قال الشیخ الألبانی صحیح بماقبلہ ۳۸۴۲)

جامع ترمذی (جلد دوم) ـــــــ ۷۶۲ ـــــــ اَبْوَابُ الْمَنَاقِب

مَنَاقِبُ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

۱۷۷۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى نَا اَبُوْ مُسْهِرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عُمَيْرَةَ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا وَاهْدِبِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

۱۷۷۷: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ النُّفَيْلِیُّ نَا عَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ جَلِيْسٍ عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِیِّ قَالَ لَمَّا عَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عُمَيْرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ حِمْصَ وَلّٰی مُعَاوِيَةَ فَقَالَ النَّاسُ عَزَلَ عُمَيْرًا وَوَلّٰی مُعَاوِيَةَ فَقَالَ عُمَيْرٌ لَا تَذْكُرُوْا مُعَاوِيَةَ اِلَّا بِخَيْرٍ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اهْدِبِهٖ.

حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے مناقب

۱۷۷۶: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی کہ یا اللہ اسے ہدایت والا اور ہدایت یافتہ بنا اور اسکے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔

یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۱۷۷۷: حضرت ابوادریس خولانی کہتے ہیں کہ جب عمر بن خطابؓ نے عمیر بن سعد کو حمص کی حکمرانی سے معزول کر کے معاویہؓ کو وہاں کا حاکم مقرر کیا تو لوگ کہنے لگے کہ عمیر کو معزول کر کے معاویہ کو مقرر کر دیا۔ عمیر کہنے لگے معاویہ کے متعلق اچھی بات ہی سوچو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے متعلق یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے کہ اے اللہ ان کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا بھی فرمائی: "اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ"۔ "اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم سکھا اور اس کو عذاب سے بچا"۔ (مسند أحمد: رقم الحدیث ۱۶۷۰۲؛ والطبرانی فی الکبیر؛ وصححہ الألبانی)

المملكة العربية السعودية
وزارة التعليم العالي
جامعة أم القرى
كلية الدعوة وأصول الدين
قسم الكتاب والسنة

الجزء الأخير من كتاب

غاية المقصد في زوائد المسند

للحافظ نور الدين الهيثمي

٧٣٥ - ٨٠٧ هـ

دراسة و تحقيق و تخريج

رسالة مقدمة لنيل درجة الدكتوراه

إعداد الطالب : عبد الرحمن محمد سراج

إشراف فضيلة الدكتور : أحمد محمد نور سيف

١٤٠٨ - ١٤٠٩ هـ

مناقب معاوية

(٥٩) حدثنا عبدالرحمن بن مهدي ثنا معاوية يعني ابن صالح عن يونس بن سيف عن الحارث بن زياد عن أبي رُهم عن العرباض بن سارية قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول وهو يدعوا الى السحور في شهر رمضان . قال: هلموا الى الغداء المبارك ثم سمعته يقول اللهم علم معاوية الكتاب والحساب وقه العذاب . قلت قصة السجود عند أبي داود وغيره .

= وخالد بن سمير صدوق يهم قليلا وبقية رجالهما ثقات والحديث حسن .
والحديث أخرجه الحاكم والبيهقي كلاهما من طريق أبي عاصم ، وأخرجه الطبراني من طريق الحجاج بن منهال ومن طريق مسلم بن ابراهيم ومن طريق سهل بن بكار ، أربعتهم عن الاسود بن شيبان بنحوه .
وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد وقال رواه أحمد والطبراني بنحوه الا أنه قال "كل خير صنعه الله لي" ورجال أحمد رجال الصحيح غير خالد بن سمير وهو ثقة . انظر المستدرك ١/ ٣٧٣ الجنائز ، والسنن الكبرى ٤/ ٨٠ ك الجنائز المشي بين القبور ، والمعجم الكبير ٢/ ٤٣ ح ١٢٢٠ ومجمع الزوائد ٩/ ٣٩٨ .

* * * *

معاويه هو ابن ابي سفيان صحابي مشهور من كتاب الوحي روى له الجماعة الاصابة ٣/ ٤١٢ ، التقريب ٢/ ٢٥٩ . ومعاوية بن صالح بن سعيد بن سعد الحضرمي ابوعمرو وثقه الإمام أحمد وابن معين والعجلي والنسائي وابوزرعه وابن سعد والبزار ومن يعقوب بن شيبة حمل الناس عنه ومنهم من يرى أنه وسط وليس بالثبت ولا بالضعيف ومنهم من يضعفه وعن ابن عدي له حديث صالح وما أرى بحديثه بأسا وهو عندي صدوق الا أنه يقع في حديثه إفرادات . وعن أبي حاتم صالح الحديث حسن الحديث يكتب حديثه ولا يحتج به وعن ابن حجر صدوق له أوهام من السابعه / م عـ ، الميزان ٤/ ١٣٥ ، الجرح ٨/ ٣٨٢ ، تاريخ ابن معين ٢/ ٥٧٣ ، التهذيب ١٠/ ٢٠٩ ، التقريب ٢/ ٢٥٩ ، ويونس بن =

---

(٥٩) ل ٣٢٦ ب وحم ٤/ ١٢٧ وب (ل ٣١٠ أ) وج (ل ص ٣٠٣)

مَوَارِدُ الظَّمآن

إِلَىٰ زَوَائِدِ ٱبْنِ حِبَّانَ

لِلحَافِظِ نُورِ ٱلدِّينِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ٱلهَيْثَمِيِّ

٧٣٥ - ٨٠٧هـ

الجُزْءُ الثَّالِثُ

حَقَّقَهُ وَخَرَّجَ نُصُوصَهُ

حسين سليم أسد الداراني

دار الثقافة العربية

دمشق - ص.ب: ... - بيروت - ص.ب: ...

أخبرني معاوية بن صالح، عن يونس بن سيف، عن الحارث بن زياد، عن أبي رُهْم.
عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ـ ﷺ ـ وَهُوَ يَدْعُو إِلَىٰ السُّحُورِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَقَالَ: «هَلُمُّوا إِلَىٰ الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ»(١).

٨٨٣ ـ أخبرنا أبو يعلى، حدثنا محمد بن أبي بكر المقدمي،

= بالتحديث فانتفت شبهة التدليس. وانظر الحديث التالي.
وانظر حديث ابن مسعود برقم (٥٠٧٣) في مسند الموصلي، وبرقم (١١) في معجم شيوخه. وحديث أبي هريرة برقم (٦٣٦٦) في المسند، وحديث أنس برقم (٢٨٤٨) في المسند، وبرقم (١٨٩) في المعجم.

(١) إسناده حسن، معاوية بن صالح فصلنا القول فيه عند الحديث (٦٨٦٧) في مسند أبي يعلىٰ،
ويونس بن سيف ترجمه البخاري في الكبير ٨/٤٠٥ ـ ٤٠٦ ولم يورد فيه جرحاً ولا تعديلاً، وتبعه علىٰ ذلك ابن أبي حاتم في «الجرح والتعديل» ٩/٢٣٩. ووثقه ابن حبان، وقال البزار: «صالح الحديث». وقال الدارقطني: «ثقة»، وقال الذهبي في كاشفه: «ثقة».
والحارث بن زياد هو الشامي قال ابن الأثير في «أسد الغابة» ١/٣٩٣: «يعد في الشاميين، مختلف في صحبته.
روىٰ الحسن بن سفيان، عن قتيبة، عن الليث، عن معاوية بن صالح، عن يونس ابن سيف، عن الحارث بن زياد: أن رسول الله ـ ﷺ ـ قال: (اللهم علم معاوية الكتاب والحساب، وَقِهِ العذاب).
رواه الحسن بن عرفة، عن قتيبة، وقال فيه: الحارث بن زياد صاحب رسول الله ـ ﷺ ـ وهذه الزيادة وهم.
ورواه أسد بن موسىٰ، وآدم، وأبو صالح، عن الليث، عن معاوية بن صالح فقالوا: عن الحارث، عن أبي رهم، عن العرباض، وهو الصواب».
وقال ابن مندة ـ نقله عنه ابن حجر في الإصابة ٣/٢٤ ـ ٢٥ ـ: «رواه آدم، وأبو صالح، وغيرهما عن الليث، عن معاوية، عن يونس، عن الحارث، عن=

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی یہ دعائیں آپ ﷺ کی ان دعاؤں میں سے نہیں جو قبول نہیں ہوئیں تھیں، یہ آپ ﷺ کی مقبول دعاؤں میں سے ہیں، لہٰذا آپ ﷺ کے ارشادات سے یہ ثابت ہوا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ خود بھی ہدایت پر تھے اور لوگوں کے لیے بھی ہدایت کا معیار تھے۔

سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہلسنت والجماعت کا مؤقف

شارح مسلم امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی (المتوفی ٦٧٦ھ) شرح صحیح مسلم میں اہلسنت والجماعت کو مؤقف کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں: "وَمَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْحَقُّ إِحْسَانُ الظَّنِّ بِهِمْ وَالْإِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وَتَأْوِيلُ قِتَالِهِمْ وَأَنَّهُمْ مُجْتَهِدُونَ مُتَأَوِّلُونَ لَمْ يَقْصِدُوا مَعْصِيَةً ولامحض الدُّنْيَا بَلِ اعْتَقَدَ كُلُّ فَرِيقٍ أَنَّهُ الْمُحِقُّ وَمُخَالِفُهُ بَاغٍ فَوَجَبَ عَلَيْهِ قِتَالُهُ لِيَرْجِعَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ وَكَانَ بَعْضُهُمْ مُصِيبًا وَبَعْضُهُمْ مُخْطِئًا مَعْذُورًا فِي الْخَطَأِ لِأَنَّهُ لِاجْتِهَادٍ وَالْمُجْتَهِدُ إِذَا أَخْطَأَ لَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ هُوَ الْمُحِقُّ الْمُصِيبُ فِي تِلْكَ الْحُرُوبِ هَذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَكَانَتِ الْقَضَايَا مُشْتَبِهَةً حَتَّى إِنَّ جَمَاعَةً مِنَ الصَّحَابَةِ تَحَيَّرُوا فِيهَا فَاعْتَزَلُوا الطَّائِفَتَيْنِ وَلَمْ يُقَاتِلُوا وَلَمْ يَتَيَقَّنُوا الصَّوَابَ ثُمَّ تَأَخَّرُوا عَنْ مُسَاعَدَتِهِ مِنْهُمْ"۔ "اہلِ سنت اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں حسن ظن رکھا جائے۔ ان کے آپس کے اختلافات میں خاموشی اور ان کی لڑائیوں کی تاویل کی جائے۔ وہ بلاشبہ سب مجتہد اور صاحب رائے تھے معصیت اور نافرمانی ان کا مقصد نہ تھا اور نہ ہی محض دنیا طلبی پیش نظر تھی، بلکہ ہر فریق یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ وہی حق پر ہے اور دوسرا باغی ہے اور باغی کے ساتھ لڑائی ضروری ہے تاکہ وہ امر الٰہی کی طرف لوٹ آئے، اس اجتہاد میں بعض راہ صواب پر تھے اور بعض خطا پر تھے، مگر خطا کے باوجود وہ معذور تھے کیونکہ اس کا سبب اجتہاد تھا اور مجتہد خطا پر بھی گنہگار نہیں ہوتا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں حق پر تھے اہلِ سنت کا یہی موقف ہے، یہ معاملات بڑے مشتبہ تھے یہاں تک کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جامعت اس پر حیران وپریشان تھی جس کی بنا پر وہ فریقین سے علیحدہ رہی اور قتال میں انہوں نے حصہ نہیں لیا، اگر انہیں صحیح بات کا یقین ہو جاتا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معاونت سے پیچھے نہ رہتے"۔ (شرح صحیح مسلم للنوویؒ: ج ١٨، کتاب الفتن، باب إذا تواجه المسلمان بسیفیھما، ص ١١)

١٦٧٥	٥٢- كتاب الفتن ٤- باب إذا تواجه المسلمان بسيفيهما	ح ٢٨٨٨

وقعت، فمن كان له إبل فليلحق بإبله، ومن كانت له غنم فليلحق بغنمه، ومن كانت له أرض فليلحق بأرضه». قال فقال رجل: يا رسول الله! أرأيت من لم يكن له إبل ولا غنم ولا أرض؟ قال: «يعمد إلى سيفه فيدق على حده بحجر، ثم لينج إن استطاع النجاء، اللهم! هل بلغت؟ اللهم! هل بلغت؟ اللهم! هل بلغت؟» قال فقال رجل: يا رسول الله! أرأيت إن أكرهت حتى ينطلق بي إلى أحد الصفين، أو إحدى الفئتين، فضربني رجل بسيفه، أو يجيء سهم فيقتلني؟ قال: «يبوء بإثمه وإثمك، ويكون من أصحاب النار».

١٣-( ) وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب، قالا: حدثنا وكيع (ح). وحدثني محمد بن المثنى، حدثنا ابن أبي عدي، كلاهما عن عثمان الشحام، بهذا الإسناد. حديث ابن أبي عدي نحو حديث حماد إلى آخره، وانتهى حديث وكيع عند قوله: «إن استطاع النجاء» ولم يذكر ما بعده.

٤- باب إذا تواجه المسلمان بسيفيهما

١٤-(٢٨٨٨) حدثني أبو كامل، فضيل بن حسين الجحدري، حدثنا حماد بن زيد، عن أيوب ويونس، عن الحسن، عن الأحنف بن قيس، قال: خرجت وأنا أريد هذا الرجل، فلقيني أبو بكرة فقال: أين تريد؟ يا أحنف! قال: قلت: أريد نصر ابن عم رسول الله ﷺ، يعني عليا، قال: فقال لي: يا أحنف! ارجع، فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول: «إذا تواجه المسلمان بسيفيهما، فالقاتل والمقتول في النار» قال: فقلت، أو قيل: يا رسول الله! هذا القاتل، فما بال المقتول؟ قال: «إنه قد أراد قتل صاحبه». [أخرجه البخاري: ٣١، ٦٨٧٥، ٧٠٨٣].

١٥-( ) وحدثناه أحمد بن عبدة الضبي، حدثنا حماد، عن أيوب ويونس والمعلى بن زياد، عن الحسن، عن الأحنف بن قيس، عن أبي بكرة، قال: قال رسول الله ﷺ: «إذا التقى المسلمان بسيفيهما، فالقاتل والمقتول في النار».

... واعلم أن الدماء التي جرت بين الصحابة رضي الله عنهم ليست بداخلة في هذا الوعيد، ومذهب أهل السنة والحق إحسان الظن بهم والإمساك عما شجر بينهم وتأويل قتالهم وأنهم مجتهدون متأولون لم يقصدوا معصية ولا محض الدنيا بل اعتقد كل فريق أنه المحق ومخالفه باغ فوجب عليه قتاله ليرجع إلى أمر الله، وكان بعضهم مصيباً وبعضهم مخطئاً معذوراً في الخطأ لأنه لاجتهاد والمجتهد إذا أخطأ لا إثم عليه، وكان علي رضي الله عنه هو المحق المصيب في تلك الحروب هذا مذهب أهل السنة، وكانت القضايا مشتبهة حتى إن جماعة من الصحابة تحيروا فيها فاعتزلوا الطائفتين ولم يقاتلوا ولم يتيقنوا الصواب ثم تأخروا عن مساعدته منهم

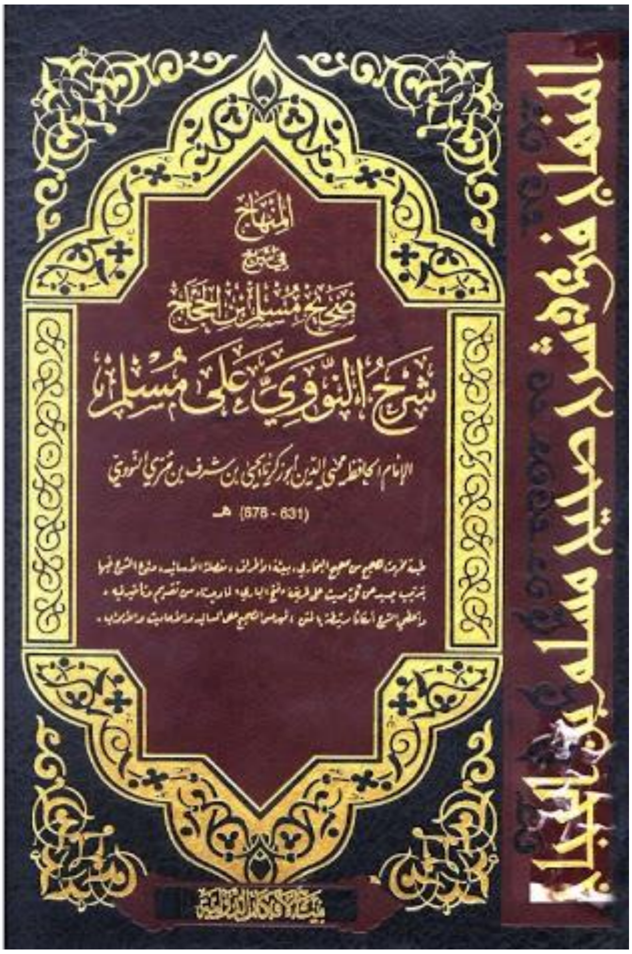

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان جو باہمی نزاعات اور مشاجرات ہوئے ہیں ان پر لب کشائی ہم مناسب نہیں سمجھتے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اسلام کے لیے مخلص، اور حق گوئی و حق طلبی کے لیے کوشاں تھے۔ مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں بحث و تکرار سے گریز کرنا ضروری ہے، کیونکہ اس کا نتیجہ سوائے خود کو شیطان کے حوالے کرنے کے اور کچھ نہیں ہے، علمائے امت نے بتکرار اس سے خبردار کیا ہے۔ اس کے برخلاف بدگوئی و فضول گوئی پھوٹ پیدا کرتی ہے، جو شیطان کا کام ہے، وہ اس کے ذریعہ سے لوگوں میں غصہ، نفرت، عداوت، کینہ، حسد، نفاق کے بیج بوتا ہے۔

غیر مقلدین کی گندی زبان اور ان کے شر سے ائمہ احناف، علماءِ دیوبند اور آئمہ اربعہ تو کیا صحابہ کرامؓ بھی محفوظ نہ رہ سکے۔ جب ان بے غیرتوں نے صحابہ کرامؓ پر اتنے بڑے بڑے الزامات لگا ڈالے جن کی عظمت اور شان اللہ پاک نے قرآن میں اور نبی کریم ﷺ نے اپنے فرمان میں بیان فرمائی تو پھر علماء احناف اور ائمہ اربعہ کس گنتی میں ہیں۔ کیا کوئی اہلحدیث صحابہ کرامؓ کی شان میں ایسی گستاخیاں کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ آج کل کے فرقہ غیر مقلدین جو اپنے اہل حدیث ہونے کے دعویدار ہیں درحقیقت چھوٹے رافضی ہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی جو کاتب وحی ہیں، غیر مقلدین ان کو فاسق کہہ کر اور حضرت و رضی اللہ عنہ جیسے تعظیمی القاب سے محروم کر کے بھی یہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت میں شامل سمجھتے ہیں۔ سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن گستاخ صحابہؓ و گستاخ امیر معاویہؓ اہل سنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

فرقہ غیر مقلدین کی فروعی مسائل میں شیعوں سے موافقت اور اہلسنت والجماعت کی مخالفت

۱۔ فرقہ غیر مقلدین کے بانی مولوی عبدالحق بنارسی کے شاگردِ خاص علامہ وحید الزمان صدیقی کے نزدیک نکاح متعہ حلال قطعی ہے:

"وکذالک بعض اصحابنافی نکاح المتعۃ فجوزو ھا ونزی کان ثابتاً جائزاً فی شریعۃ کما ذکرہ اللہ فی کتابہ فما استمتعتم بہ منھم الی اجل مسمی یدل صراحۃ علی اباحتہ فالاباحتہ قطعیۃ لکونہ قد وقع الاجماع علیہ و تحریم ظنی"۔ "اور ایسے ہی ہمارے بعض اصحاب نے نکاح متعہ کو جائز قرار دیا ہے جبکہ وہ شریعت میں ثابت اور جائز تھا جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اسکا تذکرہ یوں کیا ہے کہ، ان میں سے تم جس سے متعہ کروگے تو اس سے اس کی مزدوری ہی دے دیا کرو۔ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں الی اجل مسمی کی زیادتی ہے، جو صراحتاً جواز کی دلیل ہے۔ یعنی جس سے تم مدت مقررہ تک کے لئے متعہ کرو۔ پس اباحت اور جواز قطعی ہے اسلئے کہ اباحت پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور جہاں تک حرمت کا تعلق ہے تو وہ ظنی ہے"۔ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار: ج ۲، ص ۳۴-۳۳)

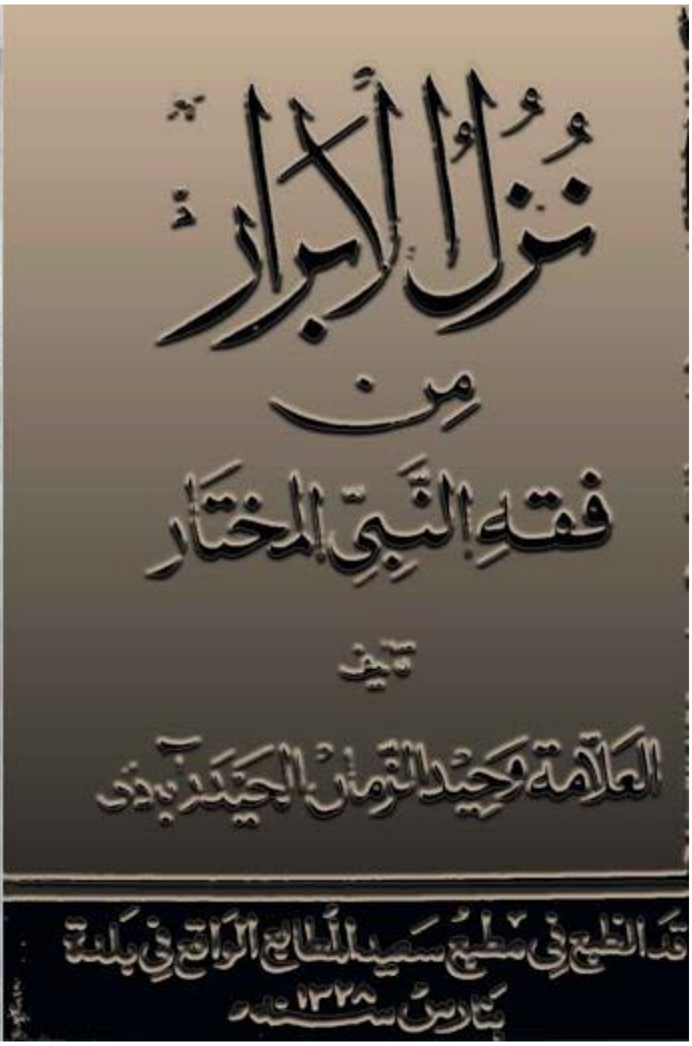

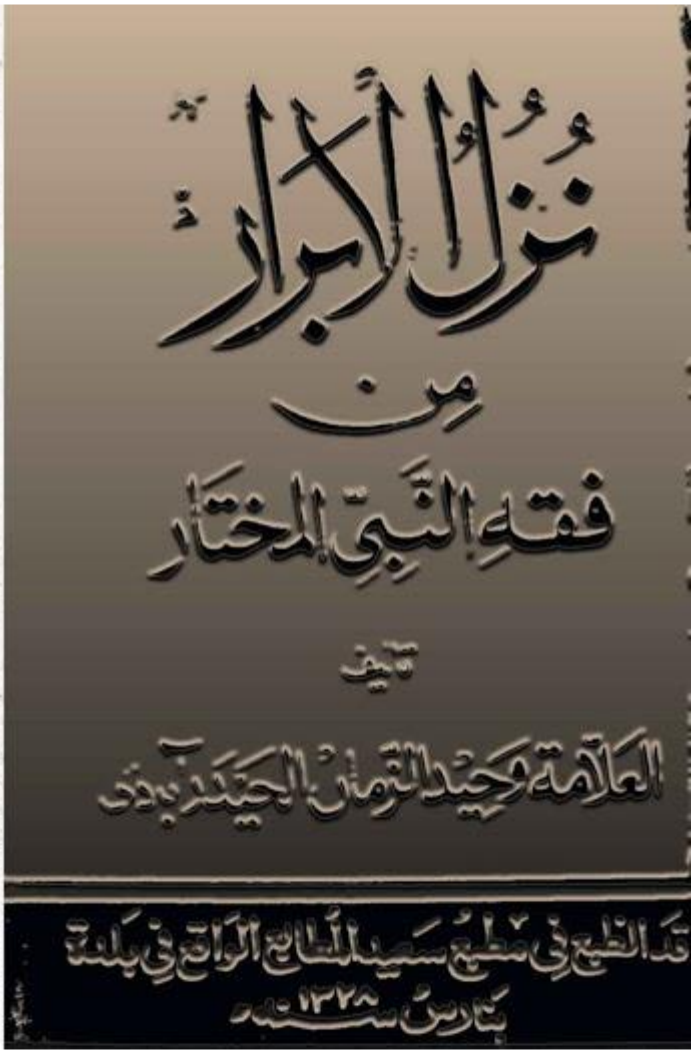

اسی طرح وحید الزمان صدیقی ہدیۃ المہدی کے صفحہ نمبر ۱۱۲ پر بھی نکاح متعہ کو جائز قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ”باختیار قول اھل مکة فی المتعة“۔ ”متعہ کے بارے میں اہل مکہ کے قول جواز کے اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں“۔

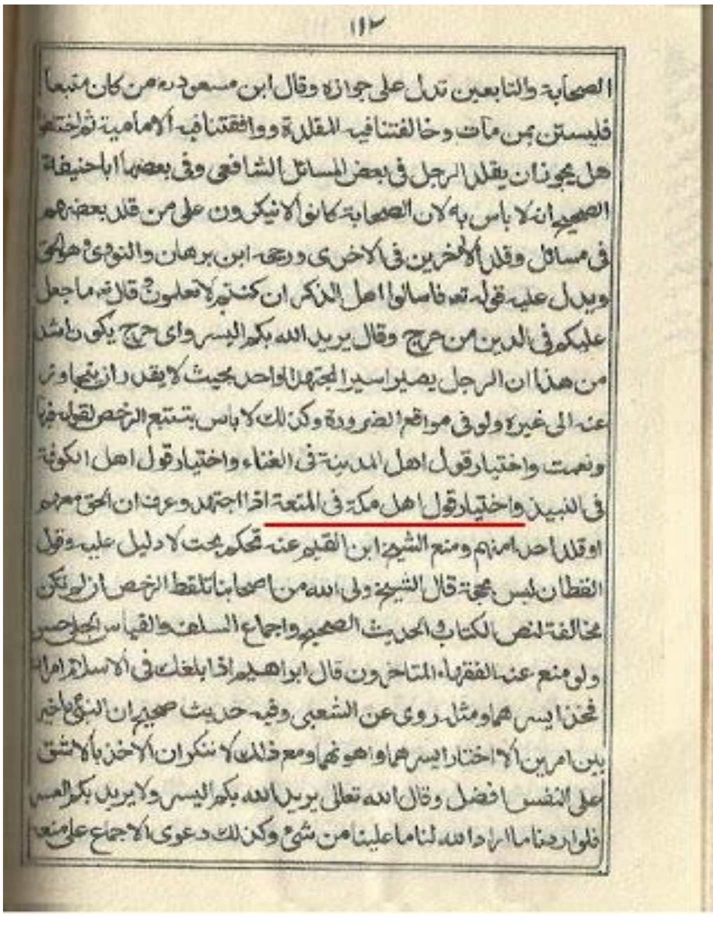

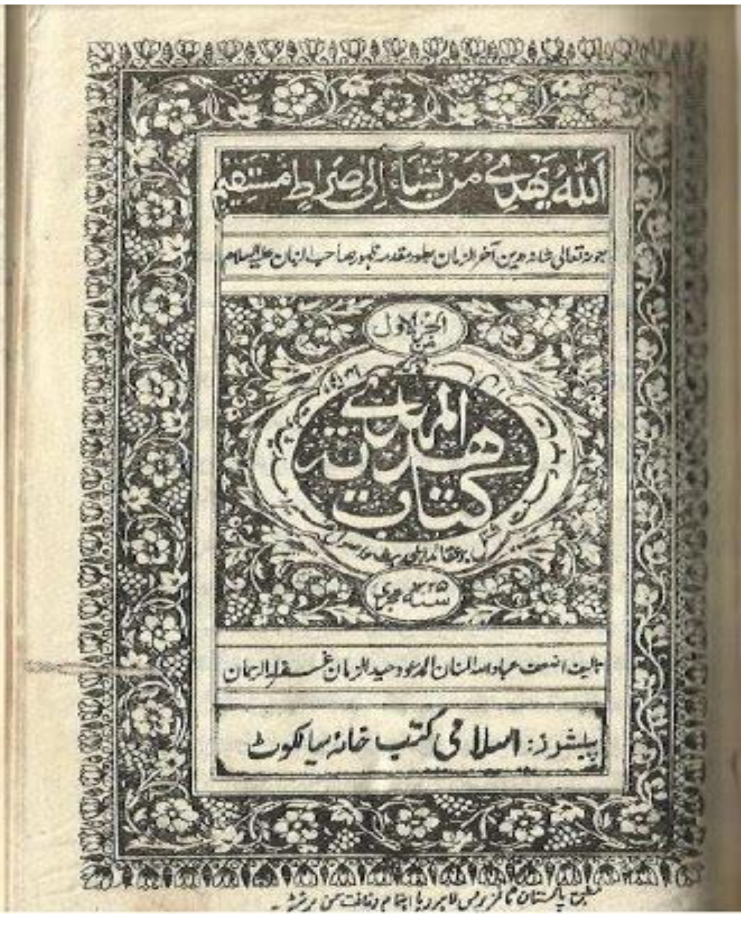

غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب یہ بھی فرماتے ہیں:"متعہ سے اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منع نہ کرتے تو زنا وہی کرتا جو بدبخت ہوتا (کیونکہ متعہ آسان ہے اور اس سے کام نکل جاتا ہے پھر حرام کاری کی ضرورت نہ رہتی)"۔(لغات الحدیث: کتاب "م"، ص۹)

بالکل اسی طرح شیعہ بھی متعہ کو قرآن وحدیث سے ہی جائز بلکہ باعث مغفرت اور باعث رحمت ثابت کرتے ہیں، جیسا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ شیعوں کے بارے میں لکھتے ہیں:"یہ عورتوں کے متعہ کو بہترین عبادت اور افضل طاعت خیال کرتے ہیں"۔(تحفہ اثناء عشریہ [اردو]: ص۵۱۷)

قارئین کرام ذرا غور فرمائیں! شیعوں سے موافقت میں غیر مقلدین حضرات جس طرح دیگر مسائل کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ویسے ہی ان کے عالم وحید الزمان صدیقی نکاح متعہ کو بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں جائز قرار دے رہے ہیں اور ساتھ ہی اس پر اجماع کا دعویٰ بھی کر رہے ہیں۔ یہ ہے قرآن وحدیث سے ان کے باطل استدلال کی دلیل جس پر پوری غیر مقلدیت عمل پیرا ہے۔

۲۔ اسی طرح طلاق ثلاثہ کے مسئلے پر پوری غیر مقلدیت نے شیعوں کی موافقت اور اہلسنت والجماعت اور صحابہ کرامؓ کی مخالفت کی۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صاحب صحیح مسلم کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:"جو شخص اپنی عورت سے کہے کہ تجھ پر طلاق ہیں تین اس میں اختلاف ہے علماء کا۔ امام شافعی اور امام ملک اور ابو حنیفہ اور احمد اور جماہیر علماء کا قول یہ ہے کہ تینوں طلاق اس پر پڑ گئیں اور طاؤس اور اہل

ظاہر کا مذہب ہے کہ نہیں پڑتی اس پر مگر ایک طلاق اور یہ ایک روایت ہے حجاج بن ارطاۃ سے اور محمد بن اسحاق سے اور یہی مذہب قوی اور صحیح ہے ان احادیث کی رو سے ابن قیمؒ نے اور محققان محدثین نے اسی کو اختیار کیا ہے"۔ (صحیح مسلم شریف: ج۴، ص۱۰۰-۹۹)

مولانا ثناء اللہ امرتسری نواب صدیق حسن خان صاحب کے حوالے سے لکھتے ہیں: "نواب صدیق حسن خان صاحب نے "اتحاف النبلاء" میں جہاں شیخ الاسلام کے تفردات لکھے ہیں اس فہرست میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے۔ جناب شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تین طلاق کے ایک مجلس میں ایک ہونے کا فتویٰ دیا تو بہت شور شرابہ ہوا۔ شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے، ان کو اونٹ پر سوار کرا کے درے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی، قید کئے گئے۔ اس لئے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی"۔ (فتاویٰ ثنائیہ: ج۲، ص۲۱۹)

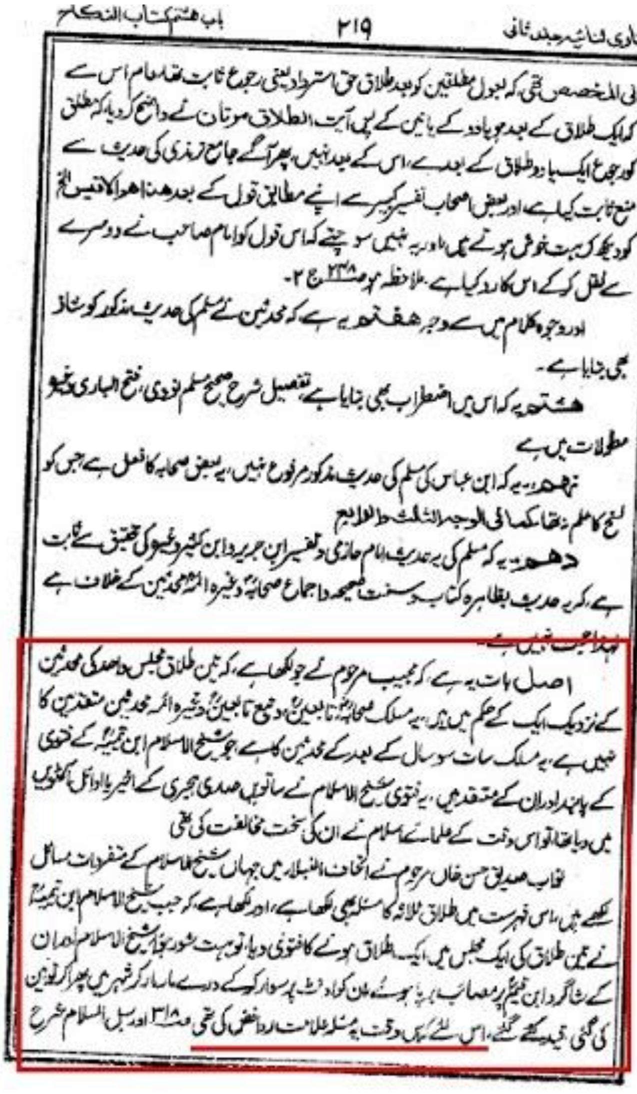

باب ہشتم کتاب النکاح ۲۱۹ فتاوی ثنائیہ جلد ثانی

الی المخصص تھی کہ بعول مطلقین کو بعد طلاق حق استرداد یعنی رجوع ثابت تھا عام اس سے کہ ایک طلاق کے بعد ہو یا دو کے یا تین کے پس آیت الطلاق مرتان نے واضح کر دیا کہ طلاق کو رجوع ایک یا دو طلاق کے بعد ہے، اس کے بعد نہیں پھر آگے جامع ترمذی کی حدیث سے منع ثابت کیا ہے اور بعض اصحاب تفسیر کبیر سے اپنے مطابق قول کے بعد ھذا ھو الا تقیس الخ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اس قول کو امام صاحب نے دوسرے سے نقل کر کے اس کا رد کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ص۲۳۸ ج ۲۔

اور وجوہ کلام میں سے وجہ ہفتم یہ ہے کہ محدثین نے مسلم کی حدیث مذکور کو شاذ بھی بتایا ہے۔

ہشتم یہ کہ اس میں اضطراب بھی بتایا ہے تفصیل شرح صحیح مسلم نووی، فتح الباری وغیرہ مطولات میں ہے

نہم یہ کہ ابن عباس کی مسلم کی حدیث مذکور مرفوع نہیں، یہ بعض صحابہ کا فعل ہے جس کو نسخ کا علم نہ تھا کما فی الوجہ الثالث والرابع

دہم یہ کہ مسلم کی یہ حدیث امام حازمی و تفسیر ابن جریر و ابن کثیر وغیرہ کی تحقیق سے ثابت ہے، کہ یہ حدیث بظاہر کتاب و سنت صحیحہ و اجماع صحابہؓ وغیرہ ائمہ محدثین کے خلاف ہے لہذا حجت نہیں ہے

اصل بات یہ ہے کہ مجیب مرحوم نے جو لکھا ہے، کہ تین طلاق مجلس واحد کی محدثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہیں، یہ مسلک صحابہؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ وغیرہ ائمہ محدثین متقدمین کا نہیں ہے، یہ مسلک سات سو سال کے بعد کے محدثین کا ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے فتوی کے پابند اور ان کے متقدمین ہیں، یہ فتوی شیخ الاسلام نے ساتویں صدی ہجری کے اخیر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا تو اس وقت کے علمائے اسلام نے ان کی سخت مخالفت کی تھی

نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اتحاف النبلاء میں جہاں شیخ الاسلام کے منفردات مسائل لکھے ہیں، اس فہرست میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے، اور لکھا ہے، کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے تین طلاق کی ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتوی دیا تو بہت شور ہوا شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد ابن قیمؒ پر مصائب برپا ہوئے، ان کو اونٹ پر سوار کر کے درے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی، قید کیے گئے، اس لئے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی ص۳۱۸ اور سبل السلام شرح

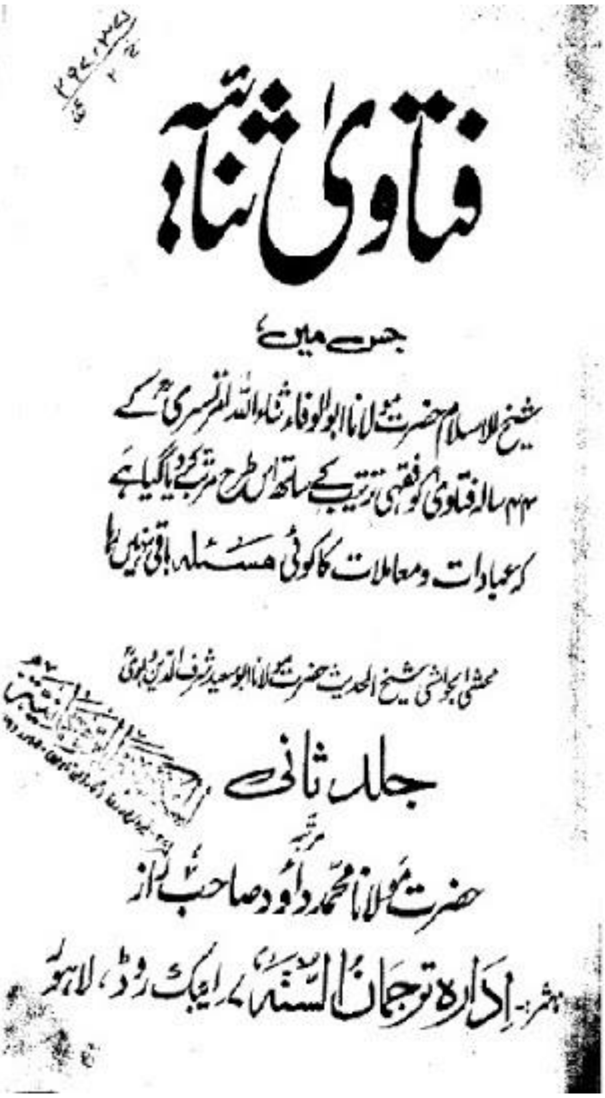

فتاوی ثنائیہ

جس میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری کے ۴۴ سالہ فتاوی کو فقہی ترتیب کے ساتھ اس طرح مرتب کیا گیا ہے کہ عبادات و معاملات کا کوئی مسئلہ باقی نہیں رہا

محشی ابوالاشبال شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی

جلد ثانی

مرتبہ
حضرت مولانا محمد داؤد صاحب راز

ناشر: ادارہ ترجمان السنۃ، ایبک روڈ، لاہور

غیر مقلد عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری طلاق ثلاثہ کے مسئلے پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فتوے ابد الآباد کے لئے شرعی طور پر ہی دیا ہے، تو ہم کہتے ہیں، پھر آپ اور ہم اسے کیوں مانیں، ہم فاروقی تو نہیں محمدی ہیں۔ ہم نے ان (عمر رضی اللہ عنہ) کا کلمہ تو نہیں پڑھا، آنحضرت ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے"۔ (فتاویٰ ثنائیہ: ج۲، ص۲۵۲)

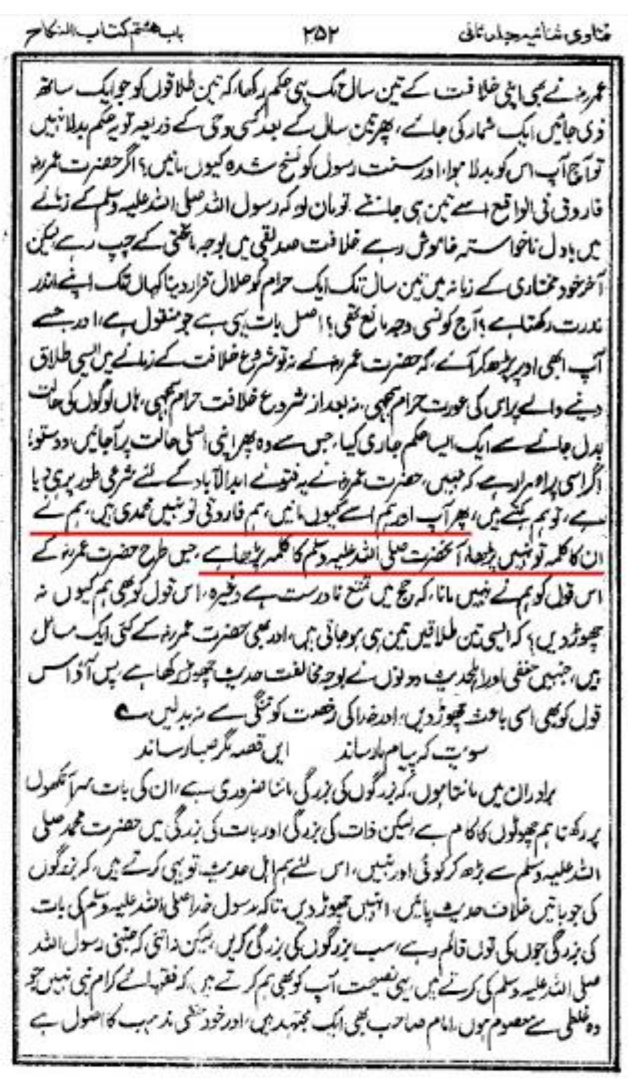

فتاویٰ ثنائیہ جلد ثانی — ۲۵۲ — باب ہشتم کتاب النکاح

عمرؓ نے بھی اپنی خلافت کے تین سال تک یہی حکم رکھا، کہ تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں ایک شمار کی جائے، پھر تین سال کے بعد کسی وحی کے ذریعہ تو یہ حکم بدلا نہیں تو آج آپ اس کو بدلا ہوا، اور سنت رسول کو نسخ شدہ کیوں مانیں؟ اگر حضرت عمرؓ فاروق فی الواقع اسے تین ہی جانتے، تو مان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بادل ناخواستہ خاموش رہے، خلافت صدیقی میں بوجہ ماتحتی کے چپ رہے لیکن آخر خود مختاری کے زمانہ میں تین سال تک ایک حرام کو حلال قرار دینا کہاں تک اپنے اندر ندرت رکھتا ہے؟ آج کونسی وجہ مانع تھی؟! اصل بات یہی ہے جو منقول ہے، اور جسے آپ ابھی اوپر پڑھ کر آئے، کہ حضرت عمرؓ کے نہ تو شروع خلافت کے زمانے میں ایسی طلاق دینے والے پر اس کی عورت حرام تھی، نہ بعد از شروع خلافت حرام تھی، ہاں لوگوں کی حالت بدل جانے سے ایک ایسا حکم جاری کیا، جس سے وہ پھر اپنی اصلی حالت پر آجائیں، دوستو! اگر اسی پر اصرار ہے کہ نہیں، حضرت عمرؓ نے یہ فتوے ابدالآباد کے لئے شرعی طور پر دیا ہے، تو ہم کہتے ہیں، پھر آپ اور ہم اسے کیوں مانیں، ہم فاروقی تو نہیں محمدی ہیں، ہم نے ان کا کلمہ تو نہیں پڑھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا ہے، جس طرح حضرت عمرؓ کے اس قول کو ہم نے نہیں مانا، کہ حج میں تمتع نادرست ہے وغیرہ، اس قول کو بھی ہم کیوں نہ چھوڑ دیں؟ کہ ایسی تین طلاقیں تین ہی ہو جاتی ہیں، اور بھی حضرت عمرؓ کے کئی ایک مسائل ہیں، جنہیں حنفی اور اہلحدیث دونوں نے بوجہ مخالفت حدیث چھوڑ رکھا ہے، پس آؤ اس قول کو بھی اسی باعث چھوڑ دیں، اور خدا کی رخصت کو تنگی سے نہ بدلیں ؎

سوئے تو کر پیام ما رساند   ایں قصہ مگر صبا رساند

برادران میں مانتا ہوں، کہ بزرگوں کی بزرگی ماننا ضروری ہے، ان کی بات سر آنکھوں پر رکھنا ہم چھوٹوں کا کام ہے لیکن ذات کی بزرگی اور بات کی بزرگی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی اور نہیں، اس لئے ہم اہل حدیث تو یہی کرتے ہیں، کہ بزرگوں کی جو باتیں خلاف حدیث پائیں، انہیں چھوڑ دیں، تاکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی بزرگی جوں کی توں قائم رہے، سب بزرگوں کی بزرگی کریں، لیکن ذاتی کہ جتنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں یہی نصیحت آپ کو بھی ہم کرتے ہیں، کہ فقہائے کرام نبی نہیں جو وہ غلطی سے معصوم ہوں، امام صاحب بھی ایک مجتہد ہیں، اور خود حنفی مذہب کا اصول ہے

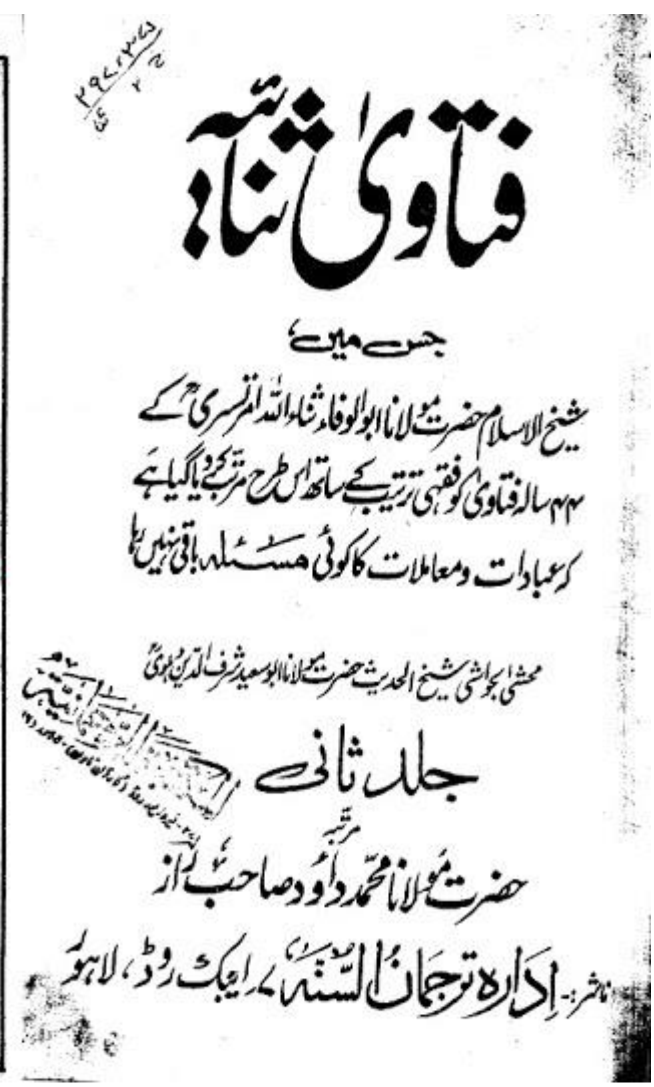

فتاویٰ ثنائیہ

جس میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے ۴۴ سالہ فتاویٰ کو فقہی ترتیب کے ساتھ اس طرح مرتب کر دیا گیا ہے کہ عبادات و معاملات کا کوئی مسئلہ باقی نہیں رہا

محشی بحواشی شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی

جلد ثانی

مرتبہ

از حضرت مولانا محمد داؤد صاحب راز

ناشر:- ادارہ ترجمان السنۃ، ۷، ایبک روڈ، لاہور

فرقہ غیر مقلدین کے اس جواب پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ محمدی ہیں تو پھر حضرت فاروق اعظمؓ اور تمام صحابہ کرامؓ کون تھے؟ کیا وہ سب محمدی نہیں تھے؟ اور اگر انہوں نے آنحضرت ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے۔ تو کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھا تھا جو تین طلاق کے تین ہونے پر ہی فتویٰ دیتے رہے؟

فرقہ غیر مقلدین کے ایک اور عالم مولانا محمد رئیس ندوی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ: ''موصوف (حضرت عمرؓ) نے باعتراف خویش اس قرآنی حکم میں ترمیم کر دی۔ اس قرآنی حکم میں موصوف نے یہ ترمیم کی کہ تین قرار پانے لگیں''۔ (تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق: ص۴۸۷)

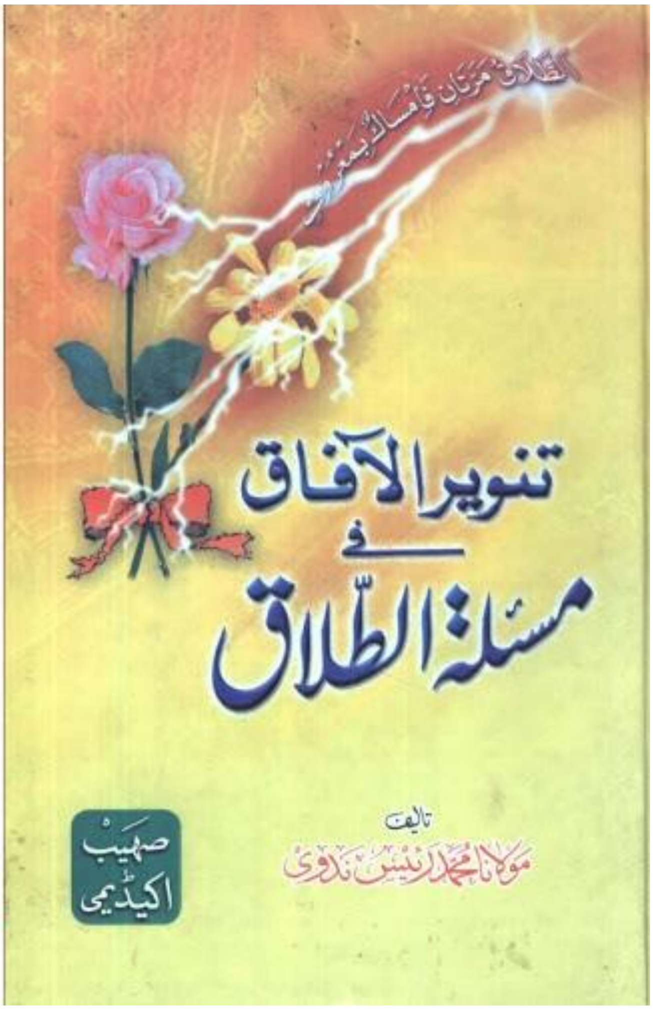

ایک وقت کی تین طلاقوں کے ایک ہونے پر

عہد نبوی و صدیقی میں اجماع

یہ معلوم ہوچکا ہے کہ حدیث مسلم کو مختلف حیلوں سے ساقط قرار دینے کے باوجود اسی سے استدلال کرتے ہوئے مدیر تجلی کے ہم مذہب اہل تقلید مدعی ہیں کہ عہد فاروقی میں ایک وقت کی تین طلاقوں کے تین ہونے پر اجماع ہوچکا ہے۔ جب اس حدیث کو ساقط قرار دینے والوں کے لئے اس سے استدلال کرنا جائز ہوا تو ہم تو اسے صحیح کہتے ہیں اور مطابق نصوص کتاب و سنت واجماع صدر امت بتلاتے ہیں۔ اس سے ہمارا یہ استدلال بہرحال درست ہے کہ عہد نبوی و صدیقی اور ابتدائے عہد فاروقی میں ایک وقت کی تین طلاقیں ایک قرار پاتی تھیں پھر کسی مصلحت کے پیش نظر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ:۔

ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لھم فیہ اناة فلو امضیناہ علیھم فامضاہ علیھم۔ یعنی لوگ ایسے امر میں عجلت کرنے لگے جس میں توقف کا حکم تھا۔ پھر کیوں نہ ہم ان پر ان کی عجلت نافذ کردیں۔ چنانچہ نافذ کردیا۔

اس اعلان فاروقی کا مطلب بہرحال یہ نکلتا ہے کہ اس اعلان سے پہلے لوگوں کا عمل جس طریق پر تھا اس کے خلاف انھوں نے حکم نافذ کردیا، اور اس کی صراحت صاف طور سے اسی روایت میں ہے کہ ایک وقت کی تین طلاقیں عہد نبوی و صدیقی و فاروقی میں ایک قرار پاتی تھیں۔ نیز سعید بن منصور والی روایت کے مطابق حضرت عمر معترف تھے کہ کتاب اللہ میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک قرار دیا گیا ہے اور موصوف عمر کی خواہش و تمنا بھی یہی تھی، کہ حکم قرآنی کے مطابق ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی قرار دیں مگر لوگوں کی غلط روی روکنے کی مصلحت کے پیش نظر موصوف نے باعتراف خویش اس قرآنی حکم میں ترمیم کردی۔ اس قرآنی حکم میں موصوف نے یہ ترمیم کی کہ تین قرار پانے لگیں۔ یہ ترمیم بالکل اسی طرح تھی جس طرح حج تمتع پر پابندی اور نکاح کتابیہ وغیرہ پر پابندی وغیرہ، ان دونوں مسائل میں سے کسی ایک

غیر مقلد عالم مولانا محمد رئیس ندوی صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ: ”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (تین طلاقوں کو تین کہنے والی) یہ بات غصہ میں کہی تھی“۔ (تنویر الآفاق فے مسئلۃ الطلاق: ص۱۰۳)

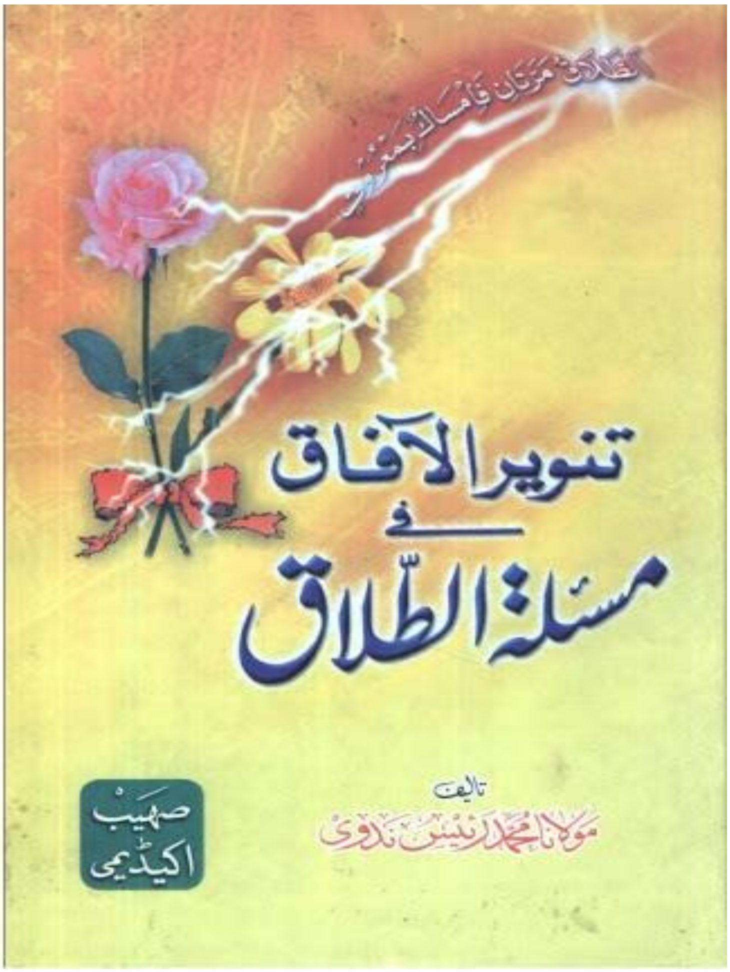

کا موجب ہوئیں (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۲ ج۵ ونصب الرایہ وغیرہ) ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے ابن مسعود سے پوچھا کہ بیوی کو سو طلاقیں دے چکا ہے ابن مسعود نے کہا کہ صرف تین طلاقوں کی وجہ سے وہ حرام ہوچکی ہے باقی ستانوے طلاقیں عدوان و سرکشی اور جرم و گناہ ہیں۔ اسی طرح کی بات حضرت ابن مسعودؓ کے علاوہ متعدد صحابہ حضرت عثمان بن عفان، مغیرہ بن شعبہ، حضرت عمر بن خطاب وغیرہم سے بھی مروی ہے (مصنف ابن ابی شیبہ و مصنف عبدالرزاق و سنن بیہقی وغیرہ) ظاہر ہے کہ تین سے زائد دی ہوئی طلاقوں کو ان صحابہ نے کالعدم اور معصیت و جرم قرار دیا ہے جس کا واحد سبب یہ ہے کہ یہ طلاقیں بے موقع و بے محل حکم شریعت کے خلاف دی گئی ہیں اسی طرح طلاق کے وقت خاص میں جب نصوص کے مطابق ایک سے زیادہ طلاقیں بے موقع و بے محل ہیں تو اسی اصول کے تحت ایک سے زیادہ دی ہوئی ایک وقت کی طلاقیں بھی غیر واقع و کالعدم ہوں گی، اگر کسی صحابی کی طرف ایک وقت کی طلاق ثلثہ کے وقوع کے فتوی کا انتساب صحیح ہے تو یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ کسی بھی صحابی نے یہ نہیں کہا کہ ہمارا فتوی قرآن و حدیث کے کسی نص سے ماخوذ ہے بعض روایت میں صراحت ہے کہ:۔

جاء رجل الی علی بن ابی طالب فقال انی طلقت امراتی الفا قال بانت منک بثلاث اقسم سائرھن بین نسائک ”یعنی خلیفہ راشد حضرت علی سے ایک آدمی نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دے دی ہیں تو حضرت علی نے فرمایا کہ تین طلاقوں سے تو تمہاری یہ بیوی بائنہ ہوگئی اور باقی نوسو ستانوے طلاقیں تم اپنی دوسری بیویوں پر تقسیم کردو (مصنف ابن ابی شیبہ ص۱۳ ج۱۴ و سنن دار قطنی ص۴۲۳ ج۲) ظاہر ہے کہ حضرت علی نے یہ بات محض غصہ میں کہی تھی ورنہ تین سے زیادہ طلاقوں کو دوسری بیویوں پر تقسیم کرنے کا قائل کوئی بھی نہیں۔ یہی غصہ والی بات ان صحابہ کے فتاوی میں بھی کارفرما تھی جنھوں نے ایک وقت میں ایک سے زیادہ دی ہوئی طلاقوں کو واقع بتلایا چنانچہ حضرت عمر بن خطاب کے جاری کردہ حکم کا سبب بھی یہی تھا کہ لوگوں کی بے راہ روی کے سدباب کے لئے انھوں نے یہ اقدام کیا تھا۔

قارئین کرام ذرا غور فرمائیں کہ کیا یہ فرقہ غیر مقلدین کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بہتان اعظیم نہیں کہ خلیفہ ثانی نے طلاق ثلاثہ کے مسئلے میں قرآنی حکم میں ترمیم کردی۔ اور ساتھ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر الزام نہیں کہ وہ غصہ میں تین طلاقوں کو تین کہا کرتے تھے؟ اور اس سے بڑھ کر تعجب کی بات یہ ہے کہ کسی ایک صحابی رسول نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس حکم کو قرآنی حکم میں ترمیم سمجھتے ہوئے یہ سوال نہ کیا کہ اے عمرؓ! جس بیوی کو اللہ نے ہم پر حرام نہیں کیا تو آپ کو یہ حق کیسے حاصل ہو گیا کہ آپ ایک حلال بیوی کو ہم پر حرام کر دیں؟

کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ جو صحابہ کرامؓ مال غنیمت میں حاصل ہونے والے کپڑے میں اضافہ محسوس کرتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اعتراض کر دیا کرتے تھے، وہ صحابہ کرامؓ قرآنی حکم میں ترمیم جیسے انتہائی بڑے مسئلے میں خاموش رہے، ایسا ممکن نہیں۔ کیونکہ تمام صحابہ کرامؓ اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ اکٹھی دی گئی تین طلاقوں کے بعد بیوی کے حرام ہو جانے کا حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جس طرح نکاح متعہ کی حرمت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قانونی طور پر نافض کیا بالکل اسی طرح سے اکٹھی دی گئی تین طلاقوں کی حرمت کو بھی قانونی طور پر نافض کیا۔

فرقہ غیر مقلدین کی طرح مشہور شیعہ عالم ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی الطوسی لکھتے ہیں: "والطلاق الثلاث بلفظ وا حد او فی طہر واحد متفرقاً لا یقع عندنا الا وا حدۃ"۔ "تین طلاقیں ایک لفظ سے دی گئی ہوں یا ایک طہر میں علیحدہ علیحدہ دی گئی ہوں ہمارے نزدیک صرف ایک طلاق واقع ہوتی ہے"۔ (المبسوط فی فقہ الامامیہ: ج۵، ص۴)

۳۔ حالت حیض میں طلاق کے شمار ہونے یا نہ ہونے پر بھی پوری غیر مقلدیت نے شیعوں کی موافقت اور اہلسنت والجماعت اور صحابہ کرامؓ کی مخالفت کی۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صحیح بخاری کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: "اب وہ طلاق جو حالت حیض میں دی تھی اہل حدیث کے نزدیک لغو ہے لیکن ائمہ اربعہ کے نزدیک اس کا شمار ہو گا۔ ائمہ اربعہ اور اکثر فقہاء تو اس طرف گئے ہیں کہ شمار ہو گا اور ظاہر یہ اور اہل حدیث اور امامیہ اور ہمارے مشائخ میں سے امام ابن تیمیہ، ابن قیم، امام ابن حزم علیہم الرحمۃ اور محمد باقر اور جعفر صادق اور ناصر علیہم السلام اہل بیت کا یہ قول ہے کہ اس طلاق کا شمار نہ ہو گا اس لئے کہ یہ بدعی اور حرام تھا۔ شوکانی اور محققین اہل حدیث نے اسی کو ترجیح دی ہے"۔ (تیسیر الباری صحیح بخاری شریف: ج۷، کتاب النکاح، ص۱۶۴)

اس کے بعد صحیح بخاری سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرنے کے بعد آگے لکھتے ہیں: "ائمہ اربعہ اور جمہور فقہانے اسی سے دلیل لی ہے اور یہ کہا ہے کہ جب ابن عمرؓ خود کہتے ہیں کہ یہ طلاق شمار کیا گیا تو اب اس کے وقوع میں کیا شک رہی ہم کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ کا صرف قول حجت نہیں ہو سکتا"۔ (تیسیر الباری صحیح بخاری شریف: ج۷، کتاب النکاح، ص۱۶۵)

محترم قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ غیر مقلد عالم کتنی ڈھٹائی کے ساتھ حالت حیض میں طلاق کے شمار ہونے یا نہ ہونے کے مسئلے پر ائمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کے ساتھ ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی اختلاف کر رہے ہیں اور اپنی تائید میں شیعوں سے موافقت کرتے ہوئے امام باقر اور امام جعفر صادق و دیگر اہل بیت کے اقوال سے احتجاج کر رہے ہیں۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ ان کے نزدیک جلیل القدر صحابی رسول ابن عمر رضی اللہ عنہ (جنہوں نے اپنی آنکھوں سے نبی ﷺ کی زیارت کی اور جنہیں خود نبی پاک ﷺ نے حالت

حیض میں اپنی زوجہ کو ایک طلاق دینے کے بعد رجوع کرنے کا حکم دیا) ان کا قول حجت نہیں لیکن امام باقر اور امام جعفر صادق کا قول حجت ہے۔ کیا یہ فرقہ غیر مقلدین کے شیعہ رافضی ہونے پر واضح دلیل نہیں؟

اسی طرح دوسرے شیعہ عالم محمد بن علی بن ابراہیم المعروف ابن ابی جمہور لکھتے ہیں: "وروی جمیل بن دراج فی صحیحہ عن احدہما علیہما السلام قال: سألته عن الذی یطلق فی حا ل طہر فی مجلس واحد ثلاثاً ؟قال: ھی واحدۃ"۔ "جمیل بن دراج نے اپنی کتاب " صحیح " میں امام باقر یا امام صادق سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنی بیوی کو حالت طہر میں ایک مجلس میں تین طلاقیں دیتا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ایک طلاق واقع ہو گی"۔ (عوالی اللآلی العزیزیہ: ج۳، ص۳۷۸)

۴۔ اسی طرح جماعت تراویح کے متعلق مشہور غیر مقلد محقق علامہ امیر یمانی صاحب لکھتے ہیں: "والمحافظہ علیہا ھوا لذی نقول انہ بدعہ"۔ "تراویح کی جماعت کے ساتھ باقاعدگی سے ادائیگی کو ہم بدعت کہتے ہیں"۔ (سبل السلام الموصلۃ الیٰ بلوغ المرام: ج۳، ص۲۹)

٢٩ باب صلاة التطوع كتاب الصلاة

عباسٍ من طريقِ أبي شيبةَ ثمّ قالَ: إنهُ ضعيفٌ وساقَ رواياتٍ(١): «أنَّ عمرَ أمرَ أُبيّاً وتميماً الداريَّ يقومانِ بالناسِ بعشرينَ ركعةً»، وفي روايةٍ: «أنهمْ كانُوا يقومونَ في زمنِ عمرَ بعشرينَ ركعةً»، [وفي روايةٍ: بثلاثٍ وعشرينَ ركعةً](٢)، وفي روايةٍ: «أنَّ علياً ﷺ كانَ يؤمُّهم بعشرينَ ركعةً ويوترُ بثلاثٍ»، قالَ: وفيهِ قوةٌ.

إذا عرفتَ هذا علمتَ أنهُ ليسَ في العشرينَ روايةٌ مرفوعةٌ(٣)، بل يأتي حديثُ عائشةَ المتفقُ عليهِ قريباً(٤): «أنهُ ﷺ ما كانَ يزيدُ في رمضانَ ولا غيرِهِ على إحدَى عشْرَةَ ركعةً»، فعرفتَ من هذا كلِّهِ أنَّ صلاةَ التراويحِ على هذا الأسلوبِ الذي اتفقَ عليهِ الأكثرُ - بدعةٌ، نعمْ قيامُ رمضانَ سنةٌ بلا خلافٍ والجماعةُ في نافلتِهِ لا تنكرُ، [وقدْ](٥) ائتمَّ ابنُ عباسٍ ﷺ وغيرُه بهِ ﷺ في صلاةِ الليلِ، لكنْ جعلُ هذهِ الكيفيةِ والكميةِ سنةً والمحافظةُ عليها هوَ الذي نقولُ إنهُ بدعةٌ، وهذا عمرُ ﷺ خرجَ أوّلاً والناسُ أوزاعٌ متفرِّقونَ، منهم مَنْ يصلِّي منفرداً، ومنهمْ مَنْ يصلِّي جماعةً على ما كانُوا [عليه](٦) في عصرِهِ، وخيرُ الأمورِ ما [كانت](٧) على عهدِهِ. وأما تسميتُها بالتراويحِ فكأنَّ وجهَهُ ما أخرجَهُ البيهقيُّ(٨) منْ حديثِ عائشةَ قالتْ: «كانَ رسولُ اللَّهِ ﷺ يصلِّي أربعَ ركعاتٍ في الليلِ، ثمّ يتروَّحُ، فأطالَ حتَّى رحمتُهُ» الحديث. قالَ البيهقي(٨): تفرّدَ بهِ المغيرةُ بنُ [زيادٍ](٩) وليسَ بالقويّ، فإنْ ثبتَ فهوَ أصلٌ في تروُّحِ الإمامِ في صلاةِ التراويحِ. انتهى.

الاقتداء بالصحابة ليس تقليداً

وأمّا حديثُ: «عليكمْ بسنّتي وسنّةِ الخلفاءِ الراشدينَ بعدي، تمسّكُوا بها، وعضُّوا عليها بالنواجذِ»، أخرجهُ أحمدُ(١٠)، وأبو داودَ(١١)، وابنُ ماجهْ(١٢)،

(١) في المرجع السابق (٢/ ٤٩٦). (٢) زيادة من (أ).
(٣) وزيادة في استبانة ذلك، انظر: «صلاة التراويح» للمحدث الألباني.
(٤) رقم الحديث (٢٠/ ٣٥٢). (٥) في (أ): «فقد».
(٦) زيادة من (أ). (٧) في (ب): «كان».
(٨) في «السنن الكبرى» (٢/ ٤٩٧).
(٩) في (ب): «ذياب»، وهو خطأ. انظر: «معجم الجرح والتعديل لرجال السنن الكبرى» (ص١٦٢).
(١٠) في «المسند» (٤/ ١٢٦ - ١٢٧). (١١) في «السنن» (٥/ ١٣ رقم ٤٦٠٧).
(١٢) في «السنن» (١/ ١٥ رقم ٤٢).

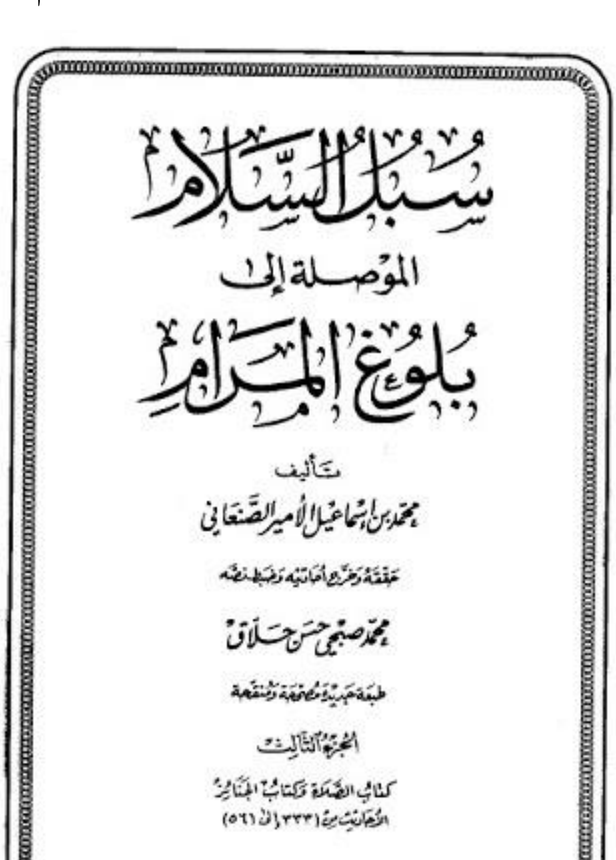

اس سے چند سطور پہلے امیر یمانی صاحب لکھتے ہیں: "ان عمر ھوالذی جعلہا جماعہ و سماہا بدعہ۔ وأما قوله: ونعم البدعہ، فلیس فی البدعہ ما یمدح بل کل بدعہ ضلالہ"۔ "حضرت عمرؓ نے ہی تراویح کو ایک مقرر کردہ امام کے ساتھ جماعت کی صورت دی اور اس کا نام بدعت رکھا آپ کا یہ قول کہ اچھی بدعت ہے تو بدعت کوئی بھی ہو قابل تعریف نہیں بلکہ ہر بدعت ضلالۃ (گمراہی) ہے" (نعوذ باللہ من ذالک)۔ (سبل السلام الموصلۃ الیٰ بلوغ المرام: ج۳، ص۲۷)

[وصدراً](١) من خلافةِ عمرَ»، زادَ في روايةٍ عندَ البيهقيِّ(٢): «قال عروةُ: فأخبرني عبدُ الرحمٰنِ القاريِّ أنَّ عمرَ بنَ الخطابِ خرجَ ليلةً فطاف في رمضانَ في المسجدِ وأهلُ المسجدِ أوزاعٌ متفرقونَ يصلِّي الرجلُ لنفسِهِ ويصلِّي الرجلُ فيصلِّي بصلاتِهِ الرهطُ، فقالَ عمر: واللّٰهِ لأظنُّ لو جَمَعْنَاهُمْ على قارئٍ واحد [لكان أمثلَ، فعزمَ عمرُ على أنْ يجمعهُمْ على قارئٍ واحدٍ](٣)، فأمرَ أبيَّ بن كعبٍ أنْ يقومَ بهم في رمضانَ فخرجَ عمرُ والناسُ يصلّونَ بصلاتِهِ، فقال عمرُ: «نِعْمَ البدعةُ هذه». وساقَ البيهقيُّ في السننِ(٤) عدة رواياتٍ في هذا المعنَى. إذا عرفتَ هذا عرفت أنَّ عمرَ هو الذي جعلها جماعة وسمّاها بدعةً. وأمّا قولُه: «ونِعْمَ البدعةُ»، فليسَ في البدعة ما يمدحُ بل كلُّ بدعةٍ ضلالةٌ(٥).

واعلمْ أنهُ يتعينُ حملُ قولِهِ: «بدعةٌ» على جمعِهِ لهم على معيَّنٍ وإلزامِهِم بذلكَ(٦)، لا أنهُ أرادَ أنَّ الجماعةَ بدعةٌ، فإنه ﷺ قد جمَعَ بهم كما عرفتَ.

عدد ركعات القيام في رمضان

وأمّا الكميةُ ـ وهي جعلُها عشرينَ ركعةً ـ فليسَ فيهِ حديثٌ مرفوعٌ إلَّا ما رَوَاهُ عبدُ بنُ حميدٍ(٧)، والطبرانيُّ(٨) من طريقِ أبي شيبةَ إبراهيمَ بنِ عثمانَ، عنِ

(١) في (أ): «صدر»، والصواب ما في (ب).
(٢) في «السنن الكبرى» (٢/ ٤٩٣). (٣) زيادة من (أ).
(٤) (٢/ ٤٩٣ ـ ٤٩٤).
(٥) ويقول ابن تيمية في كتابه «اقتضاء الصراط المستقيم» (ص٢٧٦): «... أكثر ما في هذا تسمية عمر تلك بدعة، مع حسنها، وهذه تسمية لغوية، لا تسمية شرعية. وذلك: أن «البدعة» في اللغة تعمّ كل ما فعل ابتداء من غير سابق، وأما البدعة الشرعية: فكل ما لم يدل عليه دليل شرعي...» اهـ.
(٦) انظر كتابنا: «مدخل إرشاد الأمة إلى فقه الكتاب والسنة»، الفائدة الرابعة: «البدعة ضلالة وإن رآها الناس حسنة».
(٧) في «المنتخب» (ص٢١٨ رقم ٦٥٣).
(٨) في «الكبير والأوسط» ـ كما في «مجمع الزوائد» (٣/ ١٧٢)، وقال الهيثمي: «وفيه أبو شيبة إبراهيم، وهو ضعيف» اهـ.
قلت: وأخرجه ابن أبي شيبة في «المصنف» (٢/ ٣٩٤)، والبيهقي (٢/ ٤٩٦)، والخطيب في «الموضح» (١/ ٣٨٢)، وابن عدي في «الكامل» (١/ ٢٤٠).

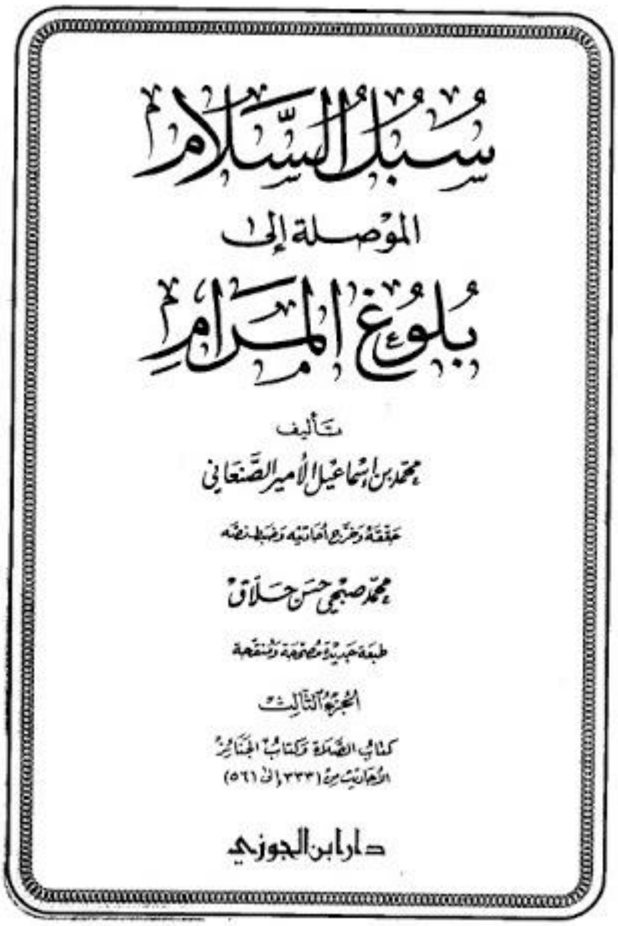

اسی طرح ایک اور غیر مقلد عالم ابو الاقبال سلفی لکھتے ہیں: ”بیس رکعات تراویح بدعت ہے: بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت رسول ﷺ نہیں بلکہ بدعت ہے“۔ (مذہب حنفی کا دین اسلام سے اختلاف بجواب جماعت اہل حدیث کا خلفاءِ راشدین سے اختلاف: ص۲۹)

﴿۲۹﴾

خشوع خضوع اور کہاں ان یہودیوں حنفیوں کی اٹھک بیٹھک۔ یہ آنحضور جیسی نماز نہیں پڑھتے بلکہ حنفیہ کے ابا نبی بن کر آئے تھے۔ انہوں نے ان کو اٹھک بیٹھک والی نماز سکھائی ہے حقائی صحیح بخاری کا نام بہت لیتے ہیں۔ کوئی سچا مسلمان بخاری کو اٹھا کر دیکھے کہ بخاری میں تراویح کے باب میں تراویح کتنی رکعت بیان کی گئی ہے۔ آپ مطالعہ کریں گے تو پائیں گے کہ قرآن کے بعد اسلام کی اس سب سے صحیح کتاب میں یہی اوپر والی حدیث تراویح کی رکعت بتانے کے لئے لائی گئی ہے۔ اور بخاری نے ثابت کیا ہے کہ تراویح کی تعداد آنحضور ﷺ سے مع وتر گیارہ رکعت ثابت ہے۔ لیکن اس پر ایمان وہی لائے گا جو مومن ہوگا یہودی اس حدیث پر کیسے ایمان لا سکتے ہیں۔ ان کی قسمت میں ایمان ہی نہیں۔

بیس رکعت تراویح بدعت ہے:

بیس رکعت تراویح پڑھنا سنت رسول نہیں ہے بلکہ بدعت ہے۔ نہ بیس رکعت اللہ کے رسول ﷺ اپنی تئیس سال کی زندگی میں کبھی پڑھی نہ صحابہ کرامؓ نے کبھی پڑھی۔ ایک بھی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ صحیح حدیثوں کی کتابوں جن میں آنحضرت ﷺ کی زندگی کے پورے حالات موجود ہیں۔ پوری عبادت کا حال خواہ وہ دن میں ہو یا رات میں نفلی ہو یا فرض یا سنت سب کچھ موجود ہے۔ ان میں آنحضور ﷺ سے رمضان کی تراویح آٹھ رکعت ہی ثابت ہے۔ صحیح بخاری دیکھئے، صحیح مسلم دیکھئے، جامع ترمذی دیکھئے، ابو داؤد دیکھئے، نسائی دیکھئے، ابن ماجہ دیکھیے، موطا امام مالک دیکھئے، حتی کہ مشکوۃ دیکھیے، ان سے بھی ثابت نہیں۔ بلکہ ان سب کتابوں میں تراویح آٹھ ہی بتائی گئی ہے جن پر ایک مسلمان کا پکا ایمان ہے۔

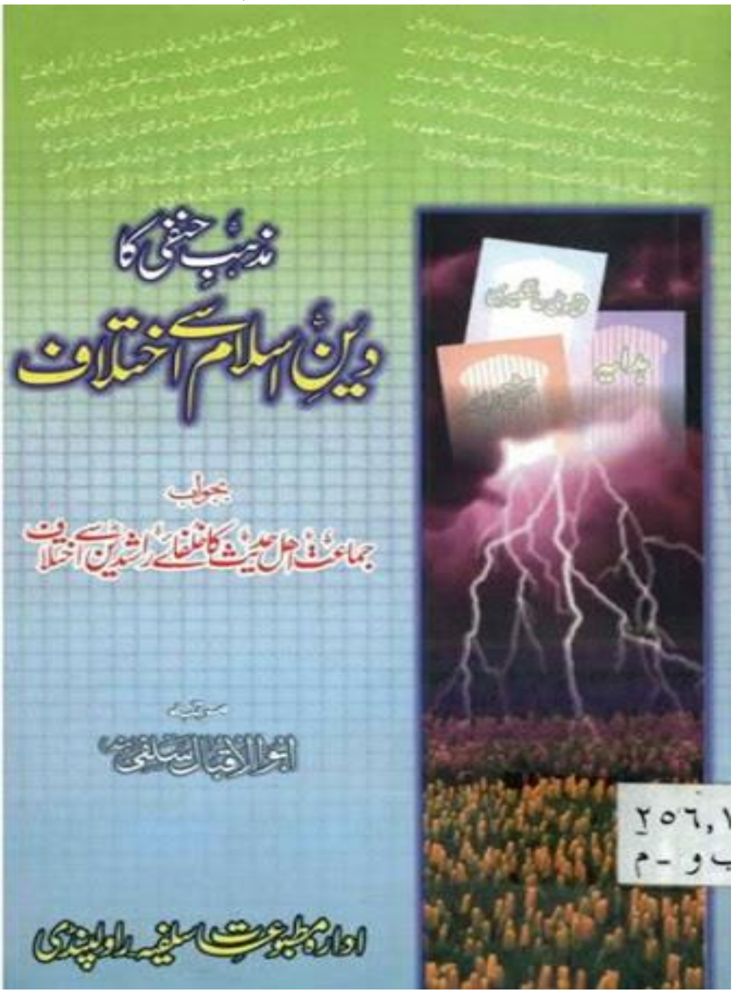

جماعت تراویح کے متعلق بالکل یہی بات شیعوں کے حوالے سے امام ابن تیمیہؒ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "شیعہ کے نزدیک نماز تراویح بدعت ہے: شیعہ مصنف لکھتا ہے: عمر نے تراویح کی بدعت جاری کی۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا، لوگو! رمضان کی راتوں میں نماز باجماعت بدعت ہے۔ چاشت کی نماز بھی بدعت ہے، لہٰذا رمضان کی راتوں میں جمع نہ ہوا کرو۔ صلوٰۃ الضحیٰ بھی نہ پڑھا کرو۔ عمر رات کو نکلے تو مساجد میں چراغ جلتے دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہم نفلی نماز کے لئے جمع ہوئے ہیں، فرمایا: یہ ہے تو بدعت مگر اچھی ہے"۔ (منہاج السنۃ النبویۃ اردو: ص۷۷۷)

قارئین کرام ذرا غور فرمائیں کہ غیر مقلد عالم اور شیعہ عالم کے الفاظ میں کتنی زیادہ مماثلت ہے کہ دونوں ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جاری کردہ سنت (نمازِ تراویح) کو بدعت و گمراہی قرار دے رہے ہیں۔

۵۔ اسی طرح وحید الزمان صدیقی اہل تقلید کی مخالفت اور اہل تشیع سے موافقت پر فخریہ کلمات ادا کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ولا یجوز تقلید المجتھد المیت وحکی بعضھم الاجماع علیہ و قیل یجوز و رجحہ الشیخ ابن القیم لان القول لایموت و تقلید السلف الاقوال الصحابۃ و تابعین تدل علی و قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ من کان متبعاً فلیستن بمن قدمات و خالفتنا فیہ المقلد و افقنا فیہ امامیۃ"۔ "فوت شدہ مجتہد کی تقلید جائز نہیں اور بعض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ جائز ہے، اور شیخ ابن قیم رحمہ اللہ نے اسی کو ترجیح دی ہے کیونکہ قول تو نہیں مرتا اور سلف صالحین نے جو اقوال صحابہ و تابعین کی تقلید کی ہے وہ اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے، اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے جو کسی کی اتباع کرنا چاہتا ہو اسے چاہیئے کہ فوت شدہ لوگوں کی اتباع کرے، اس بارے میں مقلدین نے ہماری مخالفت کی ہے اور فرقہ امامیہ ہمارے موافق ہے"۔ (ھدیۃ المھدی: ص ۱۱۲-۱۱۱)

قارئین کرام زرا غور فرمائیں کہ غیر مقلد عالم وحید الزمان صاحب یہاں شیعہ اماموں کو اپنی تائید میں پیش کر رہے ہیں اور اہل سنت والجماعت کی مخالفت کر رہے ہیں۔

۶۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی شیعوں کی طرح وضو میں پاؤں کے مسح کے قائل تھے: "قال ابن جریر من اصحابنا یتخیر المتوضی ان یغسل رجلیہ او یمسح علیھا لان ظاھر الکتاب ینطق بالمسح ولکن الصحابۃ اتفقوا علی الغسل الا ماروی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ و حکی عنہ الرجوع ویحکی من الشیخ ابن عربی جواز مسح الرجلین فی الوضوء و ھو المنقول عن عکرمۃ ووجدنا فی کتب الزیدیۃ والامامیۃ الروایات المتواترۃ عن آئمۃ اہل البیت رضی اللہ عنھم تشعر بجواز المسح"۔ "ہمارے اصحاب میں سے ابن جریر نے کہا ہے کہ وضو کرنے والے کو اختیار ہے چاہے وہ پاؤں دھوئے چاہے ان پر مسح کر لے۔ اس لئے کہ کتاب اللہ ظاہر مسح ہی کو بیان کرتی ہے، لیکن صحابہ کرامؓ دھونے پر متفق ہیں، مگر جو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے جس سے ان کا رجوع بھی منقول ہے، شیخ ابن عربی سے بھی پاؤں کے مسح کا جواز نقل کیا گیا ہے، اور یہی حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی۔ اور ہم نے زیدی اور امامی شیعوں کی کتابوں میں آئمہ اہل بیت کی متواتر روایات پائی ہیں جو مسح کے جواز کو ثابت کرتی ہیں"۔ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار: ج۱، ص۱۲)

اس اقتباس میں وحید الزمان غیر مقلد نے پاؤں کے مسح کا جواز ہی نقل نہیں کیا بلکہ اس کے خلاف غسل رجلین پر صحابہ کا اجماع بھی نکل کیا ہے، تعجب ہے کہ پھر بھی مسح کے جواز کے قائل ہیں اور اپنی تائید میں صحابہؓ اور اہل سنت کے آئمہ کو چھوڑ کر شیعوں کے اماموں سے متواتر روایات بیان کرتے ہیں، تو کیا یہ ان کے شیعہ ہونے کی اٹل دلیل نہیں ہے؟ کہ جن شیعی روایات کی تردید انہیں کرنی چاہیئے تھی وہ بڑے فخر سے اپنی تائید میں نقل کرتے ہیں۔

۷۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کہنے کے قائل تھے: ''ولو زاد بعد الحیعلتین حی علی خیر العمل فلا باس بہ''۔ ''اسمیں کوئی حرج نہیں کہ حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کہا جائے''۔ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار: ج۱، ص۵۹)

۸۔ تھوڑے پانی میں نجاست گر جانے پر پانی کے ناپاک نہ ہونے میں فرقہ غیر مقلدین اور شیعوں کی موافقت پر علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں: ''لا یفسد ماء البئر ولو کان صغیراً والماء فیہ قلیلاً بوقوع النجاسۃ''۔ ''کنویں کا پانی نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا خواہ وہ کنواں چھوٹا ہو اور پانی بھی اس میں کم ہو''۔ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار: ج۱، ص۳۱)

اسی طرح شیعہ کہتے ہیں: ''فان وقع فی البئر زمبیل من عذرۃ رطبۃ او یابس او زمبیل من سرقین فلا باس بالوضوء منھا ولا ینزح منھا شیئ''۔ ''کنویں میں پاخانے کی بھری ہوئی زنبیل گر گئی خواہ نجاست تر ہو یا خشک، یا گوبر والی زنبیل گر گئی، تو کوئی حرج نہیں، اس سے وضو کر سکتے ہیں اور اس میں سے پانی نکالنے کی کوئی ضرورت نہیں''۔ (من لا یحضرہ الفقیہ: ص۵)

۹۔ ساس کے ساتھ زنا کی وجہ سے بیوی کے حرام نہ ہونے میں فرقہ غیر مقلدین اور شیعوں کی موافقت پر علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں: ”وکذالک لو جامع ام امراتہ لا تحرم علیہ امراتہ“۔ ”اگر کسی شخص نے اپنے باپ کی بیوی سے زنا کیا بالغ ہو یا نابالغ، اس باپ پر وہ عورت حرام نہ ہو گی، اسی طرح اگر کسی نے اپنے بیٹے کی بیوی سے جماع کیا اس کے بیٹے پر وہ عورت حرام نہیں ہو گی، اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کی ماں (ساس) سے جماع کیا تو اس پر اس کی بیوی حرام نہیں ہو گی“۔ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار: ج ۲، ص ۲۸)

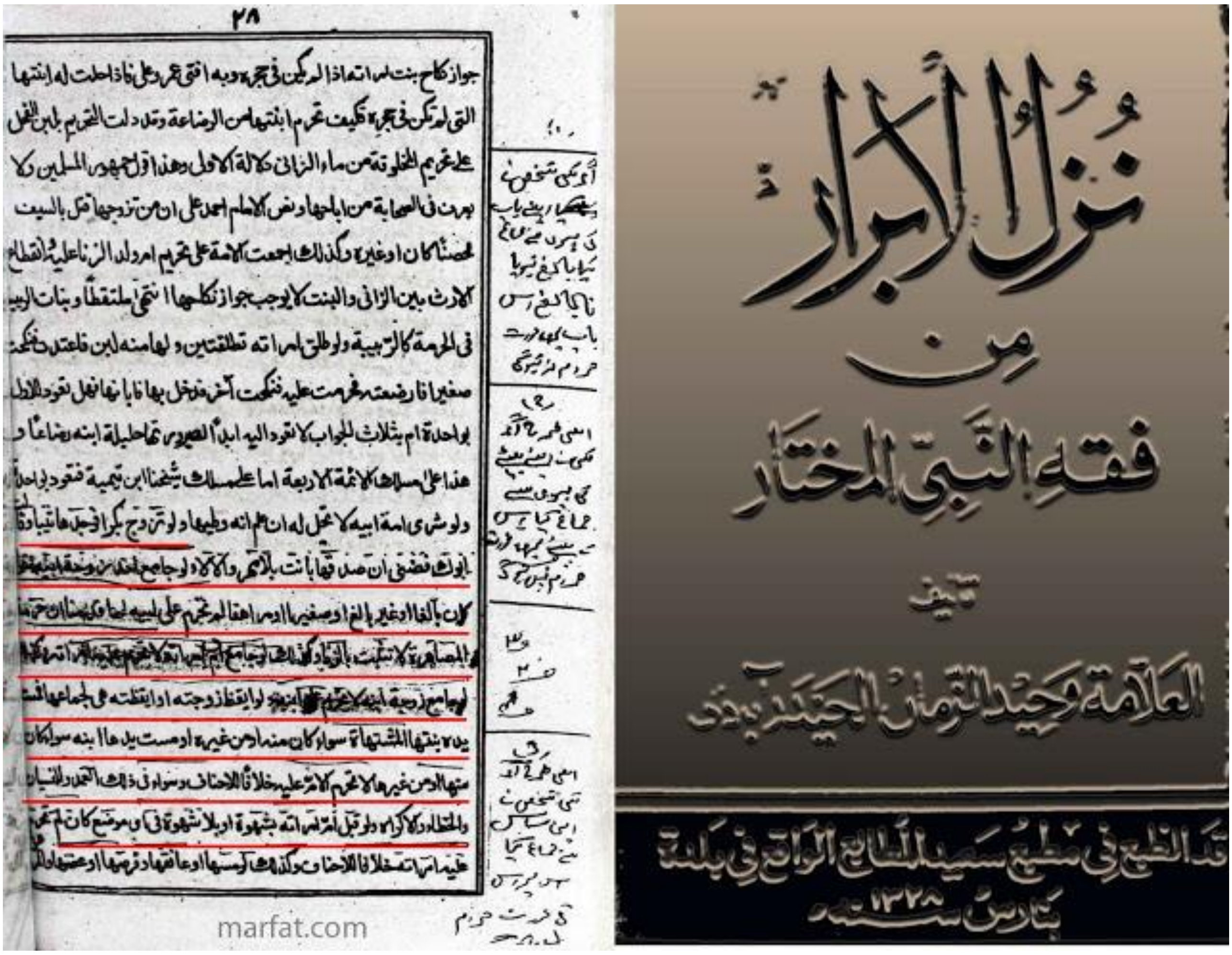

اسی طرح شیعہ کہتے ہیں: ”عن ابی جعفر علیہ السلام وانہ فی رجل زنا بام امراتہ او بابنتھا او باختھا فقال لا یحرم ذالک علیہ امراتہ“۔ ”حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی ساس یا اس کی پچھ لگ بیٹی یا اپنی سالی سے زنا کیا تو اس کی بیوی حرام نہیں ہو گی“۔ (فروع کافی: ج ۲، ص ۱۷۴)

۱۰۔ مشت زنی کے جواز میں فرقہ غیر مقلدین اور شیعوں کی موافقت پر نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں: ”وبالجملتہ استنزال المنی بکف یا چیزے از جمادات نزد دعائے حاجت مباح است لا سیما چوں فاعل ناشی از وقوع فتنہ یا معصیت کہ اقل احوالش نظر بازی است باشد کہ دریں حین مندوب است بلکہ گاہے گاہے واجب گرد“۔ ”ہاتھ سے منی نکالنا یا جمادات میں سے کسی چیز کے ساتھ رگڑ کر جبکہ اس کا تقاضہ ہو بالکل مباح ہے، بالخصوص جبکہ فاعل کو فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو جس کی کم از کم حد

نظر بازی ہے، تو ایسے وقت میں مستحب ہے بلکہ کبھی تو واجب ہو جاتی ہے۔ جس وقت اس کے سوا گناہ سے بچنا ناممکن ہو۔ بعض اہل فن نے اس کا ارتکاب صحابہ سے بھی نقل کیا ہے جبکہ وہ اپنے اہل سے دور ہوتے تھے"۔ (عرف الجادی من جنان ھدی الھادی: ص ۲۱۴۔۲۱۵)

اسی طرح مشت زنی کے جواز پر شیعہ کہتے ہیں: "عن ابی عبداللہ علیہ السلام سالتہ عن الدلک قال ناکح نفسہ لا شئی علیہ"۔ "امام جعفر علیہ السلام سے مشت زنی کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ اپنے وجود سے فعل کرتا ہے اس پر کوئی مواخزہ نہیں"۔ (فروع کافی: ج ۲، ص ۲۳۴)

۱۱۔ عورتوں کے ساتھ وطی فی الدبر میں فرقہ غیر مقلدین اور شیعوں کی موافقت پر غیر مقلد عالم وحید الزمان صدیقی لکھتے ہیں: "ووطی الازواج و الاماء فی الدبر"۔ "اہل حدیث عورتوں اور باندیوں کی دبر میں وطی کرنے کے جواز کا انکار نہیں کرتے"۔ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار: ج ۲، ص ۱۳۵)

غیر مقلد عالم وحید الزمان صدیقی صحیح بخاری شریف کے جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۳۷ تا ۳۸ پر سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۸۶ "نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ" کی تفسیر کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: "اسحاق بن راہویہ کی روایت میں اس کی صراحت ہے کہ (یہ آیت) عورتوں سے دبر میں جماع کرنے کے باب میں اتری۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی اباحت منقول ہے۔ اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ بھی پہلے اسکے قائل تھے۔ حاکم نے کہا! جدید قول شافعیؒ کا یہ ہے کہ یہ حرام ہے"۔ اس کے بعد اگلے صفحے پر لکھتے ہیں: "یہ لفظ (دُبر میں) امام بخاری نے چھوڑ دیا۔ اس کو طبرانی نے وصل کیا۔ اس میں صاف یوں ہے کہ آیت وطی فی الدُبُر کی اجازت میں اتری۔ تو آیت سے وطی فی الدُبُر کا جواز نکلے گا۔ مگر بہت سی حدیثیں اس کی ممانعت میں وارد ہوئی ہیں۔ ان سے آیت کا عموم خاص ہو سکتا ہے۔ اور ایک جماعت اہلحدیث جیسے بخاری، زیلعی، بزاز، نسائی اور ابو علی نیشاپوری اسی طرف گئی ہے کہ وطی فی الدبر کی ممانعت میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ میں کہتا ہوں اس حدیث کے کئی طریق ہیں اور سب طریق ملا کر حجت لینے لائق ہو جاتی ہے۔ ان حدیثوں سے آیت کی تخصیص کر لینا بہتر ہے۔ مطلب یہ کہ آیت سے وطی فی الدبر کا جواز نکلتا ہے"۔

ف جیسے اس آیت میں ہے کہ پیغمبر اور مسلمان اللہ کی مدد دور اور مستبعد سمجھ کر یہ کہنے لگے متی نصر اللہ ایسے ہی سورۂ یوسف کی آیت کا مطلب ہے کہ جب پیغمبر اللہ کی مدد سے ناامید ہو گئے اور سمجھے کہ اللہ نے جو وعدہ مدد کا فرمایا تھا۔ وہ سچ نہ تھا اور مطلب یہ ہوگا کہ پیغمبروں کو یہ ڈر ہوا کہ انکی امت کے لوگ انکو جھوٹا سمجھیں گے مشہور قرأت تو تخفیف کیساتھ ہے اس صورت میں بعضوں نے یوں معنی کیا ہے کہ انکی قوم کے لوگ یہ سمجھے کہ پیغمبروں سے جو وعدہ کیا گیا تھا وہ غلط تھا بعضوں نے کہا پیغمبروں کو بھی ایسا وسوسہ آنے سے کوئی امر مانع نہیں ہے۔ معاذ اللہ کہیں پیغمبر بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ جھوٹا سمجھ سکتے ہیں۔

بَابُ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ.

باب۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم۔ کی تفسیر

٥٠۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ لَمْ يَتَكَلَّمْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ، فَأَخَذْتُ عَلَيْهِ يَوْمًا فَقَرَأَ سُورَةَ الْبَقَرَةِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَكَانٍ قَالَ: تَدْرِي فِيمَ أُنْزِلَتْ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: أُنْزِلَتْ فِي كَذَا وَكَذَا ثُمَّ مَضَى، وَعَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنِي أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ. فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ. قَالَ: يَأْتِيهَا فِي. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا کہا ہم کو نضر بن شمیل نے خبر دی۔ کہا ہم کو عبداللہ بن عون نے۔ انہوں نے نافع سے۔ انہوں نے کہا۔ ابن عمرؓ جب قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ تو تلاوت سے فارغ ہونے تک بات نہ کرتے ایک دن میں انکے پاس گیا وہ قرآن شریف میں سے سورۂ بقرہ یاد سے پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے نساؤکم حرث لکم الخ تو مجھ سے کہنے لگے۔ تو جانتا ہے یہ آیت کس باب میں اتری۔ میں نے کہا۔ نہیں۔ ابن عمرؓ نے کہا۔ فلاں فلاں باب میں اتری پھر تلاوت کرنے لگے اور عبدالصمد بن عبدالوارث سے روایت ہے کہ کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہا مجھ سے ایوب نے۔ انہوں نے نافع سے۔ انہوں نے ابن عمرؓ سے انہوں نے کہا۔ اس آیت سے یہ مراد ہے کہ مرد عورت سے دُبر میں جماع کرے ف اس حدیث کو محمد بن یحییٰ بن سعید قطان نے بھی اپنے والد سے انہوں نے عبیداللہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ف

ف اس روایت میں یہ صراحت نہیں ہے۔ کہ کس باب میں اتری۔ اسحاق بن راہویہ کی روایت میں اسکی صراحت ہے کہ عورتوں سے دُبر میں جماع کرنے کے باب میں اتری۔ ابن عمرؓ سے اسکی اباحت منقول ہے۔ اور امام مالکؒ اور شافعیؒ بھی پہلے اسکے قائل تھے۔ حاکم نے کہا۔ جدید قول شافعیؒ کا یہ ہے کہ یہ حرام ہے۔ حافظ نے کہا بہت سی حدیثیں اس کے منع میں وارد ہیں۔ اور قرآن کے عموم کی اُن سے تخصیص ہو سکتی ہے۔ حاکم نے مناقب شافعیؒ میں نقل کیا ہے کہ

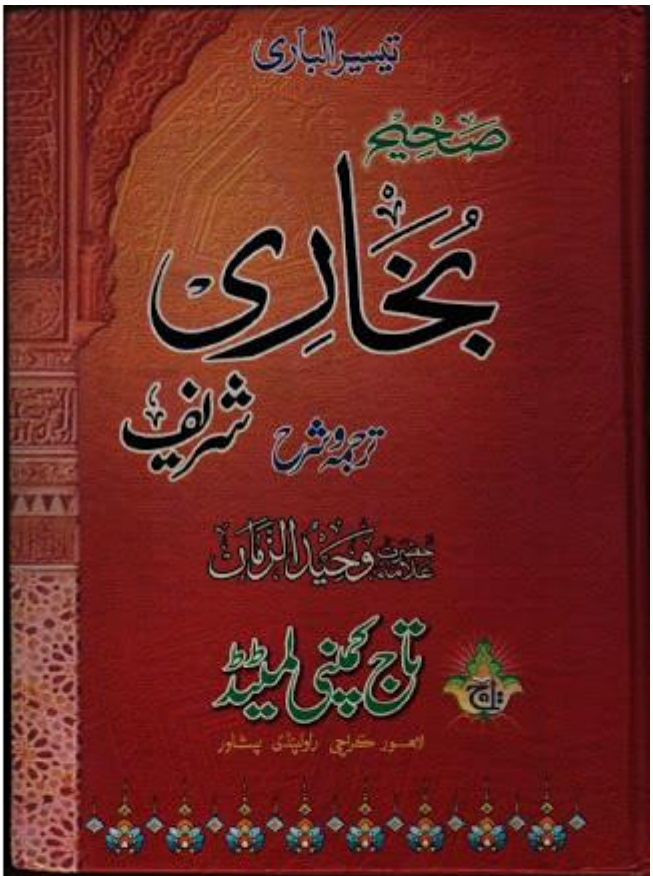

امام شافعیؒ اور امام محمدؒ میں وطی فی الدبر کے باب میں بحث ہوئی۔ امام محمدؒ نے کہا۔ حرث تو فرج ہی ہے۔ دُبر حرث یعنی کھیتی نہیں ہے۔ شافعیؒ نے کہا۔ پھر اگر کوئی ران میں یا پنڈلیوں میں جماع کرے تو اسکو حرام کہنا چاہیئے۔ امام محمدؒ اس کا کوئی جواب نہ دے سکے۔ ف یہ لفظ (دُبر میں) امام بخاریؒ نے چھوڑ دیا۔ اس کو ابن جریر نے موصول کیا ہے اسمیں صاف مذکور ہے۔ یاتیہا فی الدبر۔ ف اسکو طبرانی نے وصل کیا۔ اس میں صاف یوں ہے۔ کہ یہ آیت وطی فی الدُبر کی اجازت میں اتری۔

٥١۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ: سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتِ الْيَهُودُ تَقُولُ: إِذَا جَامَعَهَا مِنْ وَرَائِهَا جَاءَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ، فَنَزَلَتْ. نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوریؒ نے انہوں نے محمد بن منکدر سے انہوں نے کہا میں نے جابرؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے۔ یہودیوں کا یہ خیال تھا کہ جب مرد عورت کے پیچھے کی طرف سے اس کے فرج میں جماع کرے۔ تو لڑکا بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم۔ ف

ف یعنی کیف شئتم یعنی جس طرح چاہو۔ لٹا کر، بٹھا کر، کھڑا کر کے مگر ہر حالت میں دخول فرج میں ہونا چاہیئے نہ دُبر میں۔ اکثر علماء نے اس آیت کے یہی معنی رکھے ہیں۔ بعضوں نے کہا۔ انی اَین کے معنوں میں ہے یعنی جہاں چاہو۔ قُبل یا دُبر میں۔ اور وطی فی الدبر کو انہوں نے جائز رکھا ہے۔ لیکن یہ قول مرجوح ہے۔ مازری نے کہا اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ جو وطی فی الدبر کو درست کہتا ہے۔ وہ انّی کو این کے معنوں میں لیتا ہے۔ جو حرام کہتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ آیت یہود کے رد میں اتری تو اس کا مطلب یہی ہوگا۔ کہ آگے سے جماع کرو۔ یا پیچھے سے مگر جماع میں جماع فرج میں ہونا چاہیئے۔ حافظ نے کہا عموم لفظ کا اعتبار ہوا کرتا ہے۔ نہ خصوص سبب کا۔ تو آیت سے وطی فی الدُبر کا جواز نکلے گا۔ مگر بہت سی حدیثیں اسکی ممانعت میں وارد ہوئی ہیں۔ اُن سے آیت کا عموم خاص ہو سکتا ہے اور ایک جماعت اہلحدیث جیسے بخاری، ذہلی، بزار، نسائی، اور ابو علی نیشاپوری اس طرف گئی ہے کہ وطی فی الدبر کی ممانعت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں اس حدیث کے کئی طریق ہیں اور سب طریق ملا کر وہ حجت لینے کے لائق ہو جاتی ہے۔ جیسے خزیمہ بن ثابت کی حدیث اس کو امام احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا۔ ابن حبان نے اس کو صحیح کہا اسی طرح ابوہریرہؓ کی حدیث اسکو ترمذی اور امام احمد نے نکالا۔ ابن حبان نے اسکو بھی صحیح کہا۔ اور ترمذی نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً نکالا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف دیکھے گا بھی نہیں۔ جو مرد یا عورت سے دُبر میں جماع کرے۔ اس کو ابن حبان نے صحیح کہا۔ ان حدیثوں سے آیت کی تخصیص کر لینا بہتر ہے مطلب یہ ہے کہ آیت سے وطی فی الدبر کا جواز نکلتا ہے مگر احادیث سے اس کی ممانعت ثابت ہے۔

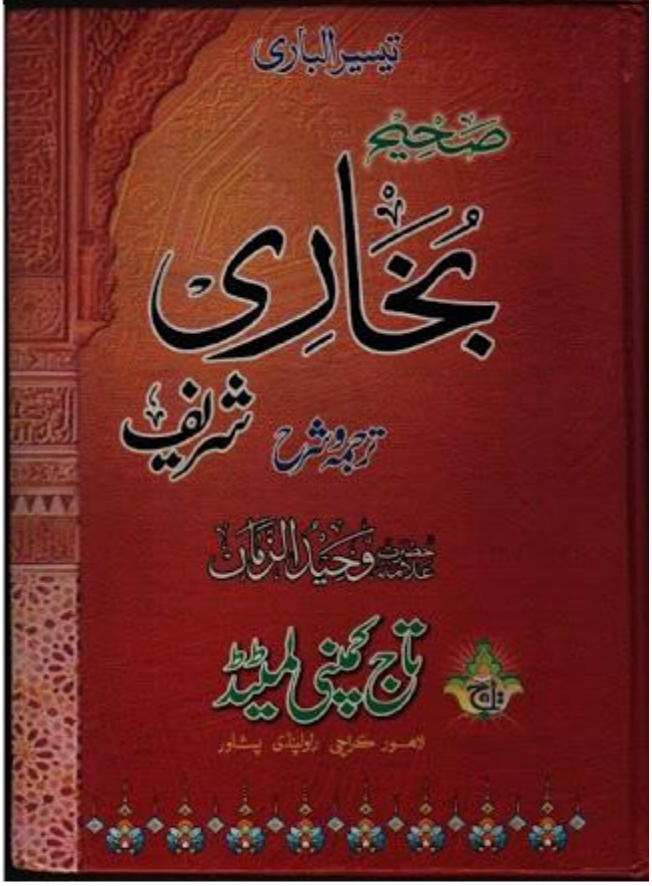

معزز قارئین! آپ کو بتاتے چلیں کہ یہ برا کام فرقہ غیر مقلدین کی طرح شیعہ مذہب میں بھی جائز ہے، جیسا کہ خمینی صاحب لکھتے ہیں: "والأقوى والأظهر جواز وطيئ الزوجة مع الدبر على كراهية شديدة"۔ "قوی ترین اور راجح بات یہ ہے کہ شدید کراہت کے باوجود بیوی کی دبر میں جماع کرنا جائز ہے"۔ (تحرير الوسيلة للخميني: ج۲، ص۲۴۱، مسئلہ نمبر ۱۱)

اسی طرح عورتوں کے ساتھ وطی فی الدبر کے جواز میں شیعہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں: "عن حماد بن عثمان قال سالت ابا عبدالله عليه

السلام عن الرجل یاتی المراۃ فی ذالک الموح وفی البیت جماعۃ وقال لی ورفع صوتہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کلف مملو کہ مالا یطیق فلیبعہ ثم نظر فی وجوہ اہل البیت ثم اصغی الی فقال لا باس بہ"۔"حماد بن عثمان روایت کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق سے دریافت کیا کہ اپنی عورت کی دبر میں دخول کر سکتا ہے؟ آپ نے بلند آواز سے یہ فرمایا کہ اپنے غلام سے اس کی طاقت سے بڑھ کر کام لینا جائز نہیں بلکہ اسے فروخت کر دینا چاہیئے، پھر اپنے اہل بیت کے چہروں کو دیکھ کر میری طرف سر جھکایا اور فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں"۔(الاستبصار:ج۲،ص۱۳۰)

۱۲۔ خنزیر کے اجزاء کے ناپاک نہ ہونے میں فرقہ غیر مقلدین اور شیعوں کی موافقت پر وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں:" شعر المیتہ والخنزیر طاھر و کذا عظمھا و عصبھا و حافرھا و قرنھا "۔"مردار کے بال اور خنزیر کے بال پاک ہیں اور ایسے ہی ان کی ہڈیاں اور ان کا پٹھا اور ان کے کھر اور ان کے سینگ پاک ہیں"۔ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار:ج۱،ص۳۰)

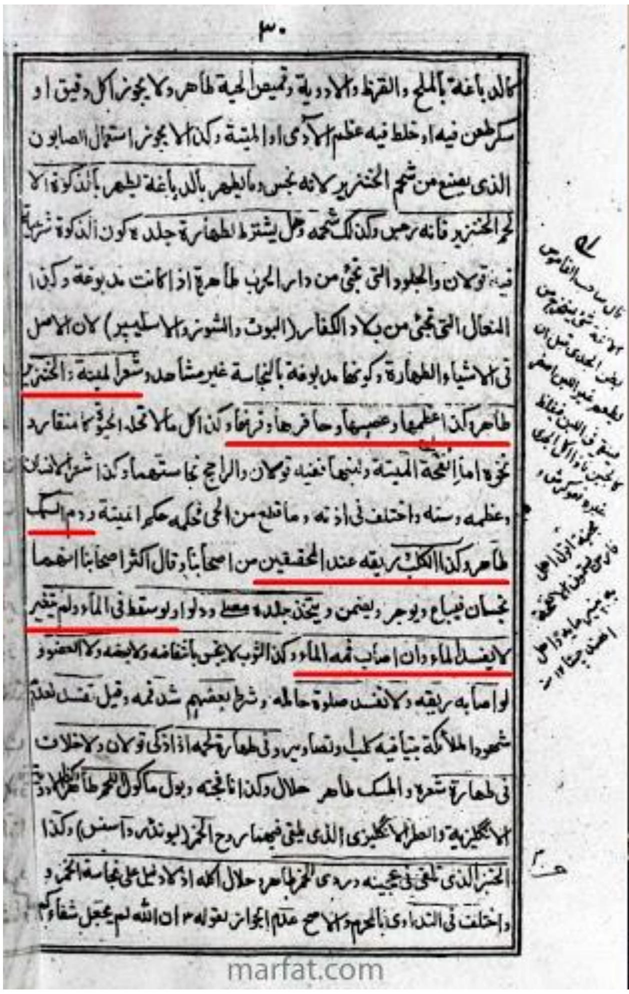
۳۰

کالدباغۃ بالملح والقرظ والادویۃ وقمیص الحیۃ طاھر ولا یجوز اکل دقیق او سکر طحن فیہ او خلط فیہ عظم الآدمی او المیتۃ وکذا لا یجوز استعمال الصابون الذی یصنع من شحم الخنزیر لانہ نجس وما یطھر بالدباغۃ یطھر بالذکوۃ الا لحم الخنزیر فانہ رجس وکذا شحمہ وھل یشترط الطھارۃ جلدہ لکون الذکوۃ شرعیۃ فیہ قولان والجلود التی تجئ من دار الحرب طاھرۃ اذا کانت مدبوغۃ وکذا النعال التی تجئ من بلاد الکفار (البوٹ والشوز والاسلیپر) لان الاصل فی الاشیاء الطھارۃ وکونھا مدبوغۃ بالنجاسۃ غیر مشاھد وشعر المیتۃ والخنزیر طاھر وکذا عظمھا وعصبھا وحافرھا وقرنھا وکذا اکل مالا تحلہ الحیوۃ منقارہ نحوہ اما انفحۃ المیتۃ ولبنھا ففیہ قولان والراجح نجاستھما وکذا شعر الانسان وعظمہ وسنہ واختلف فی اذنہ وما قطع من الحی فحکمہ حکم المیتۃ ودم السمک طاھر وکذا الکلب ریقہ عند المحققین من اصحابنا وقال اکثر اصحابنا انھما نجسان فیباع ویوجر ویضمن ویتخذ جلدہ مصلی ودلوا ولو سقط فی الماء ولم یتغیر لا ینجس الماء وان اصاب فمہ الماء وکذا الثوب لا یجب باتخاذہ ولا یبیعہ ولا العضو لو اصابہ ریقہ ولا تفسد صلوۃ حاملہ وشرط بعضھم شد فمہ وقیل تفسد لعدم شھود الملائکۃ بیتا فیہ کلب وتصاویر وفی طھارۃ لحمہ اذا ذکی قولان ولا خلاف فی طھارۃ شعرہ والمسک طاھر حلال وکذا انفحتہ وبول ماکول اللحم طاھر وکذا الانگلیزیۃ والعطر الانگلیزی الذی یلقی فیھما روح الخمر (یوڈی کلون واسنس) وکذا الخبز الذی یلقی فی عجینہ دردی الخمر طاھر حلال اکلہ اذ لا دلیل علی نجاسۃ الخمر واختلف فی التداوی بالمحرم والاصح عدم الجواز لقولہ ان اللہ لم یجعل شفاءکم

marfat.com

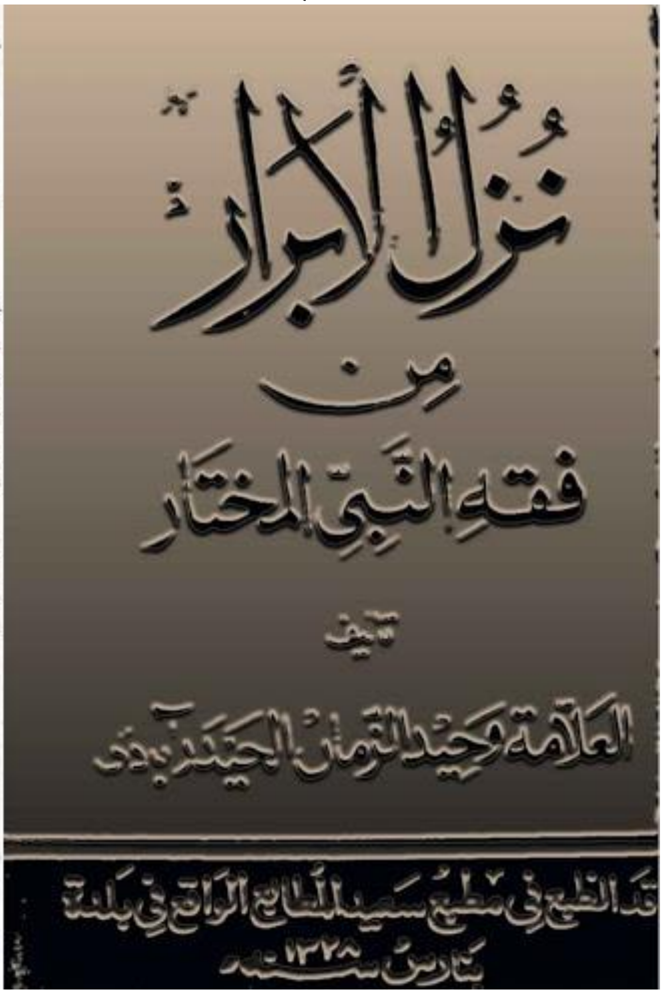

نیز وحید الزمان حیدر آبادی یہ بھی لکھتے ہیں: "خون حیض کے علاوہ باقی تمام خون، منی، رطوبت فرج، خمر حلال و حرام جانور کا پیشاب یہ سب چیزیں پاک ہیں"۔"اہلحدیث کا راجح مذہب یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کا لعاب پاک ہے"۔ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار:ج۱،ص۴۹)

اسی طرح شیعہ کہتے ہیں:"عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال سالتہ من الحبل یکون من شعر الخنزیر یستسقٰی بہ الماء من البئر ھل یتوضأ من ذالک الماء قال لاباس بہ"۔"زرارہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ خنزیر کے بالوں کی رسی سے

کنویں میں سے پانی نکالیں تو اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔"قال العشر و الصوف کلہ ذکی "آپ نے فرمایا اسکے بال اور اون سب پاک ہیں"۔(فروع کافی: ج ۲، ص ۱۰۳)

۱۳۔ قارئین جانتے ہیں کہ کتا نجس ہے، جو کہ اگر کنویں میں گر جائے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اور اس کا سارا پانی نکالنا ضروری ہوتا ہے۔ مگر شیعون کے ہاں صرف پانچ ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہو جاتا ہے، لیکن غیر مقلدین کے ہاں تو پانچ ڈول نکالنے کی بھی ضرورت نہیں جیسا کہ فرقہ غیر مقلدین کے عالم وحید الزمان صدیقی نزل الابرار میں لکھتے ہیں:"ودم السمک طاہر وکذالک الکلب وریقہ عند المحققین۔ ولو سقط فی الماء ولم یتغیر لا یفسد الماء وان اصاب فمہ الماء"۔"اور مچھلی کا خون پاک ہے اور ایسے ہی کتا اور اس کا تھوک بھی پاک ہے۔ اگر کتا پانی میں گر جائے اور پانی کے اوصاف تبدیل نہ ہوں تو پانی پلید نہیں ہو گا۔ اگر چہ اس کا منہ پانی میں ڈوب جائے"۔ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار: ج ۱، ص ۳۰)

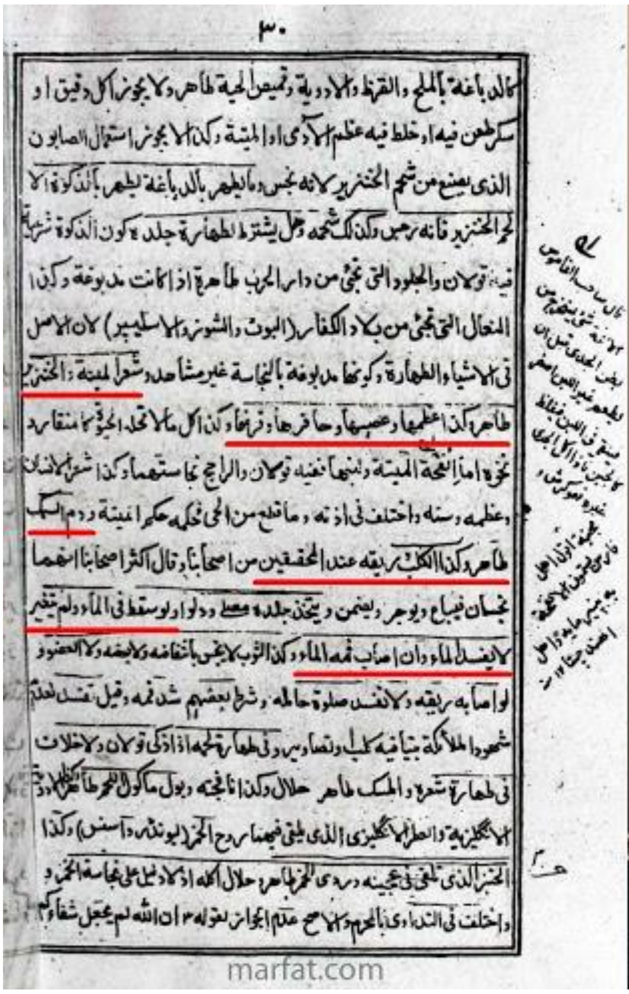
۳۰

کالدباغۃ بالملح والقرظ والادویۃ وقمیص الحیۃ طاہر ولا یجوز اکل دقیق او سکر طحن فیہ او خلط فیہ عظم الآدمی او المیتۃ وکذا لا یجوز استعمال الصابون الذی یصنع من شحم الخنزیر لانہ نجس وما یطہر بالدباغۃ یطہر بالذکوۃ الا لحم الخنزیر فانہ رجس وکذلک شحمہ وھل یشترط الطہارۃ جلد ہ کون الذکوۃ شرعیۃ فیہ قولان والجلود التی تجیٔ من دار الحرب طاہرۃ اذا کانت مدبوغۃ وکذا النعال التی تجیٔ من بلاد الکفار (البوٹ والشو والاسلیپر) لان الاصل فی الاشیاء والطہارۃ وکونہا مدبوغۃ بالنجاسۃ غیر مشاہد وشعر المیتۃ والخنزیر طاہر وکذا عظمہا وعصبہا وحافرہا وقرنہا وکذا اکل ما لا تحلہ الحیوۃ منہا نحوہ اما الانفحۃ المیتۃ ولبنہا ففیہ قولان والراجح نجاستہما وکذا شعر الانسان وعظمہ وسنہ واختلف فی اذنہ وما قطع من الحی فحکمہ حکم المیتۃ ودم السمک طاہر وکذا الکلب وریقہ عند المحققین من اصحابنا وقال اکثر اصحابنا انہما نجسان فیباع ویوجر ویضمن ویتخذ جلدہ مصلے ودلوا ولو سقط فی الماء ولم یتغیر لا یفسد الماء وان اصاب فمہ الماء وکذا الثوب لا یجب بانتفاضہ ولا بعضہ ولا العضو لو اصابہ ریقہ ولا تفسد صلوۃ حاملہ وشرط بعضہم شد فمہ وقیل تفسد لعدم شہود الملائکۃ بیتا فیہ کلب وتصاویر وفی طہارۃ لحمہ اذا ذکی قولان ولا خلاف فی طہارۃ شعرہ والمسک طاہر حلال وکذا نافجتہ وبول ماکول اللحم طاہر وکذا الانگلیزیۃ والعطر الانگلیزی الذی یلقی فیہما روح الخمر (لونڈر واسنس) وکذا الخبز الذی یلقی فی عجینہ ردی الخمر طاہر حلال اکلہ اذ لا دلیل علی نجاسۃ الخمر واختلف فی التداوی بالمحرم والاصح عدم الجواز لقولہ ان اللہ لم یجعل شفاءکم

marfat.com

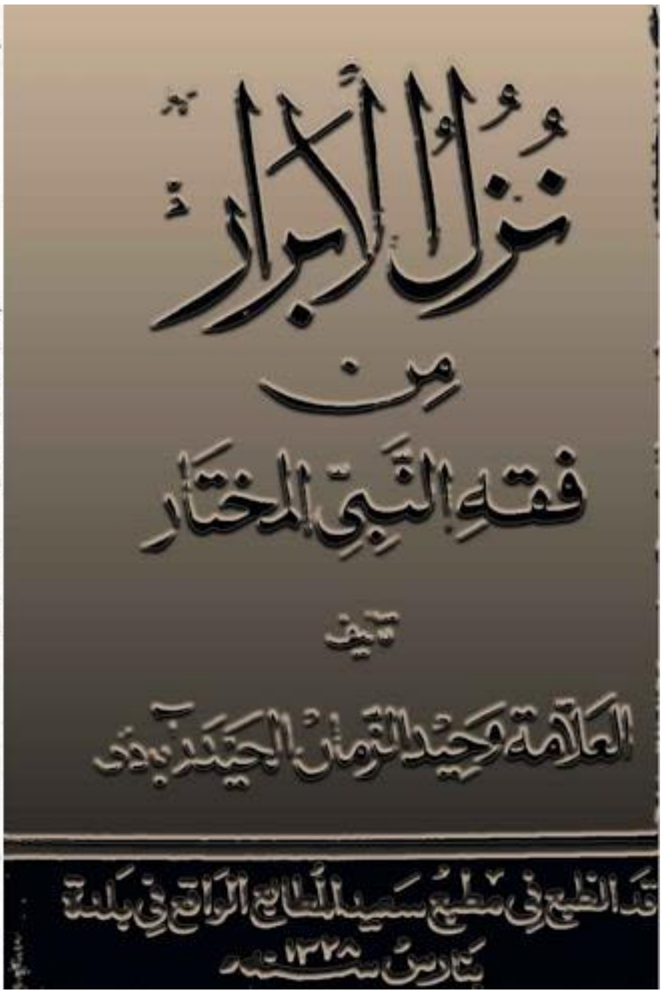

اسی طرح شیعہ کہتے ہیں:"بکیف خمس ولاء"۔"تجھے پانچ ڈول کافی ہیں"۔(فروع کافی: ج ۱، ص ۴)

۱۴۔ فرقہ غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی بھی کچھ اسی طرح کے غلیظ فتوے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:"حلال جانور کا ہر جزء حلال ہے۔(آنتیں، آلہ تناسل، دونوں بیضے، فرج یعنی مادہ جانور کے پیشاب کا مقام، غدہ یعنی غدود، مثانہ یعنی پھکنا اور پِتا)"۔ (فتاویٰ نذیریہ: ج ۳، ص ۳۲۱-۳۲۰)

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی بیوی ہندہ فوت ہوگئی اب زید کو اس کا جنازہ اٹھانا اور منہ دیکھنا، اور غسل دینا، اور قبر میں اتارنا حلال ہے یا حرام، اور ائمہ دین میں سے کس کے نزدیک حلال ہے، اور کس کے نزدیک حرام؟

(۲) بکری یا بکرے کی کھال و آنکھیں و کان و بیضہ و غدود و حرام مغز وغیرہ کتنی چیزیں حلال ہیں اور کتنی حرام۔ بینوا توجروا۔

جواب سوال دوم۔ بکری وغیرہ جتنے جانور حلال ہیں ان کے تمام اجزا حلال ہیں، ان کی کوئی چیز حرام نہیں ہے، ہاں دم مسفوح البتہ حرام ہے، کہ اس کی حرمت صریح قرآن مجید میں آئی ہے، اس کے سوا باقی اور تمام چیزیں حلال ہیں کیونکہ ان کی حرمت ثابت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ علی محمد عفی عنہ۔

دونوں جواب صحیح ہیں، اور دوسرے جواب کی یہی دلیل کافی ہے، کہ ان کی حرمت پر کوئی دلیل قائم نہیں ہے، واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ کتبہ محمد بشیر عفی عنہ

سید محمد نذیر حسین

ھوالموفق:- کتب حنفیہ میں لکھا ہے، کہ حلال جانور کی سات چیزیں مکروہ ہیں (۱)

فتاوی نذیریہ جلد سوم ۳۲۱ کتاب الاطعمة والصید الخ

دم مسفوح یعنی خون جاری (۲) ذکر یعنی آلہ تناسل (۳) خصیتان یعنی دونوں بیضے (۴) فرج یعنی مادہ جانور کے پیشاب کا مقام ہے (۵) غدہ یعنی غدود (۶) مثانہ یعنی پھکنا (۷) مرارہ یعنی پتا، عند الحنفیہ ان ساتوں چیزوں میں سے پہلی چیز یعنی خون جاری حرام ہے، اور باقی چھ چیزیں مکروہ تنزیہی ہیں اس مطلوب پر علمائے حنفیہ دو دلیلیں پیش کرتے ہیں، ایک تو یہ کہ خون جاری کی حرمت قرآن مجید سے ثابت ہے، اور باقی چھ چیزیں ایسی ہیں کہ نفوس انسانیہ ان کو خبیث جانتے ہیں۔ قال فی العمادیۃ والحرام منھا واحد وھو الدم المسفوح لقولہ تعالیٰ حرمت علیکم المیتۃ والدم الآیۃ والباقی من السبعۃ مکروہ لانہ مما یستخبثہ الانفس وما سوی ذلک مباح علی اصلہ لان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ انتہی۔ اور دوسری دلیل مجاہد کی مرسل روایت ہے

۱۵۔اسی طرح غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی جمع بین الصلوٰتین میں شیعوں کی موافقت میں لکھتے ہیں: "الجمع بين الصلوتين من غير عزر ولا سفر ولا مطر جائز عند اہل حديث و التفريق افضل و اشترط بعضهم ان لا يتخذوه عادة و رواه امامية كتبهم عن العترة الطاهرة"۔ "اہل حدیث کے نزدیک بغیر کسی عذر، بغیر کسی سفر، بغیر کسی بارش کے بھی، دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا جائز ہے۔ اور تفریق افضل ہے، اور بعضوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ لوگ اسے عادت نہ بنالیں اور جمع بین الصلوٰتین کو امامیہ نے اپنی کتابوں میں آل پاک سے روایت کیا ہے"۔ (ھدیۃ المھدی: ص ۱۰۹)

اس کے برعکس رسول اللہ ﷺ سے صرف میدان عرفات میں ظہر اور عصر کی جمع تقلدین اور مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی جمع تاخیر ثابت ہے، اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں بھی بلا عزر شرعی جمع نہیں فرمائی۔ جمع بین الصلوٰتین بلا عذر تمام ائمہ اربعہ کے نزدیک ناجائز ہے، لیکن فرقہ غیر مقلدین اپنے زیدی شیعہ آباؤ اجداد کی اندھی تقلید میں جمع بین الصلوٰتین کے قائل ہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث سے اس کی واضح طور پر نفی ثابت ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ:"إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا"۔"بے شک نماز تو مومنوں پر مقررہ وقت پر فرض ہے"۔[سورہ النساء:۱۰۳]

اسی طرح صحیح بخاری کی حدیث سے بھی اس بات کی واضح دلیل ملتی ہے کہ:"حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ قَالَ سَالِمٌ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُهُ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ وَيُقِيمُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتَّى يُقِيمَ الْعِشَاءَ"۔"عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا ہے، جب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سفر میں جانے کی جلدی ہوتی تو نماز مغرب کو مؤخر کرتے، یہاں تک کہ مغرب اور عشاء کو جمع کرتے۔ سالم کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اسی طرح کرتے، جب ان کو سفر کی جلدی ہوتی، اور نماز مغرب کا وقت قائم ہو جاتا تو تین رکعت نماز مغرب پڑھتے، پھر سلام پھیر کر تھوڑی دیر انتظار کرتے حتیٰ کہ عشاء کا وقت قائم ہو جاتا"۔(صحیح البخاری: ج ۲، کتاب تقصیر الصلاۃ، بَابُ هَلْ يُؤَذِّنُ أَوْ يُقِيمُ إِذَا جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، رقم الحدیث ۱۱۰۹)

اس کی ایک اور واضح دلیل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:"أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا إِلَّا بِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ"۔"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ہمیشہ اپنے وقت پر پڑھا کرتے تھے سوائے مزدلفہ اور عرفات کے"۔(سنن نسائی: ج ۳، کتاب المناسک الحج، رقم الحدیث ۳۰۱۰)

۱۶۔ نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے میں فرقہ غیر مقلدین اور شیعوں کی موافقت پر علامہ وحید الزمان صدیقی صاحب لکھتے ہیں:"ولا باس ان یدعو فی قنوتہ بما شاء فیرفع یدیہ الی صدرہ یبسطھما و بطو نھا نحو السماء"۔"اس میں کوئی حرج نہیں کہ قنوت میں جو دعا پڑھے بس ہاتھوں کو اپنے سینے کے برابر تک اٹھا کر کھول لے ان کی ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں"۔ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار: ج ۱، ص ۱۲۳)

وحید الزمان حیدر آبادی اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:"ویجوزون الدعاء برفع الایدی فی الصلوٰۃ ای دعاء کان ولو من قبیل ما یسال عن الناس"۔"اہل حدیث ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کو جائز کہتے ہیں خواہ کوئی سی دعا ہو خواہ ایسی دعا ہو جو لوگوں سے بھی مانگی جا سکتی ہے"۔ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار: ج ۱، ص ۱۱۰)

"جنازہ کی قرات اور دعائیں جہراً پڑھنی سنت ہے"۔(فتاویٰ علمائے حدیث: ج ۵، ص ۱۵۲)

اسی طرح غیر مقلد عالم ثناء اللہ امرتسری بھی یہی لکھتے ہیں:"جنازہ کی نماز میں سورۃ فاتحہ اور اس کے بعد کی سورۃ بآواز بلند جہراً پڑھنا جائز بلکہ سنت ہے"۔(فتاویٰ ثنائیہ: ج ۲، ص ۵۶)

قارئین کرام اس بات سے بخوبی آگاہ ہونگے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک نماز جنازہ چونکہ دعا ہی کی ایک صورت ہے، اور دعا کو آہستہ پڑھنے کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے، اسلئے امت مسلمہ بالاجماع جنازہ کی دعائیں آہستہ پڑھنے کی قائل ہے۔ جیسا کہ غیر مقلد عالم قاضی

شوکانی نے بھی یہی نقل کیا ہے کہ:"مذهب الجمهور الى انه لا يستحب الجهر فى صلوة الجنازة تمسكوا بقول ابن عباس رضى الله عنه المتقدم لم اقرا اى جهراً الا لتعلموا انه سنة و بقوله فى حديث ابى امامة سراً فى نفسه"۔"جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ نماز جنازہ میں جہر مستحب نہیں، اور انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول سے جو پیچھے گزرا دلیل پکڑی ہے، آپ نے فرمایا کہ میں نے جہراً اسلئے پڑھا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ پڑھنا سنت ہے، اور جمہور نے حضرت امامہ کے اس قول "سراً فی نفسہ" سے بھی استدلال کیا ہے۔ جس کا مطلب ہے اپنے جی میں پڑھو"۔(نیل الاوطار: ج۴، ص۶۶)

اسی طرح فقہ حنبلی کی مشہور کتاب المغنی ابن قدامہ میں بھی یہی لکھا ہے کہ:"ويسر القرات والدعا فى صلة الجنازة لا نعلم بين اهل العلم فيه خلافها"۔"نماز جنازہ میں قرأت اور دعا آہستہ پڑھے اس سلسلہ میں ہم اہل علم میں کوئی اختلاف نہیں جانتے"۔(المغنی ابن قدامہ: ج۲، ص۴۸۶)

اس کے ساتھ ہی ہمارے پاس نماز میں دعا کے لئے ہاتھ نہ اٹھانے کی مرفوع حدیث موجود بھی ہے:"عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَحْيَى قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرَ رضى الله عنہما وَرَأَى رَجُلًا رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ. فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهَا قَالَ: لَہُ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآلہ لَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ. رَوَاهُ الْمَقْدِسِيُّ، وَالطَّبَرَانِيُّ كَمَا قَالَ الْهَيْثَمِيُّ. وَقَالَ: وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ"۔"محمد بن ابی یحیٰ اسلمی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا وہ فراغت سے پہلے نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہا تھا جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے اسے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک نماز سے فارغ نہ ہو جاتے ہاتھ نہیں اٹھایا کرتے تھے۔ روایت المقدسی اور الطبرانی کے بارے میں الہیثمی فرماتے ہیں: اس کے تمام راوی ثقہ ہیں"۔(مصنف ابن ابی شیبہ؛ أخرجہ المقدسی فی الأحادیث المختارۃ: ج۹، ص۳۳۶، رقم الحدیث ۳۰۳؛ والہیثمی فی مجمع الزوائد: ج۱۰، ص۱۶۹؛ وقال: رواہ الطبرانی وترجم لہ فقال محمد بن یحیی الأسلمی عن عبد اللہ بن الزبیر ورجالہ ثقات، والمبارکفوری فیتحفۃ الأحوذی: ج۲، ص۱۰۰، وقال: رواہ الطبرانی ورجالہ ثقات)

اتنے قوی شواہد اور اجماع امت کے باوجود بھی فرقہ غیر مقلدین نے اس مسئلے میں اہل سنت والجماعت کو چھوڑ کر شیعوں سے موافقت کی تو کیا یہ ان کے شیعہ ہونے کی قوی تر دلیل نہیں ہے؟

مندرجہ بالا حوالہ جات سے قارئین کرام خود اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ فرقہ غیر مقلدین اور روافض میں کتنی مشابہت و مماثلت ہے۔ یہی مماثلت و مشابہت اس بات کی دلیل ہے کہ فرقہ غیر مقلدین شیعوں کی ایک نئی نسل ہے جنہیں ائمہ اربعہ کے مقابلے میں مسلمانوں کی صفوں میں شامل کیا گیا تا کہ امت مسلمہ اختلاف و انتشار کا شکار رہے۔

بعض غیر مقلدین حضرات کہتے ہیں کہ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی اہلحدیث نہیں بلکہ حنفی تھے۔ اس الزام کے رد میں ہم ان ہی کی ان کتابوں سے یہ بات ثابت کریں گے جن کے حوالے ہم اوپر پیش کر چکے ہیں کہ علامہ وحید الزمان صدیقی پکے غیر مقلد تھے اور اپنے غیر مقلد شیعہ ہونے کا اقرار انہوں نے اپنی کتابوں میں کھل کر کیا ہے اور ساتھ میں تقلید کا رد اور امام ابو حنیفہؒ کو مرجیہ قرار دینے

کی بھی ناکام کوشش کی ہے۔ غیر مقلد مترجم مولانا محمد داؤدراز سابق ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہندنے بھی صحیح بخاری کے ترجمہ فروری ۲۰۰۴ء کی اشاعت میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ علامہ وحید الزمان جماعت اہلحدیث کے عظیم عالم ہیں۔

۱۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی کا اپنی کتاب ہدیۃ المہدی کے صفحہ نمبر ۱۰۲۔۱۰۳ پر خود اپنے اہلحدیث ہونے کا اقرار ملاحظہ فرمائیں۔

مشہور غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی کا اپنی کتاب ہدیۃ المہدی صفحہ نمبر ۱۰۲۔۱۰۳ پر خود اپنے اہلحدیث ہونے کا اقرار ملاحظہ فرمائیں۔

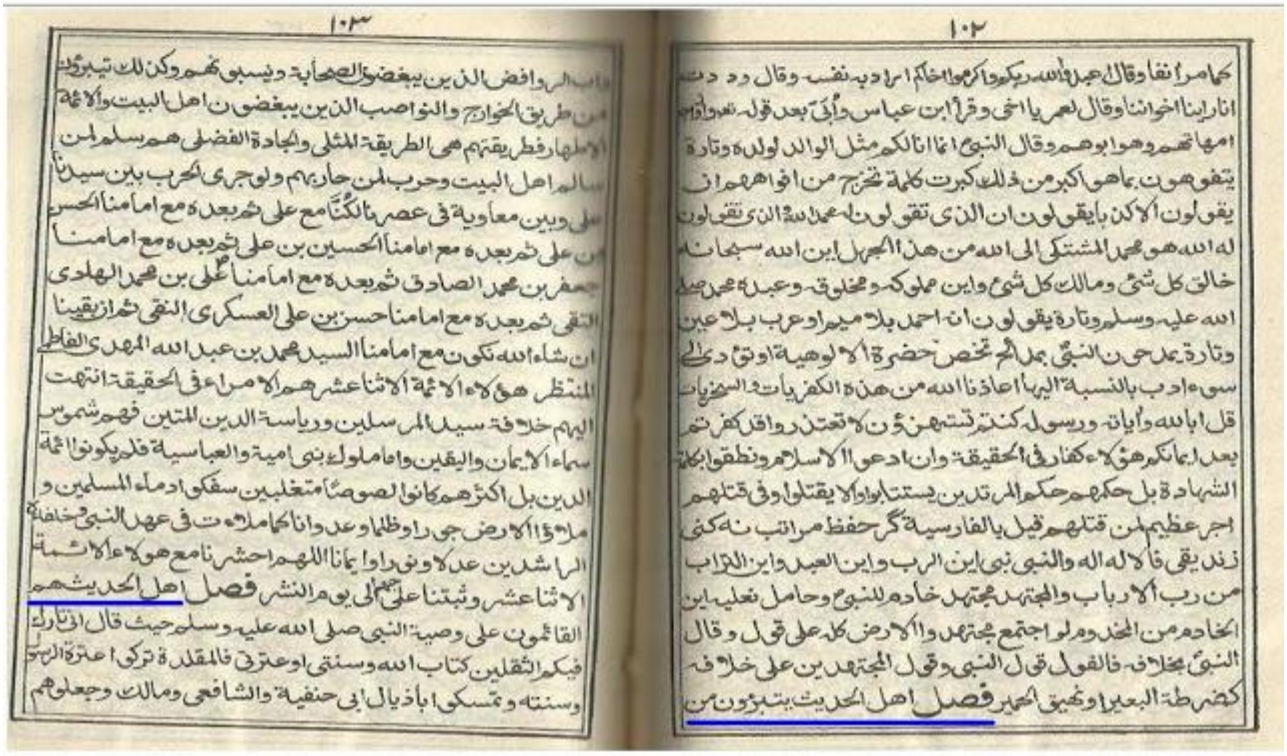

۱۰۲

كما امرنا فقال جل وعلا ربكم اكرموا اخاكم ... وقال ... انا ربنا اخواننا وقال نعم يا اخي وقرأ ابن عباس وأبي بعد قوله ... امهاتهم وهو ابوهم وقال النبي انما انا لكم مثل الوالد لولده وتارة يتفوهون بما هو اكبر من ذلك كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا يقولون ان الذي تقولون له محمد الذي تقولون له الله هو محمد المشتكى الى الله من هذا الجهل ابن الله سبحانه خالق كل شيء ومالك كل شيء واين مملوكه ومخلوقه وعبده محمد صلى الله عليه وسلم وتارة يقولون ان احمد بلا ميم او عرب بلا عين وتارة يمدحون النبي بما لم تختص حضرة الالوهية او توقع ... سوء ادب بالنسبة اليها اعاذنا الله من هذه الكفريات والسخريات قل ابالله واياته ورسوله كنتم تستهزؤن لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم هؤلاء كفار في الحقيقة وان ادعوا الاسلام ونطقوا بكلمة الشهادة بل حكمهم حكم المرتدين يستتابوا والا يقتلوا وفي قتلهم اجر عظيم لمن قتلهم قيل بالفارسية گر حفظ مراتب نه کنی زندیقی فالا اله الا الله والنبي نبي ابن الرب وابن العبد وابن التراب من رب الارباب والمجتهد مجتهد خادم للنبوة وحامل نعليه اين الخادم من المخدوم لو اجتمع مجتهدو الارض كلهم على قول وقال النبي بخلافه فالقول قول النبي وقول المجتهدين على خلافه كضرطة البعير ونهيق الحمير **فصل** اهل الحديث يتبرؤن من

۱۰۳

اتباع الروافض الذين يبغضون الصحابة ويسبونهم وكذلك يتبرؤن من طريق الخوارج والنواصب الذين يبغضون اهل البيت والائمة الاطهار فطريقتهم هي الطريقة المثلى والجادة الفضلى هم سلم لمن سالم اهل البيت وحرب لمن حاربهم ولو جرى الحرب بين سيدنا علي وبين معاوية في عصرنا لكنا مع علي ثم بعده مع امامنا الحسن بن علي ثم بعده مع امامنا الحسين بن علي ثم بعده مع امامنا جعفر بن محمد الصادق ثم بعده مع امامنا علي بن محمد الهادي النقي ثم بعده مع امامنا حسن بن علي العسكري النقي ثم ازيقينا ان شاء الله نكون مع امامنا السيد محمد بن عبد الله المهدي الفاطمي المنتظر هؤلاء الائمة الاثنا عشر هم الامراء في الحقيقة انتهت اليهم خلافة سيد المرسلين ورياسة الدين المتين فهم شموس سماء الايمان واليقين واما ملوك بني امية والعباسية فلم يكونوا ائمة الدين بل اكثرهم كانوا لصوصا متغلبين سفكوا دماء المسلمين وملؤا الارض جورا وظلما وعدوانا كما ملئت في عهد النبي وخلفائه الراشدين عدلا ونورا وايمانا اللهم احشرنا مع هؤلاء الائمة الاثنا عشر وثبتنا على حبهم الى يوم النشر **فصل** اهل الحديث هم القائمون على وصية النبي صلى الله عليه وسلم حيث قال اني تارك فيكم الثقلين كتاب الله وسنتي او عترتي فالمقلدة تركوا عترة الرسول وسنته وتمسكوا باذيال ابي حنيفة والشافعي ومالك وجعلوهم

۲۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی کا اپنی کتاب ہدیۃ المہدی کے صفحہ نمبر ۱۲۱ پر ائمہ اربعہ کی تقلید سے انکار اور اہلحدیث کے فرقہ ناجیہ ہونے کا اقرار۔

غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی کا اپنی کتاب ہدیۃ المہدی کے صفحہ نمبر ۱۲۱ پر ائمہ اربعہ کی تقلید سے انکار اور اہلحدیث کے فرقہ ناجیہ ہونے کا اقرار۔

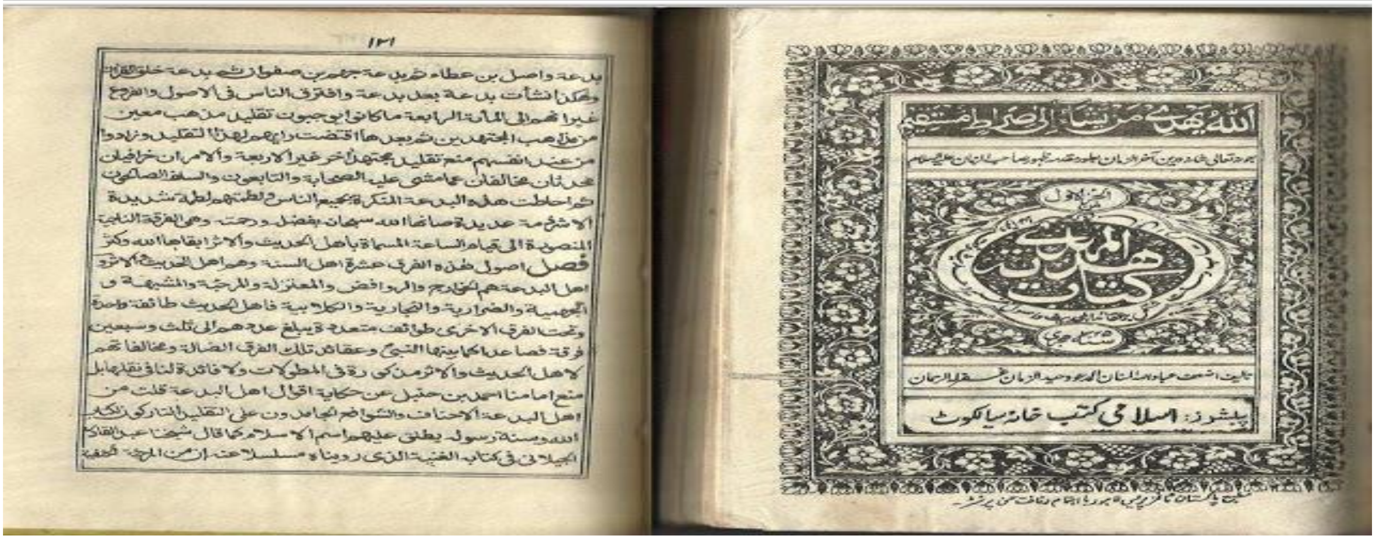

الله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم

كتاب هدية المهدي

تاليف ... وحيد الزمان ...

پبلشرز: اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ

۱۲۱

بدعة واصل بن عطاء ثم بدعة جهم بن صفوان ثم بدعة خلق القرآن وهكذا انشأت بدعة بعد بدعة وافترق الناس في الاصول والفروع غيرا نهم الى المائة الرابعة ما كانوا يوجبون تقليد مذهب معين من مذاهب المجتهدين ثم بعدها اقتضت رأيهم لهذا التقليد وزادوا من عند انفسهم منع تقليد مجتهد اخر غير الاربعة والامر ان خرافيات ... القلان ما مشى عليه الصحابة والتابعون والسلف الصالحون ثم احاطت هذه البدعة المنكرة بجميع الناس ... الا شرذمة عديدة صانها الله سبحانه بفضله ورحمته وهي الفرقة الناجية المنصورة الى قيام الساعة المسماة باهل الحديث والاثر ابقاها الله وكثر **فصل** اصول هذه الفرق خمسة اهل السنة وهم اهل الحديث والاثر واهل البدعة هم الخوارج والروافض والمعتزلة والمرجئة والمشبهة والجهمية والضرارية والنجارية والكلابية فاهل الحديث طائفة واحدة وتحت الفرق الاخرى طوائف متعددة يبلغ عددهم الى ثلث وسبعين فرقة فما عداها كما بينها النبي وعقائد تلك الفرق الضالة ومخالفاتهم لاهل الحديث والاثر مذكورة في المطولات ولا فائدة لنا في نقلها بل منع امامنا احمد بن حنبل عن حكاية اقوال اهل البدعة قلت من اهل البدعة الاحناف والشوافع الجامدون على التقليد التاركون كتاب الله وسنة رسوله يطلق عليهم اسم الاسلام كما قال شيخنا عبد القادر الجيلاني في كتاب الغنية الذي رويناه مسلسلا عنه ان من المرجئة الحنفية

۳۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی اپنی کتاب نزل الابرار کے جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۸ پر لکھتے ہیں: "ہمارا ایک نام ہے اہل حدیث، ان کو وہابی کہنے والے بدعتی ہیں"۔

غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی اپنی کتاب نزل الابرار کے صفحہ نمبر ۸ پر لکھتے ہیں: "ہمارا ایک نام ہے اہل حدیث، ان کو وہابی کہنے والے بدعتی ہیں"۔

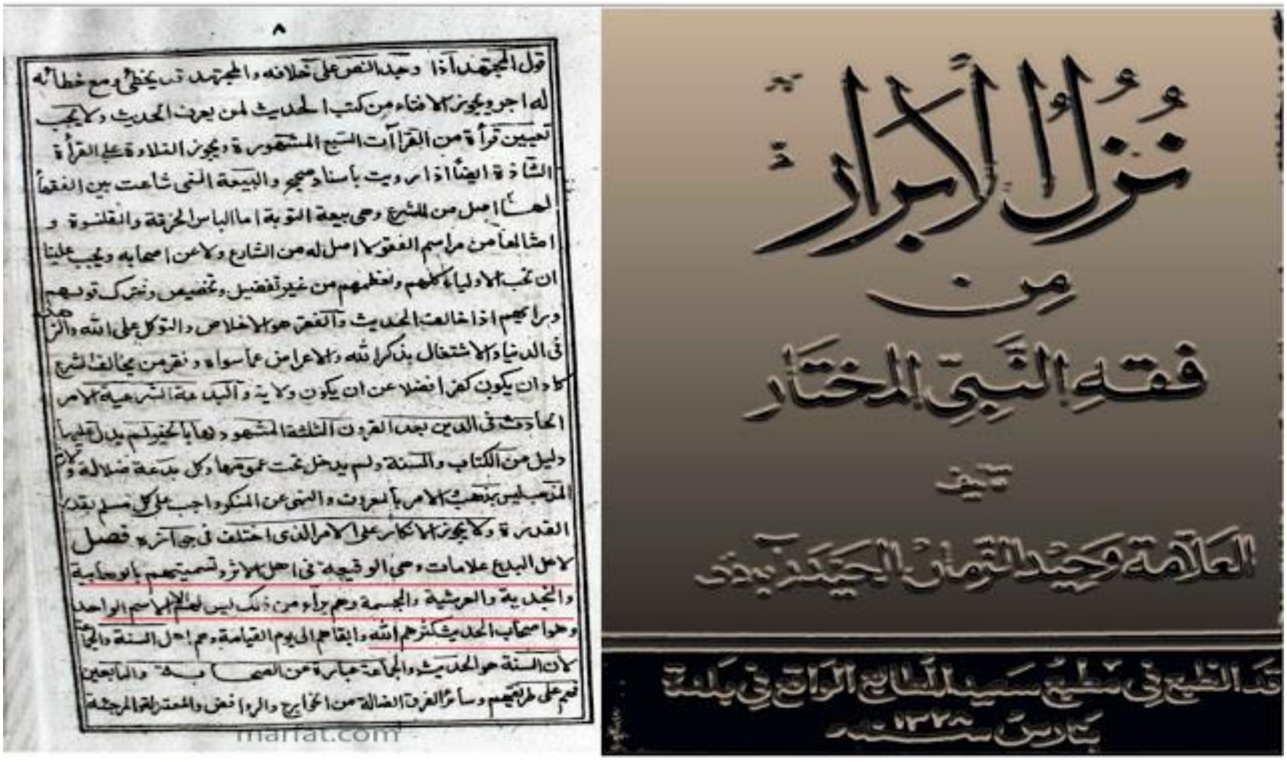

۴۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی اپنی کتاب ہدیۃ المہدی کے صفحہ نمبر ۱۰۰ پر اپنے شیعہ ہونے کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اہل حدیث شیعانِ علیؓ ہیں"۔

غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی اپنی کتاب ہدیۃ المہدی کے صفحہ نمبر ۱۰۰ پر اپنے شیعہ ہونے کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اہل حدیث شیعانِ علیؓ ہیں"۔

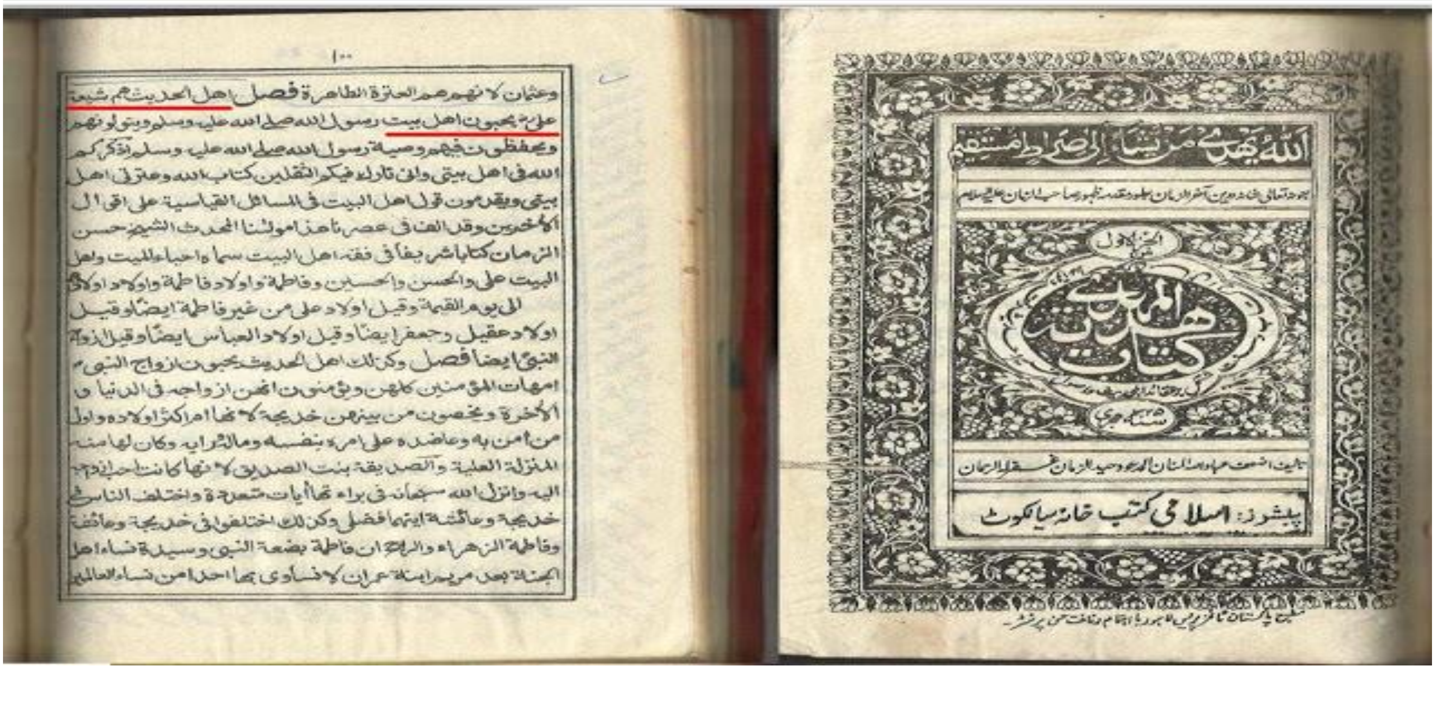

۵۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی کا اپنی کتاب نزل الابرار کے صفحہ نمبر ۷ پر اپنے شیعہ ہونے کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ’’اہل حدیث شیعانِ علیؓ ہیں‘‘۔

٧

اثباته والمعراج بالجسد والروح حق من مكة الى بيت المقدس ثم من بيت المعمور
الى السموات العلى ورؤية الله فى المنام جائزة فصل اصحاب النبي صلى الله
عليه وسلم لم يكونوا معصومين غير انه لا نطعن فيهم عملا بحديث النبي ونكف
عن مساويهم ومحبتهم ونعم عدول الا انهم لم يكذبوا فى رواية الحديث ولا انهم
معصومون والامام الحق بعد رسول الله صلعم ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم على
ثم الحسن بن على ولا ندرى ايهم افضل عند الله ثم ملك عضوض فتمت
الخلافة الشرعية بخلع الحسن بن على ومعاوية ومن بعده ملوك وامراء
لا ائمة وخلفاء ويجب ان يكون الامام من قريش ولا يجوز من غيرهم واهل
الحديث شيعة على رضى الله عنه يحبون اهل بيت النبي صلعم وازواجه
وهم القائمون على وصية النبي متمسكون بالكتاب والعترة ولا يبلغ الولى
درجة النبي ولا يبلغ الولى درجة يسقط عنه الامر والنهى ولا استهانة
ولا استهزاء بالشريعة كفر ولا يعلم الغيب احد الا الله والاموات تنتفع بدعاء
الاحياء وثواب كل عبادة يصل اليهم من الصلوة والصدقة والصوم وتلاوة
القرآن والذكر والله يجيب الدعوات ويقضى الحاجات وما اخبر النبي من
اشراط الساعة كطلوع الشمس من مغربها وظهور المهدى ونزول عيسى بن
مريم وخروج الدجال وخروج ياجوج وماجوج ودابة الارض وغيرها
كلها حق والجمع بين الصلوتين والمسح على الخفين والمسح على العمامة
والجوربين جائز عندنا ولا بد للعامى من تقليد مجتهد او مفتى اما تقليد
مجتهد معين فى جميع المسائل والتزامه بدعة مذمومة ويجب ترك

marfat.com

٦۔ غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی اپنی کتاب ہدیۃ المہدی میں تقلید کا رد اور حنفیوں کی مخالفت میں لکھتے ہیں: ’’میں کہتا ہوں اہل بدعت سے حنفی اور شافعی تقلید پر جمے ہوئے ہیں۔ مرجیہ میں سے ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابت کے ساتھی یہ گمان کرتے ہیں اور یہ عقیدہ اہل حدیث کے خلاف ہے‘‘۔

جہمیہ، ضراریہ، نجاریہ، اور کلابیہ پس اہل حدیث ایک گروہ ہے جب کہ دوسرے فرقے کے تحت متعدد گروہ ہیں جن کی تعداد تہتر فرقوں تک پہنچتی ہے۔

پس جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر فرمایا اس گمراہ فرقہ کے عقائد اور اہل حدیث سے مخالفت طوالت پذیر ہے اور اسے نقل کرنے میں ہمیں کوئی فائدہ نہیں بلکہ ہمارے امام احمد نے اہل بدعت کے اقوال بیان کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حنفی اہل بدعت ہیں

میں کہتا ہوں اہل بدعت سے حنفی اور شافعی تقلید پر جمے ہوئے ہیں اور انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنت کو چھوڑ رکھا ہے اور ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب غُنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے جس سے ہم مسلسل روایت بیان کرتے ہیں کہ مرجیہ میں سے ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے ساتھی حنفی یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ و رسول اور جو اللہ سے رسول کے پاس آیا اُس کی معرفت اور اقرار کا نام ایمان ہے یعنی اعمال سے نکلتے ہیں اور یہ عقیدہ اہل حدیث کے خلاف ہے اور اس کی تائید نعیم بن حماد کی مرفوع روایت سے ہوتی ہے کہ میری اُمت ستر اور کچھ اوپر فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں بڑا فتنہ وہ لوگ ہیں جو دین کو اپنی رائے پر قیاس کریں گے اور قیاس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے کو حلال اور حلال کئے ہوئے کو حرام قرار دیں گے اور بے شک شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس سے مراد ابو حنیفہ

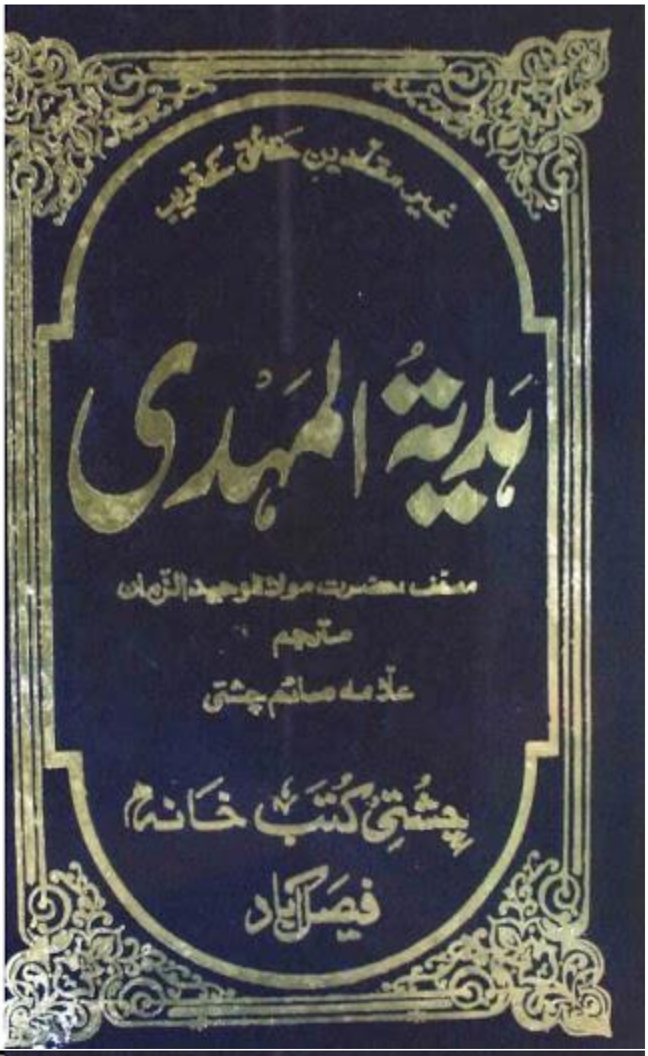

میں بٹ جائے گی جن میں سوائے ایک کے سب جہنمی ہیں، اور وہ ایک فرقہ کون سا ہے؟ فرمایا! جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ یہ افتراق صحابہ کے اور تابعین کے آخری زمانہ میں واقع ہوا اور پہلی بدعت معبد جہنی نے مسئلہ تقدیر میں جاری کی، پھر واصل بن عطاء نے پھر جہم بن صفوان نے بدعت کو جنم دیا پھر خلق قرآن کی بدعت نکلی یہاں تک کہ بدعت کے بعد بدعت پیدا ہوتی چلی گئی اور لوگوں میں اصول و فروع میں فرقہ بندی ہو گئی۔ علاوہ ازیں چوتھی صدی ہجری تک مجتہدین کے مذاہب میں سے کسی مذہب کا تعین کر کے اُس کی تقلید کو واجب قرار دینے لگے بعد ازاں اُنہوں نے اس تقلید کے فیصلے پر رائے زنی کی اور انہوں نے چار مجتہدوں کی تقلید کے علاوہ دوسرے کسی مجتہد کی تقلید سے منع کر دیا۔

یہ دونوں امر خرافات و بدعت اور اُس چیز کے خلاف تھے جس پر صحابہ کرام، تابعین اور سلف صالحین تھے پھر اس بدعت منکرہ کا ... لوگوں نے گھیراؤ کر لیا اور اسے شدید زوردار تھپڑ لگایا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے گنتی کی ایک چھوٹی سی جماعت کی مدد فرمائی اور یہی فرقہ ناجیہ اور قیامت تک نصرت دیا گیا ہے اس کا نام اہلحدیث ہے اللہ تعالیٰ انہیں باقی رکھے اور ان میں کثرت فرمائے۔

ناجی فرقہ اہل حدیث ہیں

فصل: اس فرقہ اہلسنت کے دس اصول ہیں اور یہی اہل حدیث ہیں اور جو اہل بدعت ہیں وہ یہ ہیں، رافضی، خارجی، معتزلہ، مرجیہ، شبیہ

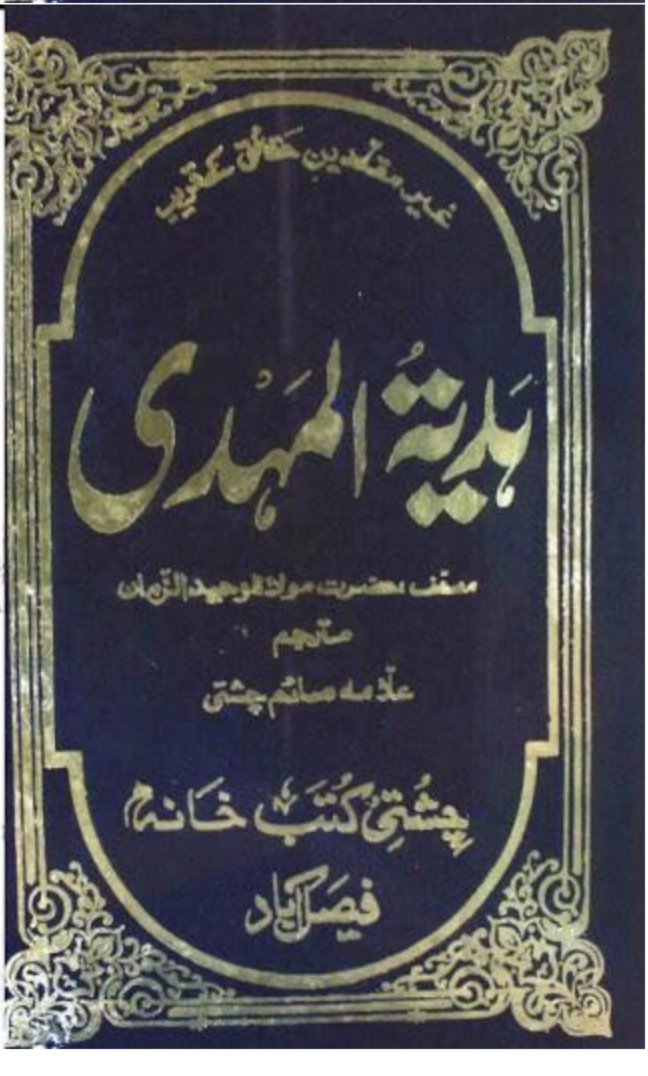

۷۔ غیر مقلد مترجم مولانا محمد داؤدراز سابق ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند صحیح بخاری کے ترجمہ فروری ۲۰۰۴ء کی اشاعت میں لکھتے ہیں: ”مجموعۂ حدیث کا ترجمہ بزبان اردو سب سے پہلے جماعت اہل حدیث کے ایک عظیم عالم علامہ وحید الزمان حیدرآبادی رحمہ اللہ نے دیگر بہت سی اہم کتب حدیث کے ساتھ کیا تھا“۔ (صحیح البخاری: ج ا، ص ۲۳، اشاعت فروری ۲۰۰۴ء)

23

صحیح بخاری

جلد اول

حضرت مولانا محمد داؤد راز

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

عرض ناشر

الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السلام على رسوله الكريم و على آله الطيبين و اصحابه حملة السنة النبوية أجمعين وبعد

أصح الكتب بعد كتاب الله" الجامع الصحيح المسند من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه" المعروف به صحيح بخاری شریف امیر المومنین فی الحدیث امام ہمام محمد ابن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (م ۲۵۶ھ) کی تصنیف ہے اور تدوین حدیث کے سنہری دور کا سب سے عظیم و مستند شاہکار ہے۔

اس کتاب عظیم کا مقام و مرتبہ امت مسلمہ میں مسلم ہے اور جمہور اہل سنت بالاجماع اسے حدیث پاک کی سب سے صحیح ترین کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ بعض اماماں دین کے بقول صحیحین اور اس کے عالی مقام مصنفین کی تنقیص و توہین کو فسق قرار دیتے ہیں، اسی لیے ایک مومن صادق پیارے رسول ﷺ کے ارشادات عالیہ کے اس عظیم مجموعہ کو قرآن کریم کے بعد تعلیمات دین کا سب سے اہم اور ضروری مصدر و مرجع مانتا ہے اور اس میں تشکیک کی سازشوں کو یہی نہیں کہ قبول نہیں کرتا بلکہ اس کی نکیر کرتا ہے اور اپنے اس منبع صافی سے تمسک فرماتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوشش بسیار کے باوجود - جو اعدائے سنت نے اخفائے شان صحیح بخاری اور تنقیص امام بخاری کے سلسلے میں روا رکھی ہے - اس کے مقام و مرتبے میں ذرہ برابر کمی نہیں کر سکے۔ اور ان کے سارے جدوجہد رائیگاں ثابت ہوئے۔

یہ بات بہت خوش آئند ہے اور لائق شکر بھی کہ تمام عالم اسلام میں عموماً اور برصغیر میں خصوصاً فتنۂ انکار سنت اور مذہبی و مسلکی تعصب و تنگ نظری اور جمود و تقلید آراء کے علی الرغم اتباع سنت اور محبت رسول کا جذبہ صادق پروان چڑھ رہا ہے۔ اور ہر حلقے میں کتاب و سنت کی صحیح تعلیمات اور قرآن و حدیث کی طلب عام ہو رہی ہے اور امت کے بیشتر افراد اس بات سے واقف ہو رہے ہیں کہ دین کے نام پر جہاں بہت ساری بے بنیاد باتوں کو اسلام سمجھ کر قبول کر لیا گیا ہے وہیں پر پیارے رسول ﷺ کی طرف منسوب بہت سی باتیں صحیح نہیں ہیں، لہٰذا امت نے اب صحیح احادیث رسول کی تلاش و جستجو شروع کر دی ہے اور یہی وجہ ہے کہ خاص طور پر بخاری شریف کی مقبولیت عام ہو گئی ہے اور اس کے تقاضے روز افزوں ہو رہے ہیں۔

اسی متفق علیہ أصح ترین مجموعۂ حدیث کا ترجمہ بزبان اردو سب سے پہلے جماعت اہل حدیث کے ایک عظیم عالم علامہ وحید الزماں حیدرآبادی رحمہ اللہ نے دیگر بہت سی اہم کتب حدیث کے ساتھ کیا تھا اور اس کو شائع فرمایا تھا، بعد میں جماعت کے

۸۔ وحید الزمان صدیقی کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں کی گئی گستاخیوں پر غیر مقلد مترجم مولانا محمد داؤدراز لکھتے ہیں: ”(بڑوں کی لغزش) حضرت مولانا وحید الزمان مرحوم کی خدمات سنہری حرفوں سے لکھنے کے قابل ہیں مگر کوئی انسان بھول چوک سے معصوم نہیں ہے۔ صرف انبیاءؑ کی ذات ہے جن کی حفاظت اللہ پاک خود کرتا ہے۔ حضرت معاویہؓ کے ذکر کے سلسلے میں مولانا مرحوم کے قلم سے ایک نامناسب بیان نکل گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی اس لغزش کو معاف فرمائے“۔ (صحیح البخاری: ج ۵، باب فضائل اصحاب النبی ﷺ، ص ۱۹۱، اشاعت فروری ۲۰۰۴ء)

191 فضائل اصحاب النبی ﷺ

۲۸- بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ باب حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ کا بیان

(بڑوں کی لغزش) حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم کی خدمات سنہری حرفوں سے لکھنے کے قابل ہیں مگر کوئی انسان بھول چوک سے معصوم نہیں ہے۔ صرف انبیاء علیہم السلام کی ذات ہے جن کی حفاظت اللہ پاک خود کرتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کے سلسلے میں مولانا مرحوم کے قلم سے ایک نامناسب بیان نکل گیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

"مترجم کہتا ہے' صحابیت کا ادب ہم کو اس سے مانع ہے کہ ہم معاویہؓ کے بارے میں کچھ کہیں۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ ان کے دل میں آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کی محبت نہ تھی۔ مختصراً"

دلوں کا جاننے والا صرف باری تعالیٰ ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں مرحوم کا یہ لکھنا مناسب نہ تھا۔ خود ہی صحابیت کے ادب کا اعتراف بھی ہے اور خود ہی ان کے ضمیر پر حملہ بھی' اناللہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی اس لغزش کو معاف فرمائے اور حشر کے میدان میں سب کو آیت کریمہ ﴿ وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ ﴾ (الاعراف: ۴۳) کا مصداق بنائے آمین۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں اور حضرت ابو سفیان رسول کریم ﷺ کے چچا ہوتے ہیں بعمر ۸۲ سال ۶۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شہر دمشق میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔

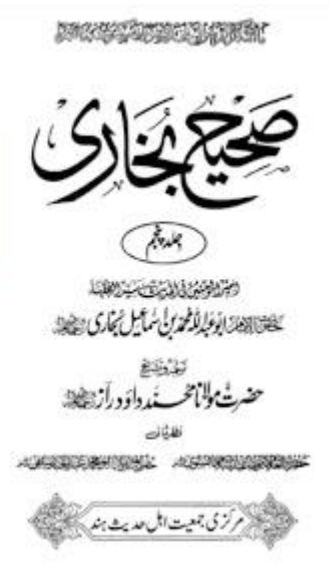

اتنے واضح دلائل کے بعد بھی کوئی شخص وحید الزمان کو حنفی مقلد کہے تو اس کے دجال و کذاب ہونے میں کوئی شک نہیں۔

عبد الحق بنارسی کے مشہور تلامذہ علامہ وحید الزمان صدیقی اور نواب صدیق حسن خان کی کتب کے حوالہ جات سے یہ بات سورج کی روشنی کی طرح واضح ہوگئی کہ فرقہ غیر مقلدین کے بانی عبد الحق بنارسی زیدی شیعہ تھے۔ کیونکہ ان کے استاد امام شوکانی خود بھی زیدی شیعہ تھے لہٰذا ائمہ زیدیہ کی تقلید سے نکلنے کے باوجود بھی ان کی سوچ پر شیعیت غالب رہی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے شاگرد عبد الحق بنارسی اور ان کے شاگرد علامہ وحید الزمان صدیقی اور نواب صدیق حسن خان پر بھی وہی شیعیت غالب رہی اور ان کی آنے والی نسلوں سے بھی شیعہ عقائد و نظریات کے واضح ثبوت ملتے ہیں جن کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

فرقہ غیر مقلدین نے اپنے شیعہ رافضی آباؤاجداد کی تقلید میں جہاں ائمہ اربعہ کی تقلید کا انکار کیا وہیں خلفاءِ راشدین اور صحابہ کرامؓ کی پیروی کا بھی انکار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ طلاق ثلاثہ، بیس رکعات تراویح اور اذان ثانی جیسے اتفاقی مسائل میں فرقہ غیر مقلدین نے اجماع صحابہ کرامؓ اور اجماع امت کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے خلفاءِ راشدین خصوصاً حضرت عمر فاروق اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم اجمعین کے فیصلوں کو نہ صرف قرآن و حدیث کے خلاف کہا بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی (جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے) کی سمجھ کو بھی غیر معتبر قرار دیا اور ساتھ ہی ان کے کیئے ہوئے فیصلوں کو قرآن و حدیث کے خلاف بتاتے ہوئے تراویح اور اذان ثانی کو بدعت قرار دیا۔ اس کے برعکس رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقام اور ان کے علم و عمل کی گواہی کچھ ان الفاظ میں دی ہے۔

"حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ـ رضى الله عنه ـ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الأُمَمِ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ"". "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے، اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمر ہیں۔ زکریا بن زائدہ نے اپنی روایت میں سعد سے یہ بڑھایا ہے کہ ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے بنی اسرائیل کی امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوا کرتے تھے کہ نبی نہیں ہوتے تھے اور اس کے باوجود اللہ تعالیٰ (فرشتوں کے ذریعہ) ان سے کلام کیا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص

ہو اتو وہ حضرت عمر ہیں"۔(صحیح البخاری: ج ۵، کتاب فضائل اَصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَنَاقِبُ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ اَبِي حَفْصٍ الْقُرَشِيِّ الْعَدَوِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، رقم الحدیث ۳۶۸۹)

۳۶۸۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ)) زَادَ زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي	(۳۶۸۹) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے' ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے' اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمر ہیں۔ زکریا بن زائدہ نے اپنی روایت میں سعد سے یہ بڑھایا ہے کہ ان سے ابو سلمہ نے

فضائل اصحاب النبی ﷺ 146

زَائِدَةَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَقَدْ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ رِجَالٌ يُكَلَّمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ)).	بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' تم سے پہلے بنی اسرائیل کی امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوا کرتے تھے کہ نبی نہیں ہوتے تھے اور اس کے باوجود فرشتے ان سے کلام کیا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے تو وہ حضرت عمر ہیں۔

"حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ، أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ، سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ "قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ". قَالَ ابْنُ وَهْبٍ تَفْسِيرُ مُحَدَّثُونَ مُلْهَمُونَ"۔ "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سے پہلی امتوں میں محدَّثون ہوتے تھے۔ اگر میری امت میں کوئی محدَّث ان میں سے ہے تو وہ عمر بن الخطاب ہے، ابن وہب نے کہا محدِّث اس شخص کو کہتے ہیں جس پر الہام کیا جاتا ہو"۔(صحیح مسلم: ج ٦، کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنھم، باب مِنْ فَضَائِلِ عُمَرَ رضی اللہ تعالی عنہ، رقم الحدیث ۶۲۰۴)

صحیح مسلم شریف جلد ششم — فضیلتوں کے مسائل

٦٢٠٤- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ ((يَقُولُ قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ)) قَالَ ابْنُ وَهْبٍ تَفْسِيرُ مُحَدَّثُونَ.	۶۲۰۴- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے اگلی امتوں میں ایسے لوگ ہوا کرتے تھے (جن کی رائے ٹھیک ہوتی گمان صحیح ہوتا یا فرشتے ان کو الہام کرتے) میری امت میں اگر ایسا کوئی ہو تو وہ عمر ابن الخطاب ہوں گے۔

١٤٩٣- حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ تَفْسِيرُ مُحَدَّثُونَ مُلْهَمُونَ *

۱۴۹۳۔ ابوالطاہر احمد بن عمرو بن السرح، عبداللہ بن وہب، ابراہیم بن سعد، بواسطہ اپنے والد، ابو سلمہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا تم سے پہلے اگلی امتوں میں محدث من اللہ ہوا کرتے تھے (بغیر قصد وارادہ کے ان کی زبان پر حق بات جاری ہو جاتی تھی) میری امت میں ان میں سے اگر ایسا کوئی ہے تو وہ عمر بن الخطابؓ ہیں، ابن وہب نے محدثوں کی تفسیر "ملہمون" سے کی ہے۔

(فائدہ) محدث کی تفسیر صاحب مبارق نے کی ہے کہ ملاءِ اعلیٰ کی جانب سے کسی بات کا القاء ہو جائے اور دوسری تفسیر جو علامہ قسطلانی کی ہے اس کی جانب میں نے ترجمہ میں اشارہ کر دیا ہے۔

"حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِعَلِيٍّ "أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلاَّ أَنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي"۔ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ۔ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ"۔ "حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا: یہ حدیث حسن ہے"۔ (الجامع الترمذی: ج۵، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب فی مناقب عمر رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث ۳۶۸۶)

٥٥٦ :بَابُ

١٦٢٠ : حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ نَا الْمُقْرِئُ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ.

۵۵۶: باب

۱۶۲۰: حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس حدیث کو صرف مشرح بن ہاعان کی روایت سے جانتے ہیں۔

"حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ "بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ حَتَّى إِنِّي لأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِي أَظْفَارِي، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ"۔ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ "الْعِلْمَ""۔ "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں سو رہا تھا (اسی حالت میں) مجھے دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا۔ میں نے (خوب اچھی طرح) پی لیا۔ حتی کہ میں نے دیکھا کہ تازگی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا (دودھ) عمر

بن الخطاب کو دے دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علم "”۔(صحیح البخاری: ج ا، کتاب العلم، بَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ، رقم الحدیث ۸۲)

۲۲- بَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ

۸۲- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُوتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتَّى إِنِّي لأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِي أَظْفَارِي، ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ)) قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((الْعِلْمُ)).

[اطرافه في : ٤٦٨١، ٧٥٥٦، ٧٠٠٧، ٧٠٢٧، ٧٠٣٢].

باب علم کی فضیلت کے بیان میں۔

(۸۲) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا' انہوں نے کہا مجھ سے لیث نے' ان سے عقیل نے ابن شہاب کے واسطے سے نقل کیا' وہ حمزہ بن عبداللہ بن عمر سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں سو رہا تھا۔ (اسی حالت میں) مجھے دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا۔ میں نے (خوب اچھی طرح) پی لیا۔ حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ تازگی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا (دودھ) عمر بن الخطاب کو دے دیا۔ صحابہؓ نے پوچھا آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپؐ نے فرمایا علم۔

”حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ، وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ، وَمِنْهَا مَا دُونَ ذَلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ" ۔ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ "الدِّينَ "“۔”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک وقت سو رہا تھا، میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں اور وہ کرتے پہنے ہوئے ہیں۔ کسی کا کرتہ سینے تک ہے اور کسی کا اس سے نیچا ہے۔ (پھر) میرے سامنے عمر بن الخطاب لائے گئے۔ ان (کے بدن) پر (جو) کرتا تھا، اسے وہ گھسیٹ رہے تھے۔ (یعنی ان کا کرتہ زمین تک نیچا تھا) صحابہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ! اس کی کیا تعبیر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اس سے) دین مراد ہے“۔(صحیح البخاری: ج ا، کتاب الایمان، باب تَفَاضُلِ أَهْلِ الإِيمَانِ فِي الأَعْمَالِ، رقم الحدیث ۲۳)

٢٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ، وَمِنْهَا مَا دُونَ ذَلِكَ. وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ. قَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((الدِّينَ)).

[أطرافه في: ٣٦٩١، ٧٠٠٨، ٧٠٠٩].

(۲۳) ہم سے محمد بن عبیداللہ نے یہ حدیث بیان کی' ان سے ابراہیم بن سعد نے' وہ صالح سے روایت کرتے ہیں' وہ ابن شہاب سے' وہ ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے راوی ہیں' وہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے' وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک وقت سو رہا تھا' میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں اور وہ کرتے پہنے ہوئے ہیں۔ کسی کا کرتہ سینے تک ہے اور کسی کا اس سے نیچا ہے۔ (پھر) میرے سامنے عمر بن الخطاب لائے گئے۔ ان (کے بدن) پر (جو) کرتہ تھا۔ اسے وہ گھسیٹ رہے تھے۔ (یعنی ان کا کرتہ زمین تک نیچا تھا) صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اس کی کیا تعبیر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ (اس سے) دین مراد ہے۔

”حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، هُوَ الأَنْصَارِيُّ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ "إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ"۔ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوا فِيهِ وَقَالَ فِيهِ عُمَرُ أَوْ قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ فِيهِ شَكَّ خَارِجَةُ إِلاَّ نَزَلَ فِيهِ الْقُرْآنُ عَلَى نَحْوِ مَا قَالَ عُمَرُ ۔ قَالَ أَبُو عِيسَى وَفِي الْبَابِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ وَأَبِي ذَرٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ۔ وَخَارِجَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الأَنْصَارِيُّ هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَهُوَ ثِقَةٌ“۔”عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان و دل پر حق کو جاری فرما دیا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: کبھی کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا جس میں لوگوں نے اپنی رائیں پیش کیں ہوں اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بھی رائے دی ہو، مگر قرآن اس واقعہ سے متعلق عمر رضی اللہ عنہ کی اپنی رائے کے موافق نہ اترا ہو۔ امام ترمذی کہتے ہیں: اس باب میں فضل بن عباس، ابوذر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث آئی ہیں، یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔ خارجہ بن عبد اللہ انصاری کا پورا نام خارجہ بن عبد اللہ بن سلیمان بن زید بن ثابت ہے اور یہ ثقہ ہیں“۔ (الجامع الترمذی: ج ۵، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب فِی مَنَاقِبِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما کِلَیْھِمَا، رقم الحدیث ۱۶۱۶)

۵۵۳: بَابُ

۱۲۱۶: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ نَا اَبُوْ عَامِرٍ هُوَ الْعَقَدِيُّ نَا خَارِجَةُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ هُوَ الْاَنْصَارِيُّ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهِ قَالَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا نَزَلَ بِالنَّاسِ اَمْرٌ قَطُّ فَقَالُوْا فِيْهِ وَقَالَ فِيْهِ عُمَرُ اَوْقَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ فِيْهِ شَكٌّ خَارِجَةُ اِلَّا نَزَلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ عَلٰى نَحْوِ مَاقَالَ عُمَرُ وَفِي الْبَابِ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِيْ ذَرٍّ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۵۵۳: باب

۱۲۱۶: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کے دل اور زبان پر حق جاری کر دیا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کوئی واقعہ ایسا نہیں جس میں حضرت عمرؓ اور دوسرے لوگوں نے کوئی رائے دی ہو اور قرآن عمرؓ کے قول کی موافقت میں نہ اترا ہو۔ (یعنی ہمیشہ ایسا ہی ہوتا۔) اس باب میں فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ابو ذرؓ اور ابو ہریرہؓ سے بھی روایت ہے۔

یہ حدیث اس سند سے حسن صحیح غریب ہے۔

قارئین کرام! جس عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے علم و ایمان کے کامل ہونے اور ان کے ولی اللہ ہونے کی گواہی خود رسالت مآب ﷺ نے دی اسی عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرقہ غیر مقلدین کے علما کیا لکھتے ہیں ذرا غور فرمائیں۔

فرقہ غیر مقلدین کے خطیب النہد مولانا محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں کہ: ”حنفی بھائیو! ذرا کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر ایمانداری سے بتلاؤ کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ علم و فقہ میں بڑھے ہوئے تھے یا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ؟ پس آؤ سنو! بہت سے صاف صاف موٹے موٹے مسائل ایسے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم نے ان میں غلطی کی اور ہمارا آپ کا اتفاق ہے کہ فی الواقع ان مسائل کے دلائل سے حضرت فاروقؓ بے خبر تھے“۔ (طریق محمدی: ص ۹۴)

اسی طرح مولانا محمد جونا گڑھی صاحب اپنی دوسری کتاب شمع محمدی میں لکھتے ہیں: ”سیدنا فاروقؓ کی سوچ معتبر نہیں“۔ (شمع محمدی از محمد جونا گڑھی: ص ۲۲)

آگے لکھتے ہیں: ”صحابہؓ کی درایت معتبر نہیں“۔ (شمع محمدی از محمد جونا گڑھی: ص ۲۲)

22

سیدنا فاروق (رضی اللہ عنہ) کی سمجھ کا معتبر نہ ہونا

مثلاً جناب رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان سے کہ آپ نے فرمایا تھا تم یقیناً بیت اللہ شریف میں جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ سیدنا عمرؓ نے سمجھا کہ حدیبیہ والے سال کی بابت یہ پیشگوئی ہے مگر حدیبیہ والے سال ایسا نہ ہوا، بلکہ مکہ شریف سے اور بیت اللہ شریف سے مسلمان روک دیئے گئے اور انہیں مجبوراً واپس ہونا پڑا ثابت ہوا کہ حدیث رسول ﷺ برحق ہے روایت عمر بھی ہے لیکن درایت عمر صحیح نہ تھی۔ حدیث میں جو تھا وہ ہو کر رہا لیکن فہم عمرؓ پوری ہو کر نہ رہی یہ ہے بین فرق روایت اور درایت کا۔

صحابہؓ کی درایت (بسا اوقات) معتبر نہیں ہوتی

قرآن کریم میں سحری کے آخری وقت کی بابت الفاظ نازل ہوتے ہیں:

"حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود"

ترجمہ: ''یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ظاہر ہو جائے۔''

اس سے سیدنا عدی بن حاتمؓ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ سوت کا دھاگہ ہی مراد ہے، لیکن جب جناب رسول اکرم ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے ان کی غلط فہمی کو رفع کیا اور فرمایا اس سے مراد صبح صادق کا رات سے ظاہر ہونا ہے۔ پس سیدنا عدیؓ کی فہم مراد اللہ و رسول ﷺ کے خلاف تھی گو آیت درست، صحیح اور ایمان لانے کے لائق ہے۔ پس روایت صحیح اور درایت غلط۔ اور دونوں میں فرق ظاہر

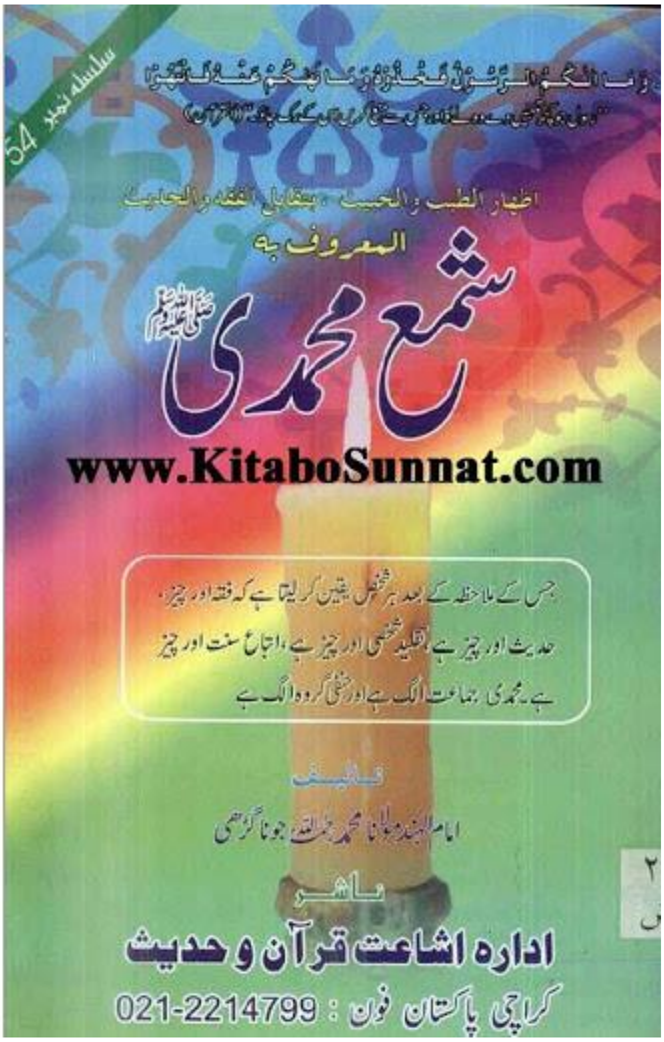

اسی طرح فرقہ غیر مقلدین کے ایک اور عالم مولانا محمد رئیس ندوی نے طلاق ثلاثہ کے مسئلے پر تو یہاں تک لکھا ہے کہ: ''موصوف (حضرت عمرؓ) نے باعتراف خویش اس قرآنی حکم میں ترمیم کر دی۔ اس قرآنی حکم میں موصوف نے یہ ترمیم کی کہ تین قرار پانے لگیں''۔ (تنویر الآفاق فے مسئلۃ الطلاق: ص ۴۸۷)

تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق

ایک وقت کی تین طلاقوں کے ایک ہونے پر

عہد نبوی و صدیقی میں اجماع

یہ معلوم ہو چکا ہے کہ حدیث مسلم کو مختلف حیلوں سے ساقط قرار دینے کے باوجود اسی سے استدلال کرتے ہوئے مدیر تجلی کے ہم مذہب اہل تقلید مدعی ہیں کہ عہد فاروقی میں ایک وقت کی تین طلاقوں کے تین ہونے پر اجماع ہو چکا ہے۔ جب اس حدیث کو ساقط قرار دینے والوں کے لئے اس سے استدلال کرنا جائز ہوا تو ہم تو اسے صحیح کہتے ہیں اور مطابق نصوص کتاب و سنت و اجماع صدر امت بتلاتے ہیں۔ اس سے ہمارا یہ استدلال بہرحال درست ہے کہ عہد نبوی و صدیقی اور ابتدائے عہد فاروقی میں ایک وقت کی تین طلاقیں ایک قرار پاتی تھیں پھر کسی مصلحت کے پیش نظر حضرت عمر رض نے فرمایا کہ:-

ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لھم فیہ اناۃ فلو امضیناہ علیھم فامضاہ علیھم۔ یعنی لوگ ایسے امر میں عجلت کرنے لگے جس میں توقف کا حکم تھا۔ پھر کیوں نہ ہم ان پر ان کی عجلت نافذ کر دیں۔ چنانچہ نافذ کر دیا۔

اس اعلان فاروقی کا مطلب بہرحال یہ نکلتا ہے کہ اس اعلان سے پہلے لوگوں کا عمل جس طریق پر تھا اس کے خلاف انہوں نے حکم نافذ کر دیا، اور اس کی صراحت صاف طور سے اسی روایت میں ہے کہ ایک وقت کی تین طلاقیں عہد نبوی و صدیقی و فاروقی میں ایک قرار پاتی تھیں۔ نیز سعید بن منصور والی روایت کے مطابق حضرت عمر معترف تھے کہ کتاب اللہ میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک قرار دیا گیا ہے اور موصوف عمر کی خواہش و تمنا بھی یہی تھی، کہ حکم قرآنی کے مطابق ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی قرار دیں مگر لوگوں کی غلط روی کی روک کی مصلحت کے پیش نظر موصوف نے باعتراف خویش اس قرآنی حکم میں ترمیم کر دی۔ اس قرآنی حکم میں موصوف نے یہ ترمیم کی کہ تین قرار پانے لگیں۔ یہ ترمیم بالکل اسی طرح تھی جس طرح حج تمتع پر پابندی اور نکاح کتابیہ وغیرہ پر پابندی وغیرہ، ان دونوں مسائل میں سے کسی ایک

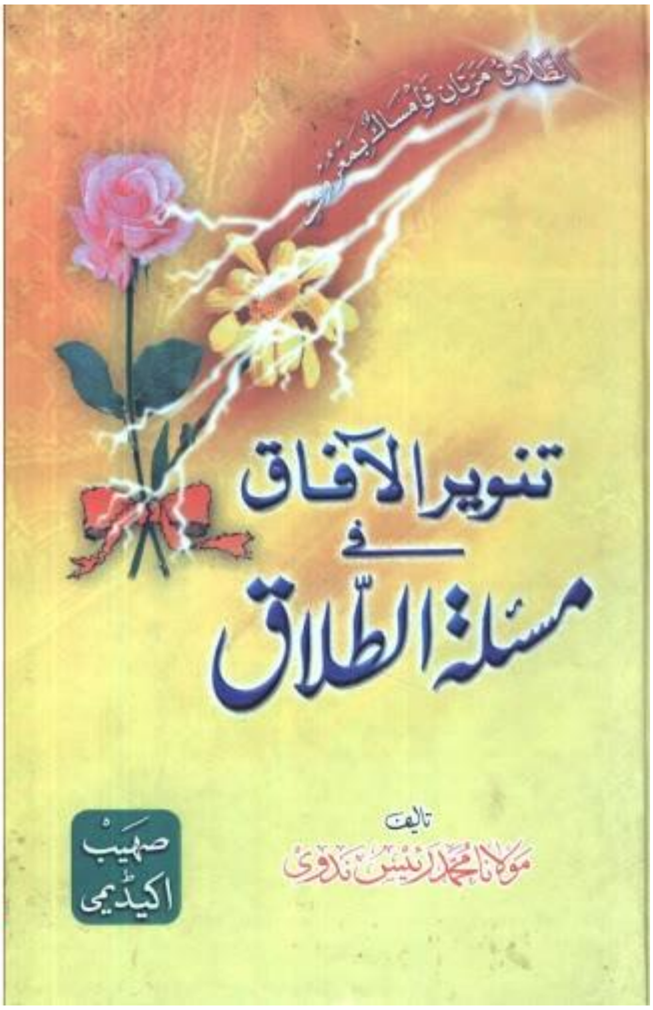

قارئین کرام ذرا غور فرمائیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو اعتراضات فرقہ غیر مقلدین کے عالموں نے کیئے ہیں بالکل وہی اعتراضات شیعہ عالم کے حوالے سے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب منہاج السنۃ میں رقم کیئے ہیں اور اس کا عنوان کچھ اس طرح رقم کیا ہے کہ: "بقول شیعہ فاروق اعظم کی اجتہادی غلطیاں"۔ (منہاج السنۃ النبویۃ [اردو]: ص ۵۰۶)

اس طرح شیعوں کی موافقت میں مولانا محمد جوناگڑھی صاحب حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم اجمعین کے اختلافات بیان کرتے ہوئے ان پر اللہ اور رسول ﷺ کے فرمان کی خلاف ورزی کا الزام لگاتے ہوئے لکھتے ہیں: "مرتدوں کی قیدی عورتوں کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لونڈیاں بنالیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا خلاف کیا اور انہیں آزاد کر دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلیفہ نامزد کیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہیں کیا"۔ (طریق محمدی: ص ۲۸۱)

فرقہ غیر مقلدین کے عالموں کی طرح بالکل وہی الزام شیعہ عالم کے حوالے سے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب منہاج السنۃ میں رقم کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "شیعہ مصنف لکھتا ہے: عمر نے اپنے بعد انتخاب خلیفہ کو شوریٰ کے حوالے کر کے سیدنا ابو بکر کی مخالفت کی"۔ "شیعہ مصنف لکھتا ہے: چھٹا اختلاف منکرین زکوٰۃ کے بارے میں ہے۔ سیدنا ابو بکر نے ان سے جنگ کی تھی۔ سیدنا عمر نے اپنے عہد خلافت میں اجتہاد سے کام لے کر لونڈی، غلام اور مال ان کو واپس کیا اور قیدیوں کو رہا کر دیا"۔ (منہاج السنۃ النبویۃ [اردو]: ص ۵۱۳، ۵۷۲)

اس کے برعکس حضرت ابو بکر صدیقؓ کا حضرت عمر فاروقؓ کو خلیفہ ثانی مقرر کرنا اور حضرت عمرؓ کا خلیفہ مقرر نہ کرنے پر اہلسنت والجماعت کا جو نظریہ ہے وہ امام نوویؒ نے شرح مسلم میں کچھ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: "فإن تركه فقد اقتدى بالنبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في

هذا وإلا فقد اقتدى بأبي بكر"۔ "خلیفہ نے اگر خلافت کے لئے کسی کو نامزد نہ کیا تو آنحضرت صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی قتداء کی۔ اور اگر نامزد کر دیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کر لی"۔ (شرح صحیح المسلم النووی: کتاب الفتن عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب الاستخلاف وترکہ، ج ۱۲، ص ۲۰۵)

الاستخلاف وتركه ۲۰۵

لا علي ولا لي فإن أستخلف فقد استخلف من هو خير مني «يعني أبا بكر» وإن أتركُكم فقد تركَكم من هو خير مني رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عبد الله فعرفت أنه حين ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم غير مستخلف حدثنا إسحق بن إبراهيم وابن أبي عمر ومحمد بن رافع وعبد بن حميد وألفاظهم متقاربة قال إسحق وعبد أخبرنا وقال الآخران حدثنا عبد الرزاق أخبرنا معمر عن الزهري أخبرني سالم عن ابن عمر قال دخلت على حفصة فقالت أعلمت أن أباك غير مستخلف قال قلت ما كان ليفعل قالت إنه فاعل قال فحلفت أني أكلمه في ذلك فسكت حتى غدوت ولم أكلمه قال فكنت كأنما أحمل بيميني جبلا حتى رجعت فدخلت عليه فسألني عن حال الناس وأنا أخبره

تقديمه لرغبة وكاره لها فأخشى عجزه عنها. قوله (إن أستخلف فقد استخلف من هو خير مني الى آخره) حاصله أن المسلمين أجمعوا على أن الخليفة اذا حضرته مقدمات الموت وقبل ذلك يجوز له الاستخلاف ويجوز له تركه فان تركه فقد اقتدى بالنبي صلى الله عليه وسلم في هذا والا فقد اقتدى بأبي بكر وأجمعوا على انعقاد الخلافة بالاستخلاف وعلى انعقادها بعقد أهل الحل والعقد لانسان اذا لم يستخلف الخليفة وأجمعوا على جواز جعل الخليفة الأمر شورى بين جماعة كما فعل عمر بالستة وأجمعوا على أنه يجب على المسلمين نصب خليفة ووجوبه بالشرع لا بالعقل وأما ما حكي عن الأصم أنه قال لا يجب وعن غيره أنه يجب بالعقل لا بالشرع فباطلان أما الأصم فمحجوج باجماع من قبله ولا حجة له في بقاء الصحابة بلا خليفة في مدة التشاور يوم السقيفة وأيام الشورى بعد وفاة عمر رضي الله عنه لأنهم لم يكونوا تاركين لنصب الخليفة بل كانوا ساعين في النظر في أمر من يعقد له وأما القائل الآخر ففساد قوله ظاهر لأن العقل لا يوجب شيئا ولا يحسنه ولا يقبحه وإنما يقع ذلك بحسب العادة لا بذاته وفي هذا الحديث دليل أن النبي صلى الله عليه وسلم لم ينص على خليفة

صحيح مسلم

بشرح النووي

الجزء الثاني عشر

الطبعة الأولى

١٣٤٩ هجرية — ١٩٣٠ ميلادية

المطبعة المصرية بالأزهر

فرقہ غیر مقلدین نے نہ صرف صحابہ کرامؓ اور ائمہ اربعہؒ کے اقوال کو غیر حجت قرار دیا بلکہ رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی رائے کو بھی غیر حجت قرار دے دیا۔

فرقہ غیر مقلدین کے خطیب النہد مولانا محمد جوناگڑھی صاحب رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی رائے کو بھی غیر حجت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "تعجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو اس دین والے آج ایک امتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے"۔ (طریق محمدی: ص ۱۷)

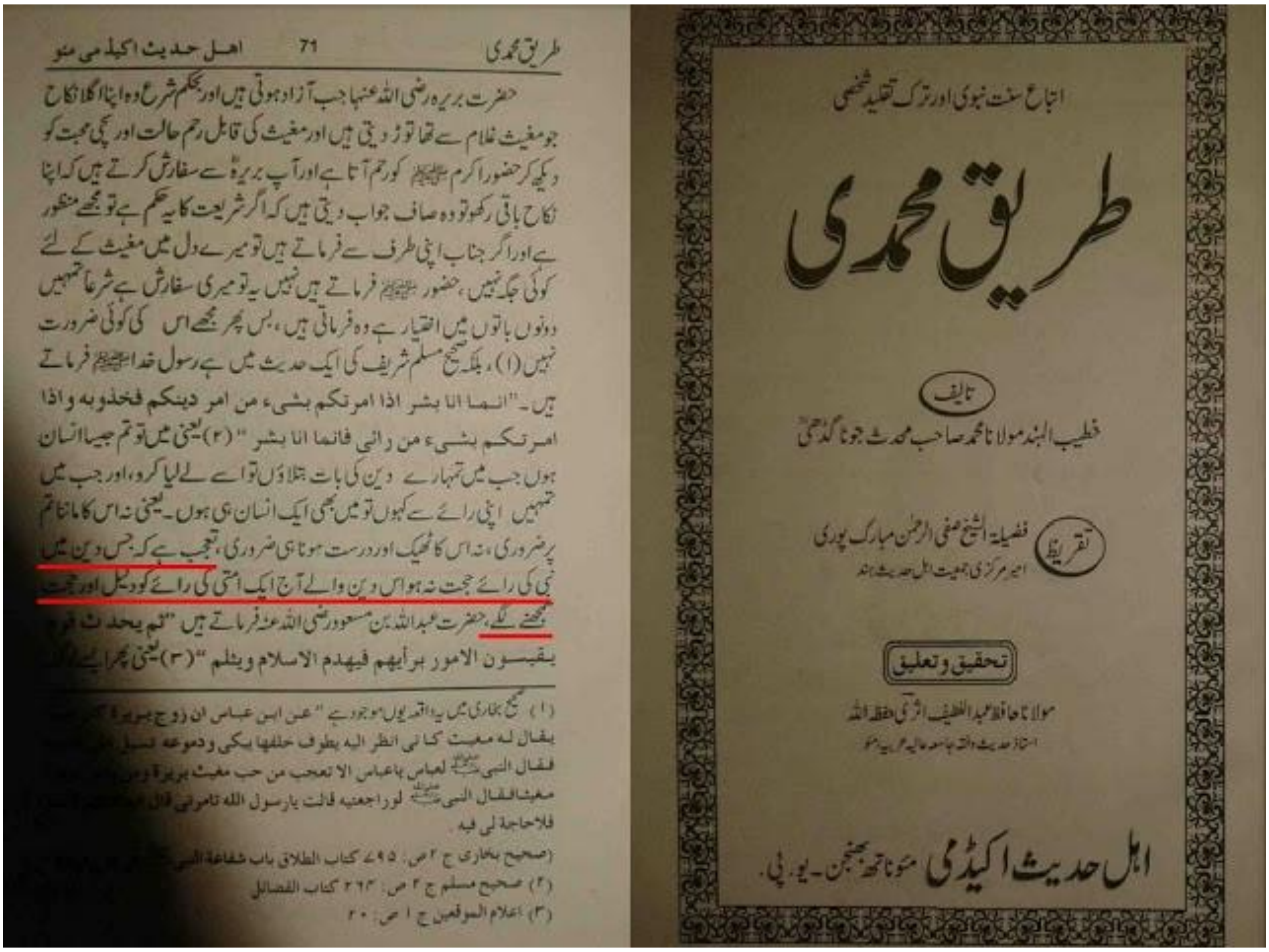

طریق محمدی ۷۱ اہل حدیث اکیڈمی مئو

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا جب آزاد ہوتی ہیں اور بحکم شرع وہ اپنا اگلا نکاح جو مغیث غلام سے تھا توڑ دیتی ہیں اور مغیث کی قابل رحم حالت اور سچی محبت کو دیکھ کر حضور اکرم ﷺ کو رحم آتا ہے اور آپ بریرہؓ سے سفارش کرتے ہیں کہ اپنا نکاح باقی رکھو تو وہ صاف جواب دیتی ہیں کہ اگر شریعت کا یہ حکم ہے تو مجھے منظور ہے اور اگر جناب اپنی طرف سے فرماتے ہیں تو میرے دل میں مغیث کے لئے کوئی جگہ نہیں، حضور ﷺ فرماتے ہیں نہیں یہ تو میری سفارش ہے شرعاً تمہیں دونوں باتوں میں اختیار ہے وہ فرماتی ہیں، بس پھر مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں (۱)، بلکہ صحیح مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں۔"انما انا بشر اذا امرتکم بشیء من امر دینکم فخذوبه واذا امرتکم بشیء من رائی فانما انا بشر "(۲) یعنی میں تو تم جیسا انسان ہوں جب میں تمہارے دین کی بات بتلاؤں تو اسے لے لیا کرو، اور جب میں تمہیں اپنی رائے سے کہوں تو میں بھی ایک انسان ہی ہوں۔ یعنی نہ اس کا ماننا تم پر ضروری، نہ اس کا ٹھیک اور درست ہونا ہی ضروری، تعجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو اس دین والے آج ایک امتی کی رائے کو دلیل اور حجت سمجھنے لگے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ثم یحدث قوم یقیسون الامور برأیهم فیهدم الاسلام ویثلم "(۳) یعنی پھر ایسے لوگ

(۱) صحیح بخاری میں یہ واقعہ یوں موجود ہے "عن ابن عباس ان زوج بریرة ... یقال له مغیث کانی انظر الیه یطوف خلفها یبکی ودموعه تسیل ... فقال النبی ﷺ لعباس یاعباس الا تعجب من حب مغیث بریرة ... مغیثا فقال النبی ﷺ لو راجعته قالت یارسول الله تامرنی قال ... فلاحاجة لی فیه

(صحیح بخاری ج ۲ ص: ۷۹۵ کتاب الطلاق باب شفاعة النبی ...

(۲) صحیح مسلم ج ۲ ص: ۲۶۴ کتاب الفضائل

(۳) اعلام الموقعین ج ۱ ص: ۲۰

اتباع سنت نبوی اور ترک تقلید شخصی

طریق محمدی

تالیف

خطیب الہند مولانا محمد صاحب محدث جونا گڈھی

تقریظ

فضیلۃ الشیخ صفی الرحمن مبارک پوری

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

تحقیق وتعلیق

مولانا حافظ عبداللطیف اثری حفظہ اللہ

استاذ حدیث دارالحدیث جامعہ عالیہ عربیہ مئو

اہل حدیث اکیڈمی مئوناتھ بھنجن۔ یو۔ پی۔

فرقہ غیر مقلدین کے علماء نے نبی ﷺ کی رائے کو غیر حجت قرار دیکر اللہ کے فرمان کی خلاف ورزی کی ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"۔"البتہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں بہترین نمونہ ہے"۔[سورۃ الاحزاب:۲۱]

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور فرمانے لگے کہ ہم یہودیوں سے ایسی دلچسپ باتیں سنتے ہیں جو ہمیں حیرت میں ڈال دیتی ہیں کیا ہم ان میں سے کچھ تحریری شکل میں لاسکتے ہیں؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیا تم بھی یہود ونصاریٰ کی طرح دین میں حیران ہونے لگے ہو۔ جبکہ میں تمہارے پاس واضح، بے غبار اور صاف شفاف دین لے کر آیا ہوں۔ اگر بالفرض موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہو کر دنیا میں تشریف لے آئیں تو ان کے پاس بھی میری تابعداری کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا""۔ دوسری روایت میں آتا ہے کہ:"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہو کر تمہارے درمیان تشریف لے آئیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی تابعداری کرو تو صراط مستقیم سے بھٹک جاؤ گے، اگر وہ زندہ ہوتے تو میری تابعداری کے سوا ان کے پاس بھی کوئی چارہ نہ ہوتا"۔ (مسند امام احمد: ج۳، ص۳۸۷؛ وامام بیہقی فی شعب الایمان کمافی المشکوۃ: ج۱، ص۳۰؛ وفی سنن الدارمی: ج۱، ص۱۱۶)

قارئین کرام ذرا سوچیں کے جس نبی ﷺ کی تابعداری حضرت موسیٰ کلیم اللہ جیسے جلیل القدر پیغمبر پر واجب ہو اس نبی ﷺ کی رائے فرقہ غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں۔ یہی ترک تقلید کا نتیجہ ہے کہ جب انسان کا اعتماد اپنی برگزیدہ ہستیوں پر سے ایک ایک کر کے ختم ہوتا چلا جاتا ہے تو پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس کا بڑے سے بڑے ائمہ کرامؒ وصحابہ کرامؓ حتیٰ کہ رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر سے بھی اعتماد ختم ہو جاتا ہے اور پھر وہ گمراہیت کے اندھیروں میں ایسا بھٹک جاتا ہے جہاں سے واپسی ممکن نہیں رہتی۔ اس

کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ فرقہ غیر مقلدین نے سب سے پہلے فقہاء وصحابہ کرام کے اقوال کو غیر معتبر قرار دیتے ہوئے ان کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ ان کے بعد ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فرقہ منکرین حدیث نے ائمہ محدثین کے اقوال ورسول اللہ ﷺ فرمان کو غیر معتبر قرار دیتے ہوئے ان کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ اوران کے بعد قادیانیوں نے ان دونوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قرآن کی واضح آیات کا انکار کیا اور ختم نبوت اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی انکار کر ڈالا۔

اسی طرح غیر مقلدین کے عصر حاضر کے عالم زبیر علی زئی جن کی غیر مقلد حلقوں میں اندھی تقلید کی جاتی ہے۔ انہوں نے بھی اپنے شیعہ آباؤ اجداد عبدالحق بنارسی، وحید الزمان صدیقی اور نواب صدیق حسن خان کی پیروی کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ، ائمہ مجتہدین اور ائمہ محدثین کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اپنی کتابوں میں صحابہ کرامؓ اور ائمہ مجتہدین و محدثین کے خلاف بہت زہر اگلا ہے جس کی چند مثالیں بمع حوالہ پیش خدمت ہے۔

غیر مقلدین کے شیخ زبیر علی زئی ایک مٹھی سے زائد داڑھی کاٹنے پر جلیل القدر صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کی مخالفت کرتے ہوئے اوران کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے لکھتے ہیں: ”عبداللہ بن عمرؓ کی جو روایت پیش کی جاتی ہے وہ ان کا اپنا عمل ہے اوران کا عمل دین میں دلیل نہیں بنتا۔ صحابی کا قول اور اپنا عمل دلیل نہیں بنتا۔۔۔ صحابی کا اپنا عمل اور قول دلیل نہیں جب یہ دلیل نہیں تو اس سے گنجائش کیسے ملی؟“۔ (شرعی احکام کا انسائیکلوپیڈیا: ص۱۵۸)

158 شرعی احکام کا انسائیکلوپیڈیا

”کچھ لوگوں نے یہ مسئلہ بنایا ہے کہ داڑھی رکھنا سنت ہے، فرض نہیں۔ عام لوگوں کا یہ ذہن ہے اس کو سنت سمجھتے ہیں، یہ نظریہ بھی غلط ہے، داڑھی رکھنا بڑھانا سنت نہیں بلکہ فرض ہے، واجب ہے اور داڑھی کٹانا فرض اور واجب کی خلاف ورزی ہے، نافرمانی ہے، حرام ہے اور گناہ ہے۔“

مٹھی سے زائد داڑھی کاٹنا بالکل غلط ہے:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی جو روایت پیش کی جاتی ہے وہ ان کا اپنا عمل ہے اور ان کا عمل دین میں دلیل نہیں بنتا۔ صحابی کا اپنا قول اور اپنا عمل دلیل نہیں بنتا صحابی رضی اللہ عنہ اگر نبی کریم ﷺ کا قول وعمل اور نبی ﷺ کی تصویب تقریر بیان کریں تو وہ دلیل ہے صحابی کا اپنا عمل اور قول دلیل نہیں جب یہ دلیل نہیں تو اس سے گنجائش کیسے ملی؟

اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿ اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴾ [الاعراف: ۳]

”جو کچھ رب تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس کی اتباع کرو اور اس کے علاوہ اولیاء کی اتباع نہ کرو تم بہت ہی تھوڑی نصیحت حاصل کرتے ہو۔“

نصیحت حاصل کرو ﴿ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾ یہ حجت ہے یہ دلیل ہے قرآن مجید ہو اور نبی کریم ﷺ کی سنت اور حدیث ہو یہ دلیل ہیں موقوفات اور بزرگوں کے اقوال یہ دین میں دلیل نہیں بنتے۔“ (مقالات نور پوری: ص ۲۶۴، ۲۶۷)

تفصیلی بحث مفصل کتاب میں دیکھیں۔

سفید داڑھی کو رنگنا بھی چاہیے:

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ نے اپنے سر کے بالوں کو مہندی لگائی ہوئی تھی۔“ (مسند أحمد ۴/ ۱۶۳ ح ۱۷۴۹۸ وسندہ صحیح)

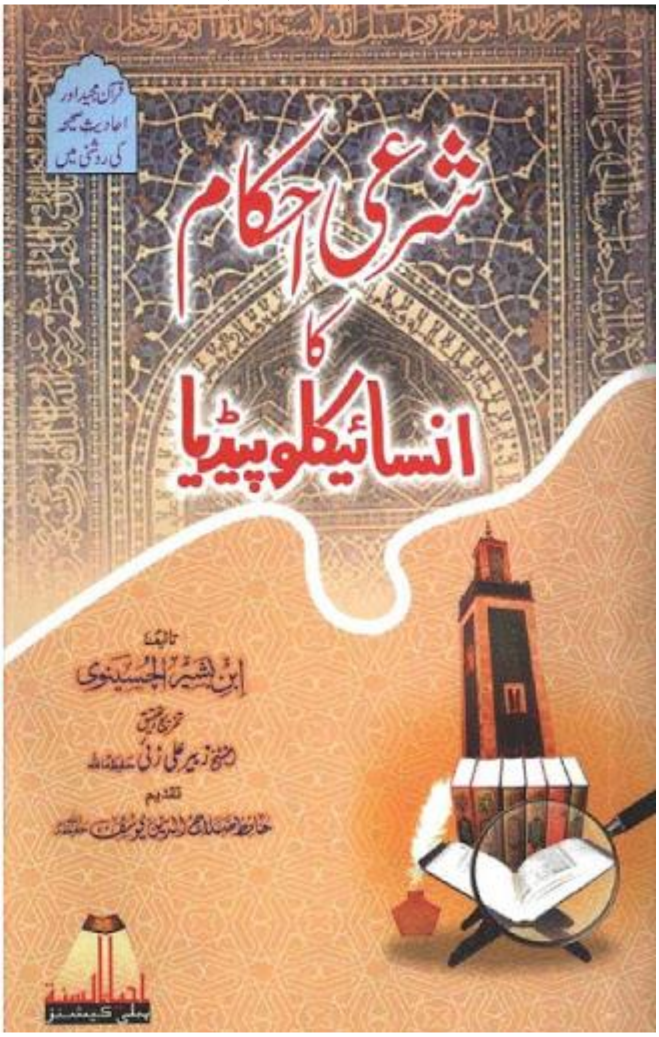

اس کے برعکس امام بخاریؒ اپنی صحیح میں داڑھی کے مسئلے پر نبی کریم ﷺ کی حدیث کے فوراً بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل رقم کرتے ہیں جس سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ رسول ﷺ نے جو داڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا تو کہاں تک بڑھانے کا حکم فرمایا تھا۔

"حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ "خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ، وَفِّرُوا اللِّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ"۔ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ"۔ "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مشرکین کے خلاف کرو، داڑھی چھوڑ دو اور مونچھیں کترواؤ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی (ہاتھ سے) پکڑ لیتے اور (مٹھی) سے جو بال زیادہ ہوتے انہیں کتروا دیتے"۔ (صحیح البخاری: ج۷، کتاب اللباس، باب تَقْلِيمِ الأَظْفَارِ، رقم الحدیث ۵۸۹۲)

٥٨٩٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ مِنهالٍ، حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنا عُمَرُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ زَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ ووَفِّرُوا اللِّحَى، وأَحْفُوا الشَّوارِبَ)). وكَانَ ابنُ عُمَرَ إذَا حَجَّ أَوْ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ.

[طرفه في: ٥٨٩٣].

(۵۸۹۲) ہم سے محمد بن منہال نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یزید بن زریع نے' انہوں نے کہا ہم سے عمر بن محمد بن زید نے بیان کیا' ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مشرکین کے خلاف کرو' داڑھی چھوڑ دو اور مونچھیں کترواؤ۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی (ہاتھ سے) پکڑ لیتے اور (مٹھی) سے جو بال زیادہ ہوتے انہیں کتروا دیتے۔

تعجب کی بات ہے کہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جو سنت رسول ﷺ کے سب سے زیادہ حریص تھے اور جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا خود دیدار کیا اور آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کو بہت قریب سے دیکھا، جن کی صداقت کے بارے میں اللہ پاک نے اپنے قرآن میں اور نبی پاک ﷺ نے اپنے فرمان میں گواہی دی، ان کا قول اور عمل غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں اور پندرہویں صدی ہجری کے پرفتن دور میں پیدا ہونے والے جناب زبیر علی زئی جن کی صداقت کی گواہی ان کے اپنے فرقے کے لوگ نہیں دیتے ان کا قول اور عمل غیر مقلدین کے نزدیک حجت ہے۔

جبکہ صحابہ کرامؓ کے قول و فعل کے معتبر ہونے کی گواہی خود رسول اللہ ﷺ نے دی ہے: "حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ـ رضى الله عنه ـ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ "خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ، وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ"" ۔ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے اور اس کے بعد ایسے لوگوں کا زمانہ آئے گا جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے"۔ (صحیح البخاری: ج۴، کتاب الشهادات، باب لَا يَشْهَدُ عَلَى شَهَادَةِ جَوْرٍ إِذَا أُشْهِدَ، رقم الحدیث ۲۶۵۲)

''أَخْبَرَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ الْخُزَاعِيُّ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لَقَدْ أَدْرَكْتُ أَقْوَامًا لَوْ لَمْ يُجَاوِزْ أَحَدُهُمْ ظُفْرًا لَمَا جَاوَزْتُهُ كَفَى إِزْرَاءً عَلَى قَوْمٍ أَنْ تُخَالَفَ أَفْعَالُهُمْ''۔ ''حضرت ابراہیم نخعی ارشاد فرماتے ہیں میں نے ایسے لوگوں (صحابہ کرامؓ) کا زمانہ پایا ہے اگر ان میں سے کوئی ایک شخص ایک ناخن جتنا بھی آگے نہ بڑھتا تو میں بھی آگے نہ بڑھتا کسی بھی قوم کی ذلت کے لئے کافی ہے تم ان (صحابہ کرامؓ) کے افعال کی مخالفت کرنے لگو''۔ (سنن دارمی: جلد اول، مقدمہ دارمی، رقم الحدیث ۲۲۴)

۲۔ اسی طرح زبیر علی زئی امام ابو حنیفہؒ کے تابعی ہونے کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''حنیفہ کے مزعوم امام ابو حنیفہ تابعی نہیں تھے''۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے تابعی ہونے کا اقرار کرنے والے امام ابن عبد البرؒ (المتوفی: ۳۶۸ھ)، امام ابن الندیمؒ (المتوفی: ۴۳۸ھ)، امام یافعیؒ (المتوفی: ۷۰۰ھ)، امام ابن کثیرؒ (المتوفی: ۷۰۱ھ)، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (المتوفی: ۷۷۳ھ)، علامہ عینی حنفیؒ (المتوفی: ۷۶۲ھ) اور امام ابن العماد حنبلیؒ (المتوفی: ۱۰۳۲ھ) کے اقوال کو منقطع و بے سند قرار دیتے ہوئے امام ابو حنیفہؒ کے اس قول پر قیاس کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''"میں نے عطاء (بن ابی رباحؒ) سے زیادہ افضل کوئی نہیں دیکھا"۔ ظاہر ہے کہ اس گواہی سے ثابت ہوا کہ امام صاحب نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا تھا، ورنہ وہ یہ کبھی نہ کہتے: میں نے عطاء سے زیادہ افضل کوئی نہیں دیکھا''۔ (تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات: ج۶، ص ۱۶۵)

165 مقالات⑥

حنفیہ کے مزعوم امام ابو حنیفہ تابعی نہیں تھے

محمد ارشد سجاد دیوبندی نے حنفیہ کے امام ابو حنیفہ (متوفی ۱۵۰ھ) کے بارے میں لکھا ہے: ''اللہ رب العزت نے آپ کو بے شمار خوبیوں اور صفات سے نوازا تھا جن میں سے ایک بہت بڑی صفت یہ بھی ہے کہ آپ تابعیت کے بلند پایہ مرتبہ پر بھی فائز ہوئے۔''

اس کے بعد ارشد سجاد صاحب نے درج ذیل علماء کے ذاتی اقوال پیش کئے:

۱: ابن الندیم (پیدائش نامعلوم، وفات ۴۳۸ھ بحوالہ معجم المولفین)

۲: ابن عبدالبر (پیدائش ۳۶۸ھ) ۳: ذہبی (پیدائش ۶۷۳ھ)

۴: یافعی (پیدائش ۷۰۰ھ) ۵: ابن کثیر (پیدائش ۷۰۱ھ)

۶: ابن حجر العسقلانی (پیدائش ۷۷۳ھ) ۷: عینی حنفی (پیدائش ۷۶۲ھ)

۸: ابن العماد حنبلی (پیدائش ۱۰۳۲ھ) (دیکھئے الیاس گھمن کا قافلہ ج ۷ ش ۱ ص ۳۹-۴۰)

یہ سب علماء حنفیہ کے امام کی وفات کے بہت عرصہ بعد پیدا ہوئے تھے، لہٰذا ان کے اقوال منقطع و بے سند ہونے کی وجہ سے یہاں مردود ہیں۔ ان منقطع و بے سند اقوال کے مقابلے میں حنفیہ کے امام ابو حنیفہ نے خود اپنے بارے میں فرمایا: " ما رأيت أفضل من عطاء " میں عطاء (بن ابی رباح) سے زیادہ افضل کوئی نہیں دیکھا۔ (الکامل لابن عدی ۷/۲۴۷۳، والقطال طبعہ جدیدہ ۸/۲۳۷ وسندہ صحیح، مسند علی بن الجعد ۲/۷۷۷ ح ۲۰۶۲، دوسرا نسخہ: ۱۹۷۸، تاریخ بغداد ۱۳/۳۲۵، العلل الصغیر للترمذی ص ۸۹۱، کتاب القراءت خلف الامام للبیہقی ص ۱۴۲ تحت ح ۳۱۶ دوسرا نسخہ ص ۱۵۷ تحت ح ۳۳۵)

ظاہر ہے کہ اس گواہی سے ثابت ہوا کہ امام صاحب نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا تھا، ورنہ وہ یہ کبھی نہ کہتے: میں نے عطاء سے زیادہ افضل کوئی نہیں دیکھا۔ امام صاحب کے اپنے اس قول اور گواہی کے مقابلے میں اگر مذکورہ حوالوں کی طرح بے سند و منقطع ایک ہزار حوالے بھی ہوں تو علمی میدان میں ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ (دیکھئے توضیح الاحکام ۲/۴۰۳-۴۰۸)

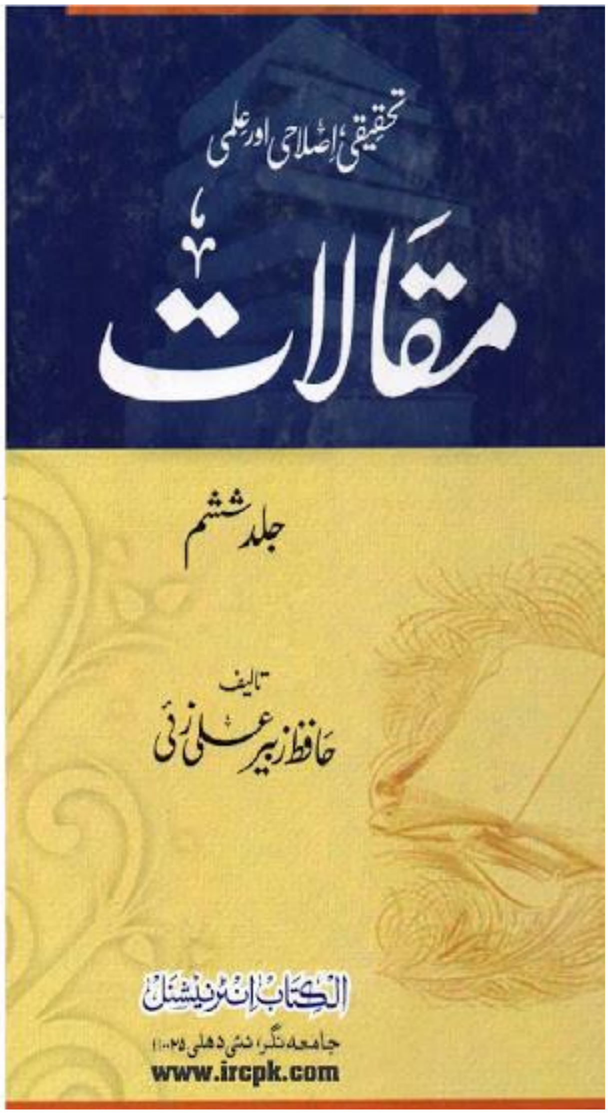

علم تفسیر کے میدان میں امام عماد الدین ابن کثیر شافعیؒ کو اور علم حدیث و فن جرح و تعدیل کے میدان میں امام ذہبیؒ اور ابن حجر عسقلانیؒ کی تحقیق کو حجت مانا جاتا ہے جو کہ امام ابو حنیفہؒ کے تابعی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔

حافظ الحدیث و مفسر قرآن عماد الدین ابن کثیر شافعیؒ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ ان الفاظ سے کرتے ہیں: ”وہ امام ہیں، عراق کے فقیہ ہیں، آئمہ اسلام اور بڑی شخصیات میں سے ایک شخصیت ہیں، ارکان علماء میں سے ایک ہیں، ائمہ اربعہ جن کے مذاہب کی پیروی کی جاتی ہے ان میں سے ایک امام ہیں۔ آپ نے صحابہؓ کا زمانہ پایا اور حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا ہے اور بعض کا قول ہے کہ کسی صحابی کو دیکھا ہے اور بعض نے بیان کیا کہ آپ نے سات صحابہ سے روایت کی ہے“۔ (البدایۃ والنہایۃ: ج ۱۰، ص ۱۰۷)

حافظ الحدیث و مفسر قرآن عماد الدین ابن کثیر شافعیؒ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ ان الفاظ سے کرتے ہیں: ”وہ امام ہیں، عراق کے فقیہ ہیں، آئمہ اسلام اور بڑی شخصیات میں سے ایک شخصیت ہیں، ارکان علماء میں سے ایک ہیں، ائمہ اربعہ جن کے مذاہب کی پیروی کی جاتی ہے ان میں سے ایک امام ہیں۔ آپ نے صحابہؓ کا زمانہ پایا اور حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا ہے اور بعض کا قول ہے کہ کسی صحابی کو دیکھا ہے اور بعض نے بیان کیا کہ آپ نے سات صحابہ سے روایت کی ہے“۔ (البدایۃ والنہایۃ: ج ۱۰، ص ۱۰۷)

جعفر ابن أمير المؤمنين المنصور ، ودفن أولاً بمقابر بني هاشم من بغداد ، ثم نقل منها إلى موضع آخر .
وفيها توفي عبد الملك بن عبد العزيز بن جريج أحد أئمة أهل الحجاز ، ويقال إنه أول من جمع السنن . وعثمان بن الأسود ، وعمر بن محمد بن زيد . وفيها توفي الإمام أبو حنيفة .

ذكر ترجمته

هو الإمام أبو حنيفة واسمه النعمان بن ثابت التيمي مولاهم الكوفي ، فقيه العراق ، وأحد أئمة الإسلام ، والسادة الأعلام ، وأحد أركان العلماء ، وأحد الأئمة الأربعة أصحاب المذاهب المتبوعة ، وهو أقدمهم وفاة ، لأنه أدرك عصر الصحابة ، ورأى أنس بن مالك ، قيل وغيره . وذكر بعضهم أنه روى عن سبعة من الصحابة فالله أعلم .

وروى عن جماعة من التابعين منهم الحكم وحماد بن أبي سليمان ، وسلمة بن كهيل ، وعامر الشعبي ، وعكرمة ، وعطاء ، وقتادة ، والزهري ، ونافع مولى ابن عمر ، ويحيى بن سعيد الأنصاري وأبو إسحاق السبيعي . وروى عنه جماعة منهم ابنه حماد وإبراهيم بن طهمان ، وإسحاق بن يوسف الأزرق ، وأسد بن عمرو القاضي ، والحسن بن زياد اللؤلؤي ، وحمزة الزيات ، وداود الطائي ، وزفر ، وعبد الرزاق ، وأبو نعيم ، ومحمد بن الحسن الشيباني ، وهشيم ، ووكيع ، وأبو يوسف القاضي . قال يحيى بن معين : كان ثقة ، وكان من أهل الصدق ولم يتهم بالكذب ، ولقد ضربه ابن هبيرة على القضاء فأبى أن يكون قاضياً . وقد كان يحيى بن سعيد يختار قوله في الفتوى ، وكان يحيى يقول : لا نكذب الله ! ما سمعنا أحسن من رأي أبي حنيفة ، وقد أخذنا بأكثر أقواله . وقال عبد الله بن المبارك : لولا أن الله أعانني بأبي حنيفة وسفيان الثوري لكنت كسائر الناس . وقال في الشافعي : رأيت رجلاً لو كلمك في هذه السارية أن يجعلها ذهباً لقام بحجته : وقال الشافعي : من أراد الفقه فهو عيال على أبي حنيفة ، ومن أراد السير فهو عيال على محمد بن إسحاق ، ومن أراد الحديث فهو عيال على مالك ، ومن أراد التفسير فهو عيال على مقاتل بن سليمان . وقال عبد الله بن داود الخريبي : ينبغي للناس أن يدعوا في صلاتهم لأبي حنيفة ، لحفظه الفقه والسنن عليهم . وقال سفيان الثوري وابن المبارك : كان أبو حنيفة أفقه أهل الأرض في زمانه . وقال أبو نعيم : كان صاحب غوص في المسائل . وقال مكي بن إبراهيم : كان أعلم أهل الأرض . وروى الخطيب بسنده عن أسد بن عمرو أن أبا حنيفة كان يصلي بالليل ويقرأ القرآن في كل ليلة ، ويبكي حتى يرحمه جيرانه . ومكث أربعين سنة يصلي الصبح بوضوء العشاء ، وختم القرآن في الموضع الذي توفي فيه سبعين ألف مرة ، وكانت وفاته في رجب من هذه السنة - أعني سنة خمسين ومائة - وعن ابن معين سنة إحدى وخمسين . وقال غيره : سنة ثلاث وخمسين . والصحيح الأول .

الحافظ ابن كثير
الدمشقي المتوفى سنة ٧٧٤هـ

البداية والنهاية

الجزء العاشر

الطبعة الثامنة
١٤١٠هـ - ١٩٩٠م
بيروت - لبنان
ضبطت وصححت هذه الطبعة على عدة نسخ وذيلت بشروح
قامت بها هيئة بإشراف الناشر
مكتبة المعارف
بيروت

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے حالات

آپ کا نام نعمان بن ثابت تیمی ہے آپ عراق کے فقیہ اور آئمہ اسلام اور سادات اعلام اور شریف علماء اور مذاہب اربعہ

البدایہ والنہایہ: جلد دہم ۱۳۳ ۱۵۰ھ میں رونما ہونے والے حالات و واقعات کا بیان

[illegible]
بن مالک کو دیکھا ہے اور بعض کا قول ہے کہ کسی اور صحابی کو دیکھا ہے اور بعض نے بیان کیا کہ آپ نے سات صحابہ سے روایت کی ہے۔ واللہ اعلم۔

اور تابعین کی ایک جماعت سے بھی روایت کی ہے جس میں الحکم حماد بن ابی سلیمان، سلمہ بن کہیل، عامر الشعبی، عکرمہ، عطاء، قتادہ، زہری، حضرت ابن عمر کے غلام نافع، یحییٰ بن سعید انصاری اور ابو اسحاق السبیعی شامل ہیں۔

اور آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ہے جس میں آپ کا بیٹا حماد اور ابراہیم بن طہمان، اسحاق بن یوسف ازرق، قاضی اسد بن عمرو، حسن بن زیاد اللؤلؤی، حمزہ زیات، داؤد طائی، زفر، عبد الرزاق، ابو نعیم، محمد بن حسن شیبانی، وکیع اور قاضی ابو یوسف شامل ہیں۔

یحییٰ بن معین نے بیان کیا ہے کہ آپ ثقہ اور راست باز تھے اور کذب سے متہم نہ تھے اور ابن ہبیرہ نے قضاء کے بارے میں آپ کو مارا مگر آپ نے قاضی بننے سے انکار کر دیا اور یحییٰ بن سعید فتویٰ میں آپ کے قول کو پسند کرتے تھے اور یحییٰ کہا کرتے تھے ہم اللہ کی تکذیب کرتے ہیں ہم نے امام ابو حنیفہ کی رائے سے بہتر رائے نہیں سنی اور ہم نے آپ کے اکثر اقوال کو اپنایا ہے اور حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے ذریعے میری مدد نہ کرتا تو میں بھی بقیہ لوگوں کی طرح ہوتا اور حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے کہ اگر وہ تجھ سے اس ستون کے بارے میں گفتگو کرے تو وہ اسے اپنی حجت سے سونا ثابت کر دے نیز حضرت امام شافعی نے فرمایا ہے جو علم فقہ حاصل کرنا چاہے وہ امام ابو حنیفہ کا محتاج ہے اور جو سیرت حاصل کرنا چاہے وہ محمد بن اسحاق کا محتاج ہے اور جو علم حدیث حاصل کرنا چاہے وہ حضرت امام مالک کا محتاج ہے اور جو علم تفسیر حاصل کرنا چاہے وہ مقاتل بن سلیمان کا محتاج ہے۔

اور عبداللہ بن داؤد الحربی نے بیان کیا ہے لوگوں کو چاہیے کہ وہ ہر نماز میں حضرت امام ابو حنیفہ کے لیے ان کے حفظ فقہ و سنن کی وجہ دعا کریں اور سفیان ثوری اور ابن المبارک نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ اپنے زمانے کے لوگوں سے سب سے بڑے فقیہ تھے اور ابو نعیم نے بیان کیا ہے کہ آپ مسائل کی تہہ تک پہنچنے والے تھے اور مکی بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ آپ اہل ارض کے سب سے بڑے عالم تھے اور خطیب نے اپنی سند سے بحوالہ اسد بن عمرو روایت کی ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رات کو نماز پڑھتے تھے اور ہر شب کو قرآن پڑھتے تھے اور روتے تھے حتیٰ کہ آپ کے پڑوسیوں کو آپ پر رحم آ جاتا تھا آپ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے اور جس جگہ آپ نے وفات پائی آپ نے اس میں ستر ہزار دفعہ قرآن ختم کیا اور آپ کی وفات اس سال یعنی ۱۵۰ھ کے ماہ رجب میں ہوئی اور ابن معین نے ۱۵۱ھ اور دوسروں نے ۱۵۳ھ میں آپ کی وفات بیان کی ہے اور پہلا قول صحیح ہے اور آپ کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی اور آپ کی کل عمر ستر سال ہوئی اور بھیڑ کی کثرت کی وجہ سے بغداد میں

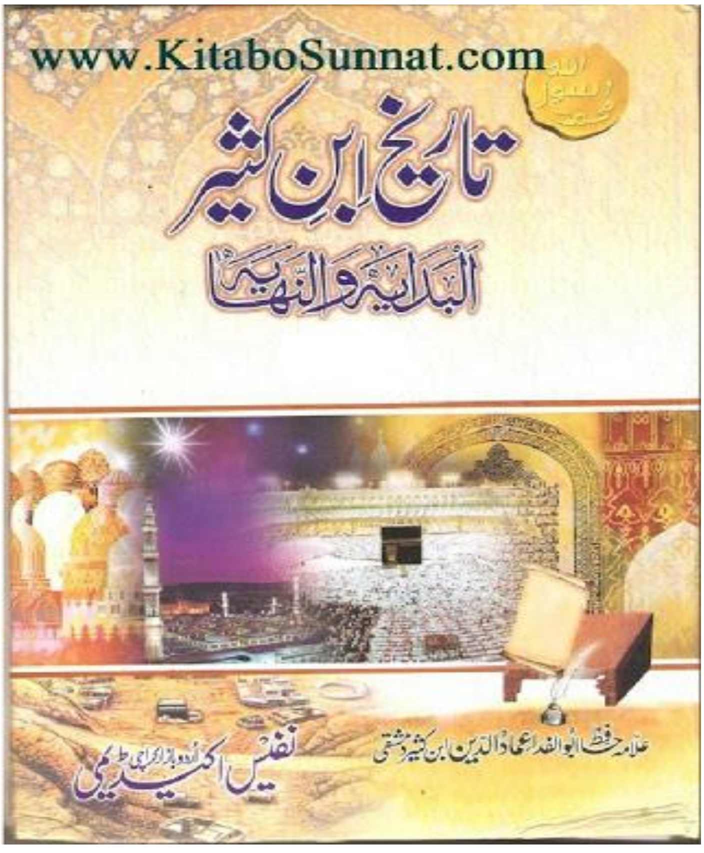

حافظ ذہبیؒ الشافعی (المتوفی ۷۴۸ھ) اپنی کتاب "تذکرۃ الحفاظ" میں امام صاحب کا ذکر "ابوحنیفۃ الإمام الأعظم" کے عنوان سے کرتے ہیں:
"حضرت امامؒ کی پیدائش سنہ ۸۰ھ میں ہوئی، آپؒ نے حضرت انس بن مالکؓ (۹۳ھ) کو جب وہ کوفہ گئے تو کئی دفعہ دیکھا۔ امام ابوحنیفہؒ نے عطاء، نافع، عبد الرحمن بن ہرمز الاعرج، سلمہ بن کہیل، ابی جعفر، محمد بن علی، قتادہ، عمرو بن دینار، ابی اسحاق اور بہت سے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے اور ابوحنیفہ سے وکیع، یزید بن ہارون، سعد بن صلت، ابوعاصم، عبد الرزاق، عبید اللہ بن موسیٰ، ابونعیم، ابوعبد الرحمن المقری اور خلق کثیر نے روایت لی ہے اور ابوحنیفہ امام تھے اور زاہد پرہیزگار عالم، عامل، متقی اور بڑی شان والے تھے۔ حضرت ضرار بن صرد نے کہا، مجھ سے حضرت یزید بن ہارون نے پوچھا کہ سب سے زیادہ فقہ (سمجھ) والا امام ثوریؒ ہیں یا امام ابوحنیفہؒ؟ تو انہوں نے کہا کہ: ابوحنیفہؒ (حدیث میں) افقہ (سب سے زیادہ فقیہ) ہیں اور سفیانؒ (ثوری) تو سب سے زیادہ حافظ ہیں حدیث میں۔ حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ نے فرمایا: امام ابوحنیفہؒ لوگوں میں سب سے زیادہ فقہ (سمجھ) رکھنے والے تھے۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں: "جو شخص فقہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کو لازم پکڑے کیونکہ تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کے عیال (محتاج) ہیں۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں: بے شک ابوحنیفہؒ (حدیث میں) امام تھے"۔ (تذکرۃ الحفاظ: دار الکتب العلمیۃ، جلد ۱ صفحۃ ۱۶۸، طبقہ ۵، بیان: أبوحنیفۃ إمامِ أعظم)

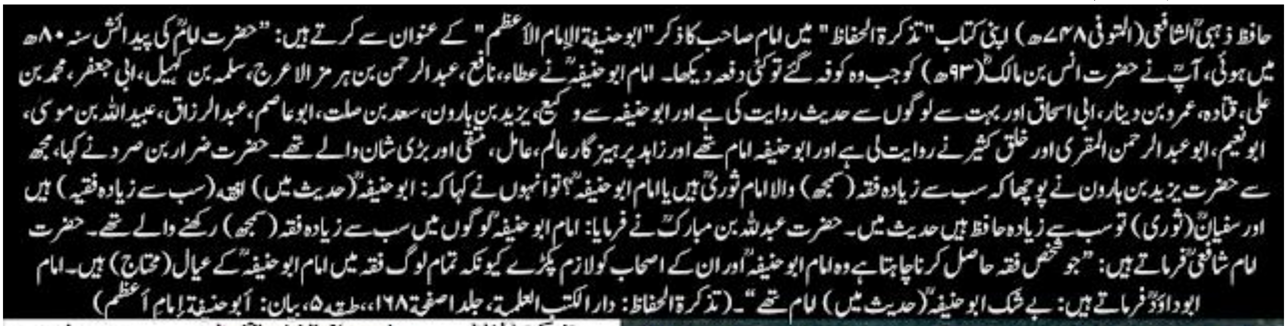
حافظ ذہبیؒ الشافعی (المتوفی ۷۴۸ھ) اپنی کتاب "تذکرۃ الحفاظ" میں امام صاحب کا ذکر "ابوحنیفۃ الإمام الأعظم" کے عنوان سے کرتے ہیں: "حضرت امامؒ کی پیدائش سنہ ۸۰ھ میں ہوئی، آپؒ نے حضرت انس بن مالکؓ (۹۳ھ) کو جب وہ کوفہ گئے تو کئی دفعہ دیکھا۔ امام ابوحنیفہؒ نے عطاء، نافع، عبد الرحمن بن ہرمز الاعرج، سلمہ بن کہیل، ابی جعفر، محمد بن علی، قتادہ، عمرو بن دینار، ابی اسحاق اور بہت سے لوگوں سے حدیث روایت کی ہے اور ابوحنیفہ سے وکیع، یزید بن ہارون، سعد بن صلت، ابوعاصم، عبد الرزاق، عبید اللہ بن موسیٰ، ابونعیم، ابوعبد الرحمن المقری اور خلق کثیر نے روایت لی ہے اور ابوحنیفہ امام تھے اور زاہد پرہیزگار عالم، عامل، متقی اور بڑی شان والے تھے۔ حضرت ضرار بن صرد نے کہا، مجھ سے حضرت یزید بن ہارون نے پوچھا کہ سب سے زیادہ فقہ (سمجھ) والا امام ثوریؒ ہیں یا امام ابوحنیفہؒ؟ تو انہوں نے کہا کہ: ابوحنیفہؒ (حدیث میں) افقہ (سب سے زیادہ فقیہ) ہیں اور سفیانؒ (ثوری) تو سب سے زیادہ حافظ ہیں حدیث میں۔ حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ نے فرمایا: امام ابوحنیفہؒ لوگوں میں سب سے زیادہ فقہ (سمجھ) رکھنے والے تھے۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں: "جو شخص فقہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کو لازم پکڑے کیونکہ تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کے عیال (محتاج) ہیں۔ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں: بے شک ابوحنیفہؒ (حدیث میں) امام تھے"۔ (تذکرۃ الحفاظ: دار الکتب العلمیۃ، جلد ۱ صفحۃ ۱۶۸، طبقہ ۵، بیان: أبوحنیفۃ إمامِ أعظم)

تذكرة الحفاظ — ابو حنيفة الامام الأعظم — ج ١ - ط ٥

١٦٣ ١/٥ س — ابو حنيفة الامام الاعظم

فقيه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التيمي مولاهم الكوفي مولده سنة ثمانين رأى انس بن مالك غير مرة لما قدم عليهم الكوفة رواه ابن سعد عن سيف بن جابر انه سمع اباحنيفة يقوله و حدث عن عطاء و نافع و عبد الرحمن بن هرمز الاعرج و عدى بن ثابت و سلمة بن كهيل و ابى جعفر محمد بن على و قتادة و عمرو بن دينار و ابى اسحاق و خلق كثير . تفقه به زفر بن الهذيل و داود الطائي و القاضى ابو يوسف و محمد بن الحسن و اسد بن عمرو و الحسن بن زياد اللؤلؤى و نوح الجامع و ابو مطيع البلخى و عدة . وكان قد تفقه بحماد بن ابى سليمان و غيره وحدث عنه وكيع و يزيد بن هارون و سعد بن الصلت و ابو عاصم و عبد الرزاق و عبيد الله بن موسى و ابو نعيم و ابو عبد الرحمن المقرى و بشر كثير . وكان اماما و رعا عالما عاملا متعبدا كبير الشأن لا يقبل جوائز السلطان بل يتجر و يتكسب .

قال ضرار بن صرد سئل يزيد بن هارون ايما افقه الثورى او ابو حنيفة ؟ فقال : ابو حنيفة افقه و سفيان احفظ للحديث . و قال ابن المبارك : ابوحنيفة افقه الناس . و قال الشافعى : الناس فى الفقه عيال على ابى حنيفة . و قال يزيد ما رأيت احدا اورع و لا اعقل من ابى حنيفة . و روى احمد بن محمد بن القاسم بن محرز عن يحيى بن معين قال : لا بأس به لم يكن يتهم . ولقد ضربه يزيد بن عمر بن هبيرة على القضاء فابى ان

١٦٨ (٤٢) يكون

امام ذہبیؒ اور ابن کثیرؒ کی طرح امام ابن الحجر العسقلانی الشافعیؒ (المتوفی ۸۵۲ھ) نے بھی اسماء الرجال کی اپنی مشہور کتاب تہذیب التہذیب میں امام ابوحنیفہؒ کے علم، عمل اور تقویٰ کو نہایت تفصیل سے بیان کرتے ہوئے فرمایا: "انہوں نے دیکھا حضرت انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) کو"۔ (تہذیب التہذیب: ج ۱۰، ص ۴۴۹-۴۵۱)

امام ذہبیؒ اور ابن کثیرؒ کی طرح امام ابن الحجر العسقلانی الشافعیؒ (المتوفی ۸۵۲ھ) نے بھی اسماء الرجال کی اپنی مشہور کتاب تہذیب التہذیب میں امام ابو حنیفہؒ کے علم، عمل اور تقویٰ کو نہایت تفصیل سے بیان کرتے ہوئے فرمایا: "انہوں نے دیکھا حضرت انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) کو"۔ (تہذیب التہذیب: ج ۱۰، ص ۴۴۹-۴۵۱)

علم حدیث اور فن جرح وتعدیل کے میدان میں امام ذہبیؒ اور ابن حجر عسقلانیؒ کی تحقیق کو حجت مانا جاتا ہے۔

ج (۱۰) تہذیب التہذیب ۴۵۰ النون ـ النعمان

ابوحنيفة ثقة لايحدث بالحديث الا بما يحفظه ولا يحدث بما لا يحفظ وقال صالح بن محمد الاسدى عن ابن معين كان ابوحنيفة ثقة في الحديث وقال ابووهب محمد بن مزاحم سمعت ابن المبارك يقول افقه الناس ابوحنيفة مارأيت في الفقه مثله وقال ايضا لولا ان الله تعالى اغاثني بابي حنيفة و سفيان كنت كسائر الناس وقال ابن ابي خيثمة ثنا سليمان بن ابي شيخ قال كان ابو حنيفة ورعا سخيا وعن ابن عيسى بن الطباع سمعت روح بن عبادة يقول كنت عند ابن جريج سنة خمسين ومائة فاتاه موت ابي حنيفة فاسترجع وتوجع وقال اي علم ذهب قال وفيها مات ابن جريج وقال ابونعيم كان ابو حنيفة صاحب غوص في المسائل وقال احمد بن علي بن سعيد القاضي سمعت يحيى ابن معين يقول سمعت يحيى بن سعيد القطان يقول لا نكذب الله ما سمعنا احسن من رأي ابي حنيفة وقد اخذنا باكثر اقواله (۲) وقال الربيع وحرملة سمعنا الشافعي يقول الناس عيال في الفقه على ابي حنيفة ويروى عن ابي يوسف قال بينا انا امشي مع ابي حنيفة اذ سمعت رجلا يقول لرجل هذا ابوحنيفة لاينام الليل فقال ابوحنيفة لا يتحدث عني بما لم افعل فكان يحيي الليل بعد ذلك وقال اسمعيل بن حماد بن ابي حنيفة عن ابيه قال لما مات ابي سألنا الحسن بن عمارة ان يتولى غسله ففعل فلما غسله قال رحمك الله تعالى وغفر لك لم تفطر منذ ثلاثين سنة ولم تتوسد يمينك بالليل منذ اربعين سنة وقد اتعبت من بعدك وفضحت القراء وقال علي بن معبد ثنا عبيد الله بن عمرو الرقي قال كلم ابن هبيرة اباحنيفة ان يلي قضاء الكوفة فابى عليه فضربه مائة

(۲) قال ابن معين وكان القطان يذهب الى قول الكوفيين و يختار قوله من قولهم ۱۲ تهذيب

ج (۱۰) تهذيب التهذيب ۴۴۹ النون ـ النعمان

على الكلاعي فقتله وقال المفضل الغلابي وغيره قتل سنة ست وستين ه (۱)

(۸۱۷) ت س ـ النعمان بن ثابت التيمي ابوحنيفة الكوفي مولى بني تيم الله ابن ثعلبة وقيل انه من ابناء فارس ـ رأى انسا وروى عن عطاء بن ابي رباح وعاصم بن ابي النجود وعلقمة بن مرثد وحماد بن ابي سليمان والحكم بن عتيبة وسلمة بن كهيل وابي جعفر محمد بن علي وعلي بن الاقمر وزياد بن علاقة وسعيد بن مسروق الثوري وعدي بن ثابت الانصاري وعطية بن سعيد العوفي وابي سفيان السعدي وعبد الكريم ابي امية ويحيى بن سعيد الانصاري وهشام بن عروة في آخرين ـ وعنه ابنه حماد وابراهيم بن طهمان وحمزة بن حبيب الزيات وزفر بن الهذيل وابويوسف القاضي وابويحيى الحماني وعيسى بن يونس ووكيع ويزيد بن زريع واسد بن عمرو البجلي وحكام بن يعلى بن سلم الرازي وخارجة بن مصعب وعبد المجيد بن ابي رواد وعلي بن مسهر ومحمد بن بشر العبدي وعبد الرزاق ومحمد بن الحسن الشيباني ومصعب بن المقدام ويحيى بن يمان وابو عصمة نوح بن ابي مريم وابوعبد الرحمن المقرئ وابونعيم وابوعاصم وآخرون (۲). قال العجلي ابوحنيفة كوفي تيمي من رهط حمزة الزيات كان خزازا يبيع الخز ويروى عن اسمعيل بن حماد بن ابي حنيفة قال نحن من ابناء فارس الاحرار ولد جدي النعمان سنة ثمانين وذهب جدي ثابت الى علي وهو صغير فدعا له بالبركة فيه وفي ذريته وقال محمد بن سعد العوفي سمعت ابن معين يقول كان

(۱) قال في الخلاصة قتل بالشام سنة اربع وستين يوم راهط وفي التقريب سنة اربع وستون سنة ۱۲ (۲) منهم شيخ المحدثين عبدالله بن المبارك وشيخ الزهاد داود الطائي ۱۲ من تهذيب الكمال

تعجب کی بات ہے کہ زبیر علی زئی کے نزدیک جلیل القدر ائمہ محدثین جن کا امام ابو حنیفہؒ کے دور سے چند سو سالوں کا فاصلہ ہے وہ تو منقطع و بے سند ہو گئے اور خود زبیر علی زئی صاحب کا امام ابو حنیفہؒ سے ا ہزار ۳ سو سالوں کا فاصلہ ہے وہ سند متصل ہو گئے۔ اب ان احمقوں سے کوئی پوچھے کہ جب ان جلیل القدر ائمہ محدثین کے یہ اقوال تمہارے نزدیک منقطع و بے سند ہیں تو پھر تفاسیر اور علم حدیث کے باب میں ان کے کہے ہوئے اقوال تمہارے نزدیک کیسے حجت ہو گئے؟ ان عقل کے دشمنوں کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ حضرت عطاءؒ کی شان میں تعریفی کلمات ادا کر دینے سے یہ کیسے لازم آ گیا کہ امام ابو حنیفہؒ نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا؟ زبیر علی زئی صاحب کے نزدیک اگر امام ابو حنیفہؒ کا حضرت عطاء بن ابی رباحؒ کی شان میں تعریفی کلمات ادا کر دینے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا تو پھر زبیر علی زئی صاحب سے گزارش ہے کہ مشہور ثقہ تابعی اور صحیح بخاری و مسلم کے راوی یحییٰ بن سعید انصاریؒ اور أیوب السختیانیؒ کے تابعی ہونے کا بھی انکار فرما دیں کیونکہ ان دونوں حضرات نے بھی امام ابو حنیفہؒ کی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے قاسم بن محمد بن ابی بکرؒ کے بارے میں فرمایا ہے کہ انہوں نے حضرت قاسمؒ سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔

صحیح بخاری و مسلم کے مشہور ثقہ تابعی راوی یحییٰ بن سعید انصاریؒ (المتوفی: ۱۴۳ھ) قاسم بن محمد بن ابی بکر (المتوفی: ۱۰۶ھ) کے بارے میں فرماتے ہیں: "مَا أَدْرَكْنَا بِالْمَدِيْنَةِ أَحَداً نُفَضِّلُهُ عَلَى القَاسِمِ"۔ "ہم نے مدینہ شریف میں کسی کو نہ پایا جسے قاسم بن محمد پر فضیلت دے سکیں"۔ (سیر أعلام النبلاء شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد الذہبی: ج ۵، ص ۵۵؛ تذھیب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: ج ۷، ص ۳۷۷؛ تاریخ مدینۃ دمشق: ج ۴۹، ص ۱۶۸؛ التمہید لما فی الموطأ من المعانی والأسانید ابن عبد البر: ج ۸، ص ۵۸)

صحیح بخاری و مسلم کے مشہور ثقہ تابعی راوی أیوب السختیانی (التوفی: ۱۳۱ھ) قاسم بن محمد بن ابی بکر (التوفی: ۱۰۶ھ) کے بارے میں فرماتے ہیں: "مَا رَأَيْتُ رَجُلاً أَفْضَلَ مِنْهُ"۔ "میں نے کسی کو بھی حضرت قاسم سے افضل نہیں دیکھا"۔ (سیر أعلام النبلاء شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد الذہبی: ج۵، ص۵۵؛ تذھیب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: ج۷، ص۳۷۷؛ تاریخ مدینۃ دمشق: ج۴۹، ص۱۶۸؛ التمہید لمافی الموطأ من المعانی والأسانید ابن عبد البر: ج۸، ص۵۸)

امام بخاریؒ (التوفی: ۲۵۶ھ) بھی قاسم بن محمد بن ابی بکر (التوفی: ۱۰۶ھ) کے بارے میں یہی فرماتے ہیں کہ: "البُخَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ القَاسِمِ - وَكَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ زَمَانِهِ - أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ - وَكَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ زَمَانِهِ "۔ "امام بخاری کا قول ہے کہ آپ اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھے"۔ (سیر أعلام النبلاء شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أحمد الذہبی: ج۵، ص۵۵؛ تذھیب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: ج۷، ص۳۷۷؛ تاریخ مدینۃ دمشق: ج۴۹، ص۱۶۸؛ التمہید لمافی الموطأ من المعانی والأسانید ابن عبد البر: ج۸، ص۵۸)

تَذْهِيبُ
تَهْذِيبُ الكَمَالِ فِي أَسْمَاءِ الرِّجَالِ

لِلإِمَامِ الحَافِظِ
شيخ الإسلام حجة المحدثين وإمام المؤرخين
شَمْسِ الدِّينِ أَبِي عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ قَيْمَازَ
الشَّهِيرُ بِـ "الذَّهَبِيِّ"
(۶۷۳ - ۷۴۸ هـ)

تَحْقِيقُ
مُسْعَدْ كَامِل — أَيْمَن سَلَامَة
عَبْدُ السَّمِيعِ البُرْعِي — مُحَمَّد نَعْنَاعَة

المُجَلَّدُ السَّابِع

النَّاشِرُ
الفَارُوقُ الحَدِيثَةُ لِلطِّبَاعَةِ وَالنَّشْرِ

سودة ، وكان ثقة رفيعاً عالماً فقيهاً إماماً ورعاً كثير الحديث .
وقال البخاري : قُتل (أبوه) [1] قريباً من سنة ست وثلاثين ، وبقي القاسم يتيماً في حجر عائشة .
وقال موسى بن عقبة ، عن محمد بن خالد بن الزبير قال : نظر ابن الزبير إلى القاسم فقال : ما رأيت أبا بكر ولد ولداً أشبه (به) [2] من هذا الفتى .
وقال الواقدي ، عن عبد الله بن عمر ، عن عبد الرحمن [ابن] [3] القاسم، عن أبيه قال : كانت عائشة قد اشتغلت بالفتوى في خلافة أبي بكر وعمر إلى أن ماتت ، وكنت ملازماً لها مع تُرّهاتي ، وكنت أجالس البحر ابن عباس، وقد جلست مع أبي هريرة وابن عمر فأكثرت .
وقال يحيى بن سعيد : ما أدركنا بالمدينة أحداً نفضله على القاسم . وقال أيوب : ما رأيت رجلا أفضل منه ، ولقد ترك مائة ألف وهي له حلال . وفي «صحيح» البخاري ، ثنا علي ، ثنا سفيان ، ثنا عبد الرحمن بن القاسم ، وكان أفضل أهل زمانه ـ أنه سمع أباه ـ وكان أفضل أهل زمانه ـ وروى ابن أبي الزناد، عن أبيه قال : ما رأيت أحداً أعلم بالسنة من القاسم بن محمد ، وما كان الرجل يعد رجلاً حتى يعرف السنة . وما رأيت أحداً أحدّ ذهنا من القاسم .
وقال ابن عيينة : أعلم الناس بحديث عائشة : القاسم ، وعروة ، وعمرة .
وقال ابن معين : عبيد الله بن عمر ، عن القاسم ، عن عائشة : ترجمة مُشبكة بالذهب .
وقال ابن عون : كان القاسم وابن سيرين ورجاء بن حيوة يأتون بالحديث على حروفه .
وقال ابن إسحاق : كان القاسم أعلم من سالم بن عبد الله .
وقال مالك : القاسم من فقهاء الأمة ، و [أن] [4] ابن سيرين كان قد ثَقُل عن الحج ، وكان يأمر من يحج أن ينظر إلى هدي القاسم (۳/ق۱۰۲-ب) ولَبُوسه وناحيته فيبلغونه ذلك ، فيقتدي بالقاسم .

(۱) في «خ» : أبو .
(۲) سقطت من «ع» .
(۳) في «الأصل» : و . والمثبت من «خ ، ع ، هـ» .
(٤) من «خ ، ع ، هـ» .

۳۷۷

زبیر علی زئی صاحب کی علمی اور عقلی دونوں صلاحیات پر حیرت اور افسوس ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سے بغض، نفرت اور تعاصب نے ان کی عقل پر تالے ڈال دیئے ہیں۔ فرقہ غیر مقلدین کے شیعہ رافضی ہونے کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو گی کہ ان لوگوں نے قدم قدم پر صحابہ کرامؓ اور تابعین وائمہ مجتہدینؒ کی کھل کر مخالفت کی ہے۔

جبکہ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی فضیلت کی گواہی خود رسول اللہ ﷺ نے دی ہے: ”حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ ـ رضى الله عنهما ـ يَقُولُ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيَقُولُونَ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَيَقُولُونَ نَعَمْ۔ فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَيَقُولُونَ نَعَمْ۔ فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَيَقُولُونَ نَعَمْ۔ فَيُفْتَحُ لَهُمْ"“۔ ”حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کچھ لوگ جنگ کریں گے اور پوچھیں گے! کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جسے اللہ کے رسول ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی ہو؟ (یعنی کوئی صحابی رسول ﷺ ہے؟) وہ کہیں گے! جی، تو انہیں فتح نصیب ہوگی۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کچھ لوگ جنگ کریں گے اور یہ پوچھا جائے گا! کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جسے اللہ کے رسول ﷺ کے کسی صحابی کی صحبت نصیب ہوئی ہو؟ (یعنی کوئی تابعی ہے؟) وہ کہیں گے! جی، تو اُنہیں بھی فتح نصیب ہوگی۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کچھ لوگ جنگ کریں گے اور پوچھیں گے! کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جسے اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی کی صحبت پانے والے کی صحبت نصیب ہوئی ہو؟ (یعنی کوئی تبع تابعی ہے؟) وہ کہیں گے! جی، تو ان کے ہاتھ پر بھی فتح ہوگی“۔ (صحیح البخاری: ج۵، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث ۳۶۴۹)

صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کی پیروی کرنے کی دلیل: ”وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا} قَالَ أَيِمَّةً نَقْتَدِي بِمَنْ قَبْلَنَا، وَيَقْتَدِي بِنَا مَنْ بَعْدَنَا ـ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ ثَلاَثٌ أُحِبُّهُنَّ لِنَفْسِي وَلإِخْوَانِي هَذِهِ السُّنَّةُ أَنْ يَتَعَلَّمُوهَا وَيَسْأَلُوا عَنْهَا، وَالْقُرْآنُ أَنْ يَتَفَهَّمُوهُ وَيَسْأَلُوا عَنْهُ، وَيَدَعُوا النَّاسَ إِلاَّ مِنْ خَيْرٍ“۔ ”اور اللہ تعالیٰ کا سورۃ الفرقان میں فرمانا {واجعلنا للمتقين إماما} کہ: "اے پروردگار! ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنادے"۔ مجاہد نے کہا یعنی امام بنادے کہ ہم لوگ اگلے لوگوں صحابہ اور تابعین کی پیروی کریں اور ہمارے بعد جو لوگ آئیں وہ ہماری پیروی کریں اور عبد اللہ بن عون نے کہا تین باتیں ایسی ہیں جن کو میں خاص اپنے لیے اور دوسرے مسلمان بھائیوں کے لیے پسند کرتا ہوں، ایک تو علم حدیث، مسلمانوں کو اسے ضرور حاصل کرنا چاہئے۔ دوسرے قرآن مجید، اسے سمجھ کر پڑھیں اور لوگوں سے قرآن کے مطالب کی تحقیق کرتے رہیں۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کا ذکر ہمیشہ خیر و بھلائی کے ساتھ کیا کریں، کسی کی برائی کا ذکر نہ کریں“۔ (صحیح البخاری: ج۹، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب الاِقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۴۵۶)

۲- باب الإقتداء بسنن رسول الله ﷺ

وقول الله تعالى: ﴿واجعلنا للمتقين إماما﴾ قال: أئمة نقتدي بمن قبلنا ويقتدي بنا من بعدنا، وقال ابن عون: ثلاث أحبهن لنفسي ولإخواني هذه السنة أن يتعلموها ويسألوا عنها، والقرآن أن يتفهموه ويسألوا عنه ويدعوا الناس إلا من خير.

باب نبی کریم ﷺ کی سنتوں کی پیروی کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ فرقان میں فرمانا کہ "اے پروردگار! ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنادے۔" مجاہد نے کہا یعنی امام بنادے کہ ہم لوگ اگلے لوگوں صحابہ اور تابعین کی پیروی کریں اور ہمارے بعد جو لوگ آئیں وہ ہماری پیروی کریں اور عبداللہ بن عون نے کہا تین باتیں ایسی ہیں جن کو میں خاص اپنے لیے اور دوسرے مسلمان بھائیوں کے لیے پسند کرتا ہوں' ایک تو علم حدیث۔ مسلمانوں کو اسے ضرور حاصل کرنا چاہیے۔ دوسرے قرآن مجید' اسے سمجھ کر پڑھیں اور لوگوں سے قرآن کے مطالب کی تحقیق کرتے رہیں۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کا ذکر ہمیشہ خیر و بھلائی کے ساتھ کیا کریں' کسی کی برائی کا ذکر نہ کریں۔

مشہور شیعہ عالم حسن بن یوسف بن علی بن المطہرت الحلی (المتوفی:۷۲۶) نے جو نصیر الدین طوسی (المتوفی:۶۷۲) کا خصوصی شاگرد تھا، اس نے "منہاج الکرامۃ فی معرفۃ الامامۃ" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ یہ کتاب اہل سنت و شیعہ کے مابین متنازع مسائل و مباحث سے لبریز تھی، یہ کتاب موضوعات کا پلندہ تھی اور اس میں سابقین اولین صحابہؓ کو جی بھر کر گالیاں دی گئیں اور مذاہب اربعہ بالخصوص امام ابو حنیفہؒ پر سخت تنقید کی گئی اور ساتھ ہی فقہ حنفی کے بہت سے پیچیدہ مسائل کو قرآن و حدیث کے خلاف بتایا گیا۔ امت مسلمہ شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ (المتوفی:۷۲۸) کے اعظیم احسان سے کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی کہ انہوں نے شیعوں کی کتاب مذکورہ کے رد میں "منہاج الاعتدال فی نقض کلام اہل الرفض والاعتدال" کے نام سے ایک کبیرالحجم کتاب لکھی جو لوگوں میں "منہاج السنۃ النبویۃ" کے نام سے مشہور ہوئی۔ فرقہ غیر مقلدین کے شیعہ رافضی ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ موجودہ دور کے غیر مقلدین حضرات فقہ حنفی اور امام ابو حنیفہؒ کی طرف جو جھوٹ منسوب کرتے ہیں بالکل وہی جھوٹ شیعوں نے اپنی کتاب "منہاج الکرامۃ فی معرفۃ الامامۃ" میں ائمہ اربعہ کی طرف منسوب کیئے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب میں شیعوں کے ان تمام اعتراضات اور کذب بیانیوں کو نقل کرنے کے بعد ان کے مدلل اور جامع جوابات تحریر فرمائے ہیں۔ ہم نے اس تحریر میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی کتاب "منہاج السنۃ النبویۃ" کے اردو ترجمہ کے حوالے سے شیعوں کے وہ تمام جھوٹ اور اعتراضات پیش کیئے ہیں تا کہ قارئین کرام کو شیعوں اور غیر مقلدین کے ایک ہونے کا بخوبی اندازہ ہو سکے۔

۱۔ جس طرح غیر مقلدین حضرات امام ابو حنیفہؒ کو مرجیہ ثابت کرنے میں دجل و کذب بیانی کرتے ہیں بالکل اسی طرح شیعوں نے بھی امام ابو حنیفہؒ کو قدری ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔

اس الزام کے جواب میں ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: "اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ جو بات سنداً مذکور ہو ہم اس کی صحت سے آگاہ ہیں، جو بات شیعہ مصنف نے بیان کی ہے وہ قطعی طور پر جھوٹ ہے، اس لئے کہ امام ابو حنیفہؒ تقدیر کے قائل ہیں اور انہوں نے فقہ الاکبر میں منکرین تقدیر کی تردید کی ہے"۔ (منہاج السنۃ النبویۃ [اردو]: ص۲۰۶)

۲۔ جس طرح غیر مقلدین حضرات ائمہ اربعہ کے مسالک پر اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے نئے دین (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) اختراع کیئے، بالکل ویسے ہی شیعہ ائمہ اربعہ کے مسالک پر اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے کوئی علم اختراع کیا تھا۔

اس الزام کے جواب میں ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: "یہ بات غلط ہے کہ ائمہ اربعہ نے کوئی علم اختراع کیا تھا بخلاف ازیں انہوں نے علم کی جمع و تدوین کا اہتمام کیا بعد میں وہ علم انہیں کی جانب منسوب ہوا، جس طرح کتب حدیث کو ان کے جامعین مثلاً امام بخاری و مسلم اور ابو داؤد کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ بعید اسی طرح مختلف قراءتوں کو ان ائمہ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے جنہوں نے وہ اختیار کی تھیں"۔ (منہاج السنۃ النبویۃ [اردو]: ص ۲۳۶)

۳۔ "جو شخص اپنی ماں بہن سے یہ جانتے ہوئے نکاح کرلے کہ محرمات میں سے ہیں اس پر حدِ شرعی نہیں"۔ (منہاج السنۃ النبویۃ [اردو]: ص ۲۳۶)

اس الزام کے جواب میں ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: "اس کا جواب یہ ہے کہ جمہور اہل سنت ان مسائل کے خلاف ہیں، اور کسی کو بھی درست تسلیم نہیں کرتے"۔ (منہاج السنۃ النبویۃ [اردو]: ص ۲۳۷)

مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور حنفیوں میں سے قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: جس آدمی نے عقد نکاح کیا کسی ایسی عورت سے جس سے اس کا نکاح جائز نہیں تھا کہ وہ اس کے محارم میں سے تھی جیسے ماں، بہن یا کوئی اور جو نسباً یا رضاعاً حرام تھی۔ ان میں سے کسی سے بھی اس نے نکاح کیا اور وطی کی جبکہ اس کو حرام ہونے کا علم تھا اس پر حد زنا قائم کرنا لازم ہے کیونکہ یہ نکاح بے محل ہوا جس میں خود اس کے نزدیک بھی کوئی شک شبہ نہیں اور بچہ اس کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس پر حد لازم نہیں اگرچہ کہے کہ مجھے معلوم تھا کہ یہ عورت مجھ پر حرام ہے۔ ہاں اس پر حق مہر بھی لازم ہوگا اور اولاد بھی اس سے ملائی جائے گی اور اس کو شدید ترین سزا بطور تعزیر اور سیاساً دی جائے گی حد شرعی مقرر سمجھ کر نہیں"۔

لہذا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حد نہیں ہے لیکن شدید سزا بطور تعزیر ہے لیکن فتویٰ ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے قول پر ہی ہے۔

۴۔ نبیذ مباح ہے۔

اس الزام کے جواب میں ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: "شیعہ مضمون نگار کی بوالعجمی ملاحضہ کیجئے کہ ابھی قیاس سے انکار کر رہا تھا اور ابھی قیاس کی مدد سے نبیذ کے بارے میں امام ابو حنیفہؒ کے خلاف احتجاج کرنے لگا، ہم پوچھتے ہیں کہ تم نے حدیث: "كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ" سے کیوں نہ استدلال کیا"۔ (منہاج السنۃ النبویۃ [اردو]: ص ۲۳۹)

۵۔ کتے کی کھال پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے۔

اس الزام کے جواب میں ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: "علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ حدیث نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ايما اهاب دبغ فقد طهر" (جو چمڑا بھی رنگا جائے وہ پاک ہو جاتا ہے) کے عموم کے پیش نظر کتے کا چمڑا بھی دباغت سے پاک ہو جاتا ہے، اگر شیعہ سے اس کی حرمت کی دلیل طلب کی جائے تو نہ بتا سکے گا"۔ (منہاج السنۃ النبویۃ [اردو]: ص ۲۳۹)

شیعہ رافضی مصنف کے مندرجہ بالا الزامات کے مطالعے کے بعد قارئین کرام اس بات سے بخوبی آگاہ ہوگئے ہونگے کہ موجودہ دور کے غیر مقلدین حضرات شیعوں کی دوسری قسم ہے جو مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلانے کے لئے داخل کیئے گئے تھے۔

برصغیر میں فقہ حنفی کی مزمت میں سب سے پہلی لکھی جانے والی کتاب "استقصاءالافحام" ہے جو ایک متعصب شیعہ رافضی حامد حسین کستوری کی تصنیف ہے، اسکے بعد غیر مقلدین کی طرف سے جتنی بھی کتابیں لکھی گئیں، وہ سب اسی کتاب کی نقالی اور اپنے شیعہ اکابرین کی قے خوری ہے۔ ہماری اس بات کی تصدیق مشہور غیر مقلد عالم مولوی محمد حسین بٹالوی کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں: ”امام الآئمہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر جو اعتراضات و مطاعن اخبار اہل الزکر میں مشتہر کئے گئے ہیں یہ سب کے سب ہزیانات بلا استثناء اکاذیب و بہتانات ہیں، جن کا ماخز زمانہ حال معترضین کے لئے حامد حسین شیعی لکھنوی کی کتاب "استقصاءالافحام" ہے“۔ (بحوالہ السیف الصارم لمنکر شان الامام الاعظم رحمہ اللہ)

اب ہم قارئین کے سامنے فرقہ غیر مقلدین کی یتیم سند کے پہلے عالم سے اس سند کے تعاقب کا آغاز کرتے ہیں۔

فرقہ غیر مقلدین کی پہلی سند کا علمی و تحقیقی تعاقب

۱۔ حافظ عبدالمنان نورپوری رحمہ اللہ (پیدائش: ۱۳۶۰ھ - وفات: ۱۴۳۳ھ)

فرقہ غیر مقلدین کی یتیم سند کے پہلے عالم حافظ عبدالمنان نورپوری صاحب اپنی کتاب مکالمات نورپوری میں لکھتے ہیں: ”اجماع و قیاس کا قانون سازی کی بنیاد ہونا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔ اجماع صحابہؓ اور اجماع ائمہ مجتہدین کا دین میں حجت ہونا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں“۔ (مکالمات نورپوری: ص ۸۵)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے قیاس کے بارے میں ”منهاج السنة النبوية“ میں روافض کا درج ذیل اعتراض نقل کیا ہے جو بالکل وہی اعتراض ہے جو کہ غیر مقلد عالم حافظ عبدالمنان نورپوری نے قیاس کے بارے میں اپنی کتاب مکالمات نورپوری میں کیا ہے: ”قَالَ الرَّافِضِيُّ: (وَذَهَبَ الْجَمِيعُ مِنْهُمْ إِلَى الْقَوْلِ بِالْقِيَاسِ، وَالْأَخْذِ بِالرَّأْيِ، فَأَدْخَلُوا فِي دِينِ اللهِ ما ليس منه، وَحَرَّفُوا أَحْكَامَ الشَّرِيعَةِ، وَأَحْدَثُوا مَذَاهِبَ أَرْبَعَةً لَمْ تكن في زمن النبي صلى الله تعالى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا زَمَنِ صَحَابَتِهِ، وَأَهْمَلُوا أَقَاوِيلَ الصَّحَابَةِ، مَعَ أَنَّهُمْ نَصُّوا عَلَى تَرْكِ الْقِيَاسِ، وقالوا: أول من قاس إبليس)“۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں: ”رافضی کہتا ہے کہ سارے اہل سنت والجماعت قیاس اور عمل بالرائے کے قائل ہیں اور اس کے عامل ہیں، انہوں نے خدا تعالیٰ کے دین میں ایسی چیز داخل کر دی ہے جو اس میں سے نہیں ہے۔ اور انہوں نے احکام شریعت کو بدل دیا ہے اور چار مذاہب ایجاد کیئے، جو نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے اور ناں ہی صحابہ کرام کے دور میں۔ حالانکہ صحابہ کرام نے ترک قیاس کی تاکید کی ہے اور یہ کہا ہے کہ جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ ابلیس ہے“۔ (منهاج السنة النبوية: ص ۱۱۰)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے حجیت اجماع کے بارے میں ”منهاج السنة النبوية“ میں روافض کا بالکل وہی اعتراض نقل کیا ہے جو کہ غیر مقلد عالم حافظ عبدالمنان نورپوری نے اپنی کتاب مکالمات نورپوری میں کیا ہے۔ اس اعتراض کے جواب میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ”اہل

اسلام اور شیعہ میں ایک نمایاں فرق یہ بھی ہے کہ شیعہ دین اسلام کو ایک اجتماعی دین تسلیم نہیں کرتے علاوہ ازیں شیعہ کے یہاں غیر منصوص شرعی احکام میں مسلمانوں کا اجماع حجت نہیں، بخلاف ازیں اہل السنۃ والجماعۃ کے تشریعی نظام میں یہ امر مسلم ہے کہ فقہ وتشریع میں مہارت رکھنے والے علماء کا اجماع اللہ ورسول ﷺ کے دین میں ایک شرعی دلیل کی حیثیت رکھتا ہے، امام حاکم اور دیگر محدثین نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا يَجْمَعُ اللَّهُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ" (اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہیت پر جمع نہیں کرے گا)"۔ (منهاج السنة النبوية [اردو]: ص ۲۱)

اسی طرح حضرت مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمہ اللہ شیعوں کے اسی اعتراض کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "شیعوں کا پچاسواں دھوکہ: شیعہ اہل سنت پر طعن کرتے ہیں کہ وہ ائمہ اربعہ، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی و مالک اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مذاہب تو اختیار کرتے ہیں، مگر ائمہ اہل بیت کا مذہب اختیار نہیں کرتے"۔ (تحفۂ اثناء عشریہ [اردو]: ص ۱۵۱)

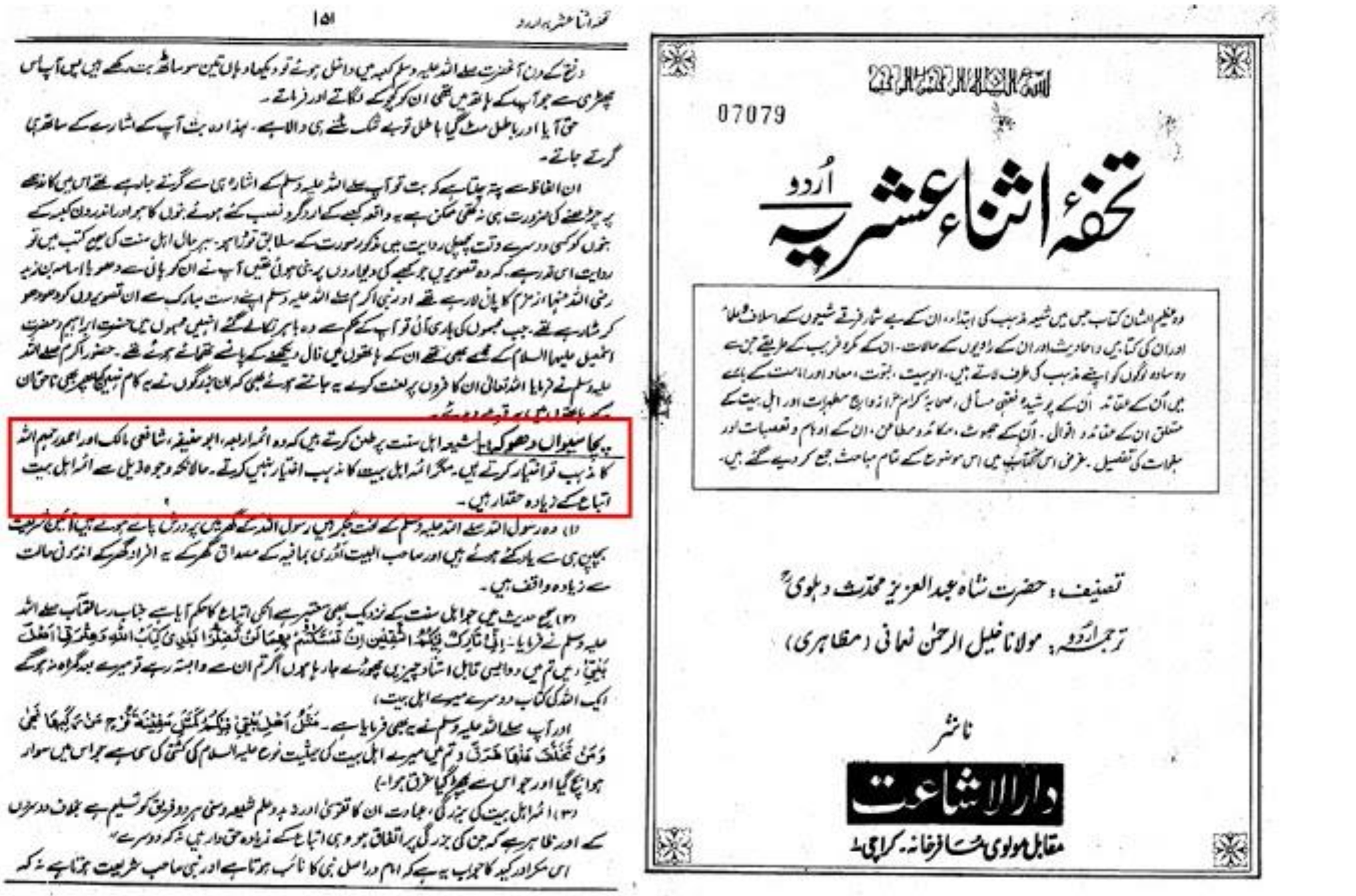
تحفۂ اثنا عشریہ اردو ۱۵۱

پچاسواں دھوکہ: شیعہ اہل سنت پر طعن کرتے ہیں کہ وہ ائمہ اربعہ، ابو حنیفہ، شافعی، مالک اور احمد رحمہم اللہ کا مذہب تو اختیار کرتے ہیں۔ مگر ائمہ اہل بیت کا مذہب اختیار نہیں کرتے۔ حالانکہ وجوہ ذیل سے ائمہ اہل بیت اتباع کے زیادہ حقدار ہیں۔

07079

تحفۂ اثناء عشریہ اردو

وہ عظیم الشان کتاب جس میں شیعہ مذہب کی ابتداء، ان کے بے شمار فرقے شیعوں کے اسلاف علماء اور ان کی کتابیں، احادیث اور ان کے راویوں کے حالات۔ ان کے مکر و فریب کے طریقے جن سے وہ سادہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف لاتے ہیں۔ الوہیت، نبوت، معاد اور امامت کے بارے میں اُن کے عقائد اُن کے پوشیدہ فقہی مسائل، صحابہ کرام ازواج مطہرات اور اہل بیت کے متعلق ان کے عقائد و اقوال۔ اُن کے جھوٹ، مکائد و مطاعن، ان کے اوہام و تعصبات اور بطلات کی تفصیل۔ غرض اس کتاب میں اس موضوع کے تمام مباحث جمع کر دیے گئے ہیں۔

تصنیف: حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ
ترجمہ اردو: مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی (مظاہری)

ناشر
دار الاشاعت
مقابل مولوی مسافرخانہ۔ کراچی

قارئین کرام مندرجہ بالا تفصیل سے ثابت ہو گیا کہ جس طرح شیعہ روافض اجماع اور قیاس شرعی کے منکر ہیں بالکل ویسے ہی غیر مقلدین حضرات بھی اجماع وقیاس شرعی کے منکر ہیں۔

جس طرح خلفائے ثلاثہ حضرات ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافتیں امت مسلمہ کے اجماع سے ثابت ہیں، مگر شیعہ ان کی خلافت کو ماننے سے انکار کرتے ہیں، لہٰذا وہ اجماع کے منکر ہوئے۔

بالکل اسی طرح ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی تقلید امت مسلمہ کے اجماع سے ثابت ہے، مگر غیر مقلدین ان کی تقلید کو ماننے سے انکار کرتے ہیں، لہٰذا یہ بھی اجماع کے منکر ہوئے۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب بیس رکعات تراویح رائج کی، ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو تین قرار دیا، نکاح متعہ کی حرمت کا اعلان کیا تو کسی صحابی رسول ﷺ نے اس سے اختلاف نہیں کیا، لہٰذا یہ تینوں مسئلے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع سے ثابت ہوئے، ان تینوں مسئلوں میں سے دو کو غیر مقلدین نے نہ مانا اور شیعوں نے تو تینوں کو ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، تو اسطرح یہ دونوں فریق اجماع امت کے منکر ثابت ہوئے۔

"موقوفات (اقوال وافعال) صحابہ رضی اللہ عنہم حجت نہیں"۔ (رسالہ عبد المنان: ص ۱۴، ۸۱، ۸۴، ۸۵، ۵۹)

۲۔ حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ (پیدائش: ۱۳۱۵ھ - وفات: ۱۴۰۵ھ)

فرقہ غیر مقلدین کی سند میں حافظ عبد المنان نورپوری کے بعد دوسرا نام حافظ محمد گوندلوی کا ہے۔ حافظ محمد گوندلوی نے بھی حافظ عبد المنان نورپوری کی تائید کرتے ہوئے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ فرقہ غیر مقلدین اجماع کے منکر ہیں۔

الاصلاح (حصہ اول) ۱۴۵

میں ہیں، ❶ صحیح احادیث میں ان کی مذمت موجود ہے۔ ❷

۲۔ قسم دوم: جس سے پردہ نہیں اٹھا اور لوگوں کا ان سے مکلف ہونا اعلانیہ متحقق نہیں ہوا بلکہ اُدلہ کا مختلف ہونا یا احادیث کا شائع نہ ہونا چہرہ مقصود کے لیے نقاب بنا اور اس میں صریح دلیل نہ پائی گئی بلکہ استنباطات وقیاسات ہر طرف دوڑے، یہی قسم مجتہد فیہ ہے۔ ایک جماعت کہتی ہے: "کل مجتهد مصيب" ہر مجتہد مصیب ہے، اور ایک کا خیال ہے کہ ایک مصیب ہے، دوسرا معذور ہے۔ ❸

بندہ ضعیف عفی عنہ کی تحقیق کے مطابق تفصیل ہے۔ اگر خبر واحد صادق ایک کو پہنچے دوسرے کو نہ پہنچے، تو پہلا مصیب اور دوسرا معذور ہے۔ اگر منشائے اختلاف جمع بین الدلیلین کے طرق کا اختلاف ہو یا قیاس خفی ہو تو دونوں مصیب ہیں، کیونکہ اس وقت مقصد شارع کی موافقت ہے اور ہر ایک موافقت کرتا ہے۔ فقہاءِ اہل سنت کے مذاہب آپس میں اس قسم میں بازی لے جا چکے ہیں اور سب مقبول ہیں۔ انتہی (إزالة الخفاء) ❹

اجماع کی حجیت:

سوال: بعض اہل حدیث اجماع کے منکر ہیں۔

جواب: اجماع کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ داعی کا ہونا ضروری ہے۔ اہل ظاہر کا مسلک یہ ہے کہ داعی کا ظہور بھی ضروری ہے، کیونکہ شریعت کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے، ہاں

❶ ان فرق باطلہ کی تعریفات اور ان کے عقائد کی تفصیل کے لیے دیکھیں: الملل والنحل للشهرستاني، فرق معاصرة تنتسب إلى الإسلام وبيان موقف الإسلام منها للشيخ دكتور غالب بن علي عواجي۔

❷ قدریہ کے متعلق احادیث کے لیے دیکھیے: شرح اعتقاد أهل السنة للالكائي (٤/ ٧٠١-٧١٥) كتاب السنة لعبد الله بن الإمام أحمد رحمه الله (ص: ٣٨٤) فرقہ مرجیہ: كتاب السنة لابن أبي عاصم (ص: ٤٤٧-٤٥٠) مجموع الفتاوى لشيخ الإسلام ابن تيمية (٧٩١/ ٣٩٤، ٣٩٥) فرقہ روافض: كتاب السنة لابن أبي عاصم (ص: ٤٦٠-٤٧١) فرقہ خوارج: كتاب السنة لابن أبي عاصم (ص: ٤٢٤، ٤٤٧) صفة الزلزال لنسف أباطيل الرفض والاعتزال للشيخ مقبل بن هادي الوادعي رحمه الله (٢/ ٣٧٥-٣٩٣)

❸ إرشاد الفحول للشوكاني (٢/ ١٠٦٧) نفائس الأصول في شرح المحصول للقرافي (٤/ ٥٤٢)

❹ إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء للشاه ولي الله الدهلوي (ص: ١٠٩)

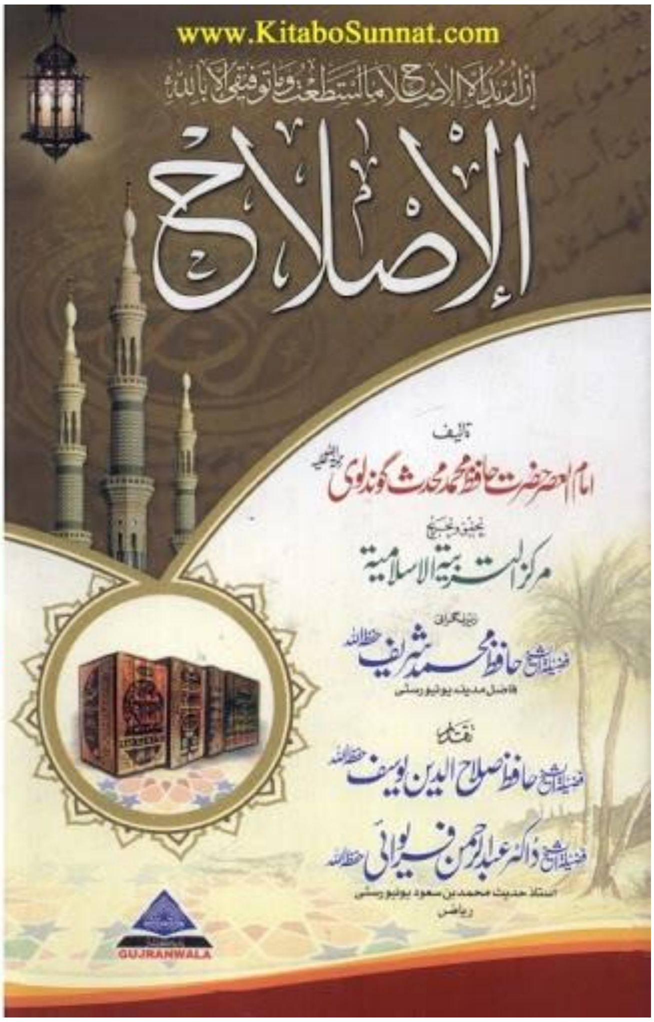

۳۔ مولانا ابو الخیر محمد اسماعیل ابن ابراہیم سلفی رحمہ اللہ (پیدائش: ۱۳۱۴ھ - وفات: ۱۳۷۸ھ)

۴۔ حافظ عبد المنان محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ (پیدائش: ۱۲۶۷ھ - وفات: ۱۳۳۴ھ)

۵۔ شیخ عبد الحق بنارسی (پیدائش: ۱۲۰۶ھ - وفات: ۱۲۸۶ھ)

شیخ عبدالحق بنارسی کے زیدی شیعہ ہونے اور علماءِ حرمین کی طرف سے ان پر قتل کا فتویٰ صادر ہونے کی مکمل تفصیل ہم اس تحریر کی ابتداء میں ہی بیان کر چکے ہیں۔

۱۳۲

اور قاضی نے انصاف کے مقتضی کے مطابق مولانا کی بہت بہت تحسین کی اور کہنے لگا کہ آپ متبحر علماء میں سے ہیں اس کے بعد مولانا ممدوح نے فرمایا کہ ان جیسے معاملات ومسائل میں یہاں سے لیکر روم تک ہم جواب دہی کے لئے حاضر ہیں، اس کے بعد مولانا قاضی سے مصافحہ کئے بغیر اٹھ گئے اور قاضی صاحب بھی اٹھے اور بڑے الحاح کے ساتھ مولانا کی پڑھی ہوئی عبارت کو زبان سے کہتے ہوئے مولانا کا ہاتھ پکڑا اور کہا اے شخص! بغیر مصافحہ کے مت جایئے۔

اس واقعہ کی وجہ سے قاضی نے مولانا کے علم ودانش کی بڑی تحسین کی اور کہا کہ حق انہیں لوگوں کی طرف ہے اور اس واقعہ کی وجہ سے مدعی بڑے نادم ہوئے اور قاضی صاحب نے مولانا کی زبانی حضرت سید صاحب کی خدمت میں اپنا سلام کہلایا۔

مولوی عبدالحق کا سفر یمن اور قافلہ میں شمولیت وواپسی

مولوی عبدالحق صاحب مدینہ منورہ سے بھاگ کر جزیرہ نامی مقام میں چھپے تھے جب قافلہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوا تو وہ اسی جگہ قافلہ کے ساتھ ہو گئے پھر جس جگہ سے جدہ ومکہ کے راستے ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں وہاں سے پھر قافلہ سے الگ ہو کر براہ جدہ، بیدا وصنعاء کو روانہ ہو گئے اور چونکہ حضرت کا قافلہ اس پورے علاقہ میں شہرت رکھتا تھا اور اس کی نقل وحرکت کی خبریں برابر ملتی رہتی تھیں اسلئے جب حضرت نے کلکتہ کی واپسی کا قصد کیا تو مولوی صاحب موصوف نے حضرت کے قافلہ کے متعلق معلومات کی اور مخا میں قافلہ کے ساتھ ہو کر جہاز پر سوار ہوئے اور اپنے وطن کو واپس ہو گئے۔

ایک منامی سرفرازی

شیخ فرزند علی غازی پوری نے حضرت سید صاحب کی زبان سے سن کر نقل کیا

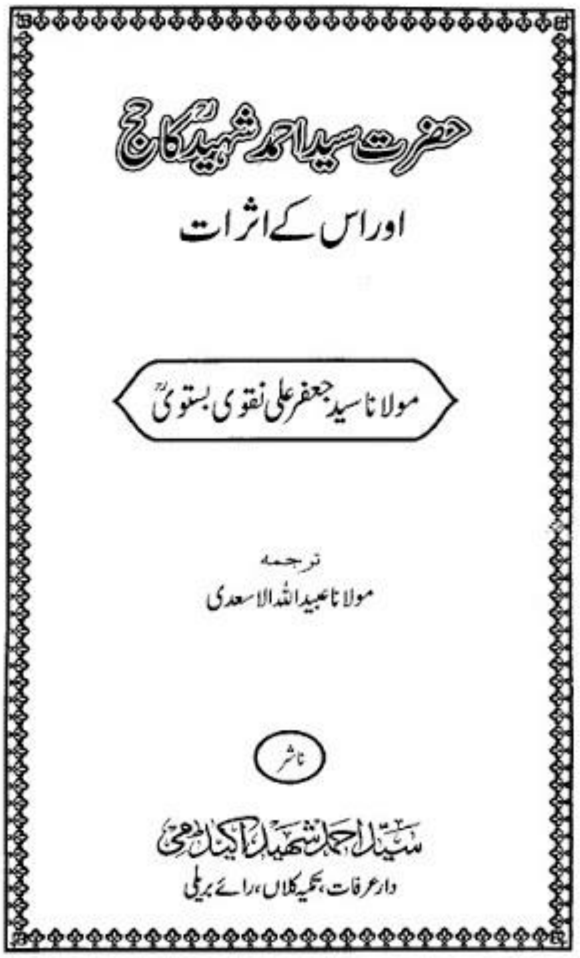

۶۔ حسین بن محسن الأنصار (المتوفی:۱۳۲۷ھ)

۷۔ عن ابیہ

فرقہ غیر مقلدین کی سند میں مذکور بالا نام کی تفصیل اور حالات معلوم نہ ہو سکے لہٰذا فرقہ غیر مقلدین کی سند میں درج یہ نام مجہول ہے۔

۸۔ محمد الشوکانی رحمہ اللہ (پیدائش:۱۱۷۳ھ - وفات:۱۲۵۰ھ)

امام شوکانی کے زیدی شیعہ ہونے کی مکمل تفصیل اس تحریر کی ابتداء میں ہی پیش کی جاچکی ہے۔

شيخه العلامة القاسم بن يحيى الخولاني من أولهما إلى آخرهما، وشرح الشمسية للقطب وحاشيته للشريف على شيخه العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي، واقتصر على البعض من ذلك، وشرح التلخيص المختصر للسعد وحاشيته للطف الله الغياث على العلامة القاسم بن يحيى الخولاني جميعاً، ما عدا بعض المقدّمة فعلى العلامة علي بن هادي عرهب، والشرح المطول للسعد التفتازاني أيضاً وحاشيته للجلبي وللشريف؛ أما المطول فجميعه وكذلك حاشية الجلبي، وأما حاشية الشريف فما تدعو إليه الحاجة، وقرأ الكافل وشرحه لابن لقمان على العلامة عبد الله بن إسماعيل النهمي جميعاً، وشرح الغاية على العلامة القاسم بن يحيى الخولاني وحاشيته لسيلان، وشرح العضد على المختصر وحاشيته للسعد، وما تدعو إليه الحاجة من سائر الحواشي، وكمل ذلك على العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي، وشرح جمع الجوامع للمحلي وحاشيته لابن أبي شريف على شيخه السيد الإمام عبد القادر بن أحمد، وكذلك شرح القلائد للنجري، وشرح المواقف العضدية للشريف، واقتصر على البعض من ذلك، وقرأ شرح الجزرية على العلامة هادي بن حسين القارني، وقرأ جميع شفاء الأمير الحسين على العلامة عبد الله بن إسماعيل النهمي، وسمع أوائله على العلامة عبد الرحمن بن حسن الأكوع، وقرأ في البحر الزخار وحاشيته وتخريجه وضوء النهار على شرح الأزهار على الشيخ السيد العلامة عبد القادر بن أحمد ولم يكملا، وقرأ الكشاف وحاشيته للسعد، وبعد انقطاعها حاشيته للسراج مع مراجعة غير ذلك من الحواشي على شيخه العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي، وتم ذلك إلا فوتاً يسيراً في آخر الثلث الأوسط، وسمع البخاري من أوله إلى آخره على السيد العلامة علي بن إبراهيم بن أحمد بن عامر، وسمع صحيح مسلم جميعه، وسنن الترمذي جميعاً، وبعض موطأ مالك، وبعض شفاء القاضي عياض على السيد العلامة عبد القادر بن أحمد، وكذلك سمع منه بعض جامع الأصول وبعض سنن النسائي، وبعض سنن ابن ماجه وسمع جميع سنن أبي داود وتخريجها للمنذري وبعض المعالم للخطابي، وبعض شرح ابن رسلان على العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي، وكذلك بعض المنتقى لابن تيمية على السيد العلامة عبد القادر بن أحمد، وكذلك سمع شرح بلوغ المرام على العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي وفاته بعض من أوله. وكذلك سمع على العلامة عبد القادر بن أحمد بعض فتح الباري، وعلى الحسن بن إسماعيل بعض شرح مسلم للنووي، وبعض شرح العمدة على العلامة القاسم بن يحيى الخولاني، والتنقيح في علوم الحديث على العلامة الحسن بن إسماعيل المغربي، والنخبة وشرحها على العلامة القاسم بن يحيى، وبعض ألفية الزين العراقي وشرحها له على السيد العلامة عبد القادر بن أحمد، وجميع منظومة الجزار وجميع شرحها له في العروض على شيخنا المذكور، وشرح أدب البحث وحواشيه على العلامة القاسم بن يحيى الخولاني، والخالدي في الفرائض والضرب والوصايا والمساحة، وطريقة ابن الهائم في المناسخة على السيد العارف يحيى بن محمد الحوثي، وبعض صحاح الجوهري وبعض القاموس على السيد العلامة عبد القادر بن أحمد مع مؤلفه الذي سماه فلك القاموس. هذا ما أمكن سرده من مسموعات صاحب الترجمة ومقروءاته وله غير ذلك من المسموعات.

بعض تلاميذه الذين أخذوا عنه العلم:

أخذ عنه العلم ابنه العلامة علي بن محمد الشوكاني وكان صالحاً عالماً مبرزاً في جميع العلوم وكان نادرة زمانه على صغر سنه، والعلامة المتحلي بفرائض البيان والمعاني حسين بن محسن السبعي الأنصاري اليماني، والعلامة الأديب محمد بن حسن الشجني الذماري، والعلامة الشيخ عبد الحق بن فضل الهندي، والشريف الإمام محمد بن ناصر الحازمي وغير هؤلاء، وكلهم جهابذة محققون ونبلاء مدققون، أولو أفهام خارقة وفضائل فائقة، ولبعضهم تأليف رحم الله الجميع.

مذهبه وعقيدته:

تفقه على مذهب الإمام زيد وبرع فيه، وألّف وأفتى حتى صار قدوة فيه، وطلب الحديث وفاق فيه أهل زمانه حتى خلع ربقة التقليد وتحلى بمنصب الاجتهاد، فألّف كتاب «السيل الجرار المتدفق على حدائق الأزهار» وقد تكلم فيه على عيون من المسائل وصحيح ما هو مقيد بالدلائل، وزيف ما لم يكن عليه دليل، فقام عليه أهل عصره وغالبهم من المقلدة الجامدين على التعصب في الأصول والفروع، ولم تزل المجادلة والمصاولة بينه وبينهم دائرة، ولم يزالوا ينشّون عليه في المباحث من غير حجة، فجعل كلامه في شرح الأزهار الذي هو في فقه آل البيت المختار موجهاً إليهم في التنفير عن التقليد المذموم، وإيقاظهم إلى النظر في الدليل، لأنه كان يرى تحريم التقليد، وقد ألّف في ذلك رسالة سماها «القول المفيد في أدلة الاجتهاد والتقليد».

وعندما ألّف هذه الرسالة تحامل عليه جماعة من علماء الوقت، وأرسل إليه أهل جهته سهام اللوم والمقت؛ وثارت من أجل ذلك فتنة في صنعاء اليمن بين من هو مقلد، ومن هو مقتد بالدليل، توهماً من المقلدين أنه ما أراد إلا هدم مذهب آل البيت.

قال بعض من ترجمه: وحاشاه من التعصب على من أوجب الله محبتهم، وجعل أجر نبينا ﷺ في تبليغ الرسالة مودتهم، لأن له الولاء التام لهم، وقد نشر محاسنهم في مؤلفه «در السحابة» بما لا يخالج بعده ريبة المرتاب، على أن كلامه مع الجميع من أهل المذاهب سواء بسواء، لأن المأخذ واحد، والرد واحد والخطب يسير، والخلاف في المسائل العلمية الظنية سهل، وعقيدته عقيدة مذهب السلف من حمل صفات الباري تعالى، الواردة في القرآن الحكيم والسنة

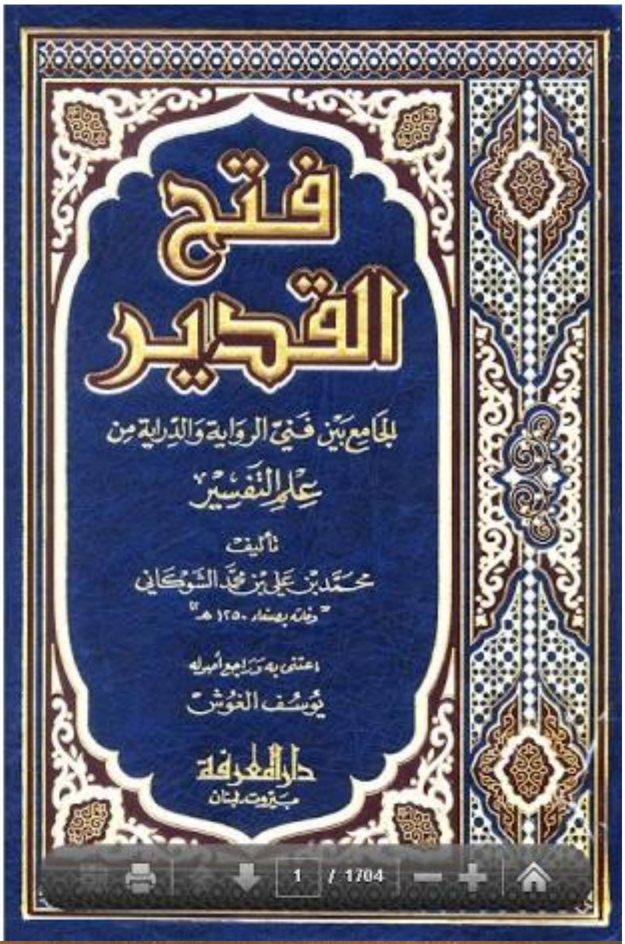

امام شوکانیؒ کے سوانح حیات اور علمی خدمات

یہاں امام شوکانیؒ کے وہی حالات تحریر کیے جا رہے ہیں جو انہوں نے خود اپنے متعلق تحریر فرمائے ہیں۔(۱)

نام ونسب

امام صاحب کا مکمل نام "محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ الشوکانی الصنعانی" ہے۔ آپ کا لقب شوکانی شوکان کی طرف نسبت ہے جو کہ سحامیہ کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے 'خولان' کے قبائل میں سے ایک قبیلہ ہے۔ صنعاء اور اس علاقے کے درمیان ایک دن کے سفر کا فاصلہ ہے۔ فی الحقیقت آپ اور آپ کے اقرباء کا مسکن شوکان کے جنوب میں ایک علاقہ ہے۔ شوکان اور اس کے درمیان ایک طویل و عریض پہاڑی سلسلہ ہے جسے "ہجرۃ" کہا جاتا ہے اور بعض نے تو اسے "ہجرۃ شوکان" کا نام دیا ہے سو اسی وجہ سے آپ کا لقب شوکانی پڑا۔ اور صنعانی شہر صنعاء کی طرف نسبت ہے جسے آپ کے والد نے آپ کی "ہجرۃ" علاقے میں پیدائش کے بعد اپنا وطن بنا لیا تھا۔

تاریخ پیدائش

امام شوکانیؒ اٹھائیس (28) ذی القعدہ 1173ھ بروز سوموار دوپہر کے وقت پیدا ہوئے۔ چونکہ یہ تاریخ پیدائش آپ کے والد کی بیان کردہ ہے اس لیے اس میں کسی تردد کی گنجائش نہیں۔(۲)

ابتدائی حالات

آپ اپنے والد سے بہت متاثر تھے کیونکہ آپ کے والد قابل قدر بزرگ 'سیرت حمیدہ کے مالک اور دینی معاملات پر کاربند تھے۔ آپ شروع سے ہی نہایت ذکی 'سمجھدار' محقق اور قوت حافظہ کے مالک تھے۔ آپ کی عمر ابھی دس سال نہ ہوئی تھی کہ آپ نے قرآن حفظ کر لیا 'علم تجوید حاصل کر لیا اور احادیث کے متون کا ایک بہت بڑا ذخیرہ از بر کر لیا تھا۔ پھر آپ نے بڑے مشائخ سے رابطہ کیا اور ان سے علم حاصل کیا۔ آپ تاریخ اور ادب کا بہت زیادہ مطالعہ کیا کرتے تھے۔ ایک عرصہ اس طرح گزرا کہ آپ شب و روز میں تقریباً تیرہ دروس میں شرکت کرتے' جن میں سے کچھ دروس ایسے تھے کہ ان میں آپ اپنے اساتذہ سے تعلیم حاصل کرتے اور کچھ ایسے تھے جن میں آپ کے شاگرد آپ سے فیض یاب ہوتے۔ آپ نے اپنے اساتذہ سے فقہ' حدیث' لغت' تفسیر' ادب' منطق اور اس طرح کے متعدد دیگر علوم و فنون سیکھے۔

علمی زندگی

امام شوکانیؒ پہلے زیدی مذہب پر تھے لیکن بعد ازاں تقلیدی جمود سے نکل کر آپ نے خالص کتاب و سنت کو استنباط مسائل کا مرجع بنا لیا۔ آپ نے علوم قرآن' علوم حدیث' علم و فقہ' علم اصول فقہ اور اجتہاد و استنباط کے طریقے سیکھے۔ اس طرح آپ بالآخر ایک عظیم مجتہد بن کر ابھرے اور ان لوگوں میں شامل ہو گئے جنہوں نے اپنے اپنے دور میں تجدید و احیائے دین کے لیے

(۱) [تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (البدر الطالع)]
(۲) [مقدمة کتاب قطر الولي للدكتور إبراهيم هلال (ص/١٥)]

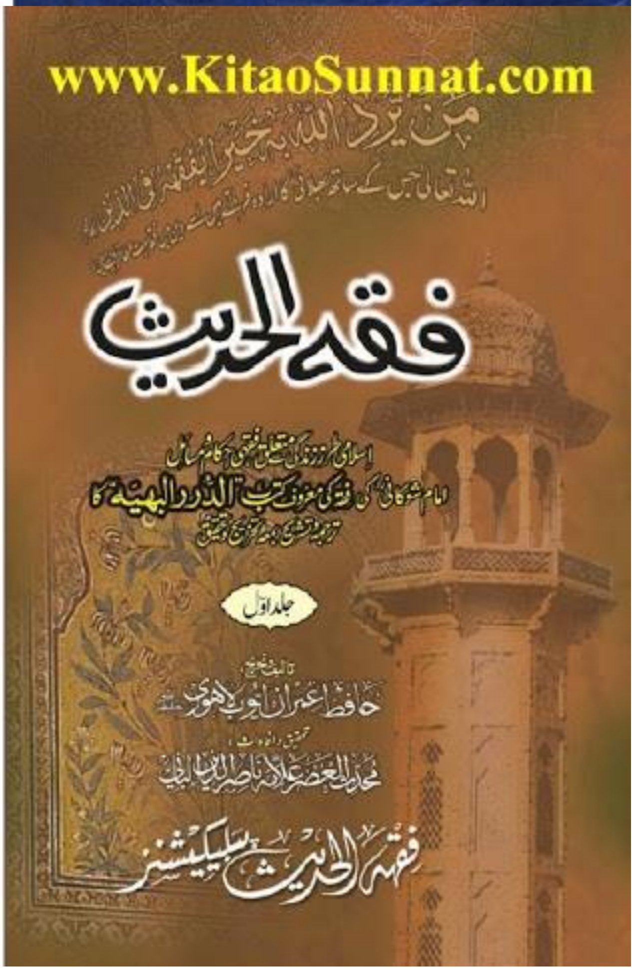

۹۔عبدالقادر بن احمد رحمہ اللہ (پیدائش:۱۱۳۵ھ-وفات:۱۲۰۷ھ)

فرقہ غیر مقلدین کی سند میں امام شوکانی کے فوراً بعد جو پہلا نام رقم ہے وہ عبد القادر بن احمدؒ کا ہے۔ ان کا پورا نام عبد القادر بن السید احمد بن عبد القادر الحسنی الکوکبانی الیمنی ہے۔ ان کا سنہ پیدائش ۱۱۳۵ھ اور سنہ وفات ۱۲۰۷ھ ہے۔ یہ شافعی مسلک تھے۔ لہٰذا ہمارے دعوٰے کے مطابق فرقہ غیر مقلدین کی سند میں امام شوکانی کے بعد رقم پہلا ہی نام شافعی مقلد ثابت ہو گیا۔

۱۰۔ محمد بن الطیب القادری رحمہ اللہ (پیدائش: ۱۱۲۴ھ - وفات: ۱۱۸۷ھ)

فرقہ غیر مقلدین کی سند میں امام شوکانی کے بعد دوسرا نام محمد بن الطیب القادریؒ کا ہے۔ آپ کا پورا نام محمد بن الطِّیب بن عبد السلام الحسنی القادری ہے اور آپ کا سنہ پیدائش ۱۱۲۴ھ اور سنہ وفات ۱۱۸۷ھ ہے۔ آپ ایک ادیب، مورخ اور سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھنے والے مشہور صوفی بزرگ ہیں۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ ایک طرف فرقہ غیر مقلدین کے لوگ صوفیوں پر کفر اور شرک کے فتوے لگاتے ہیں اور دوسری طرف انہیں اپنی سند میں پیش کر کے ان سے احتجاج بھی کرتے ہیں۔

۱۱۔ القاضی تقی الدین محمد بن احمد الفاسی رحمہ اللہ (پیدائش: ۷۷۵ھ - وفات: ۸۳۲ھ)

فرقہ غیر مقلدین کی سند میں امام شوکانی کے بعد جو تیسرا نام رقم ہے وہ القاضی تقی الدین محمد بن احمد الفاسیؒ کا ہے۔ آپ کا پورا نام تقی الدین أبو الطیب محمد بن أحمد بن علی الفاسی المکی المالکی الحسنی ہے۔ آپ کا سنہ پیدائش ۷۷۵ھ اور سنہ وفات ۸۳۲ھ ہے۔ آپ فقہ مالکیہ کے مورخ اور حدیث کے عالم ہیں۔ فرقہ غیر مقلدین کی سند یہاں بالکل منقطع ہے کیونکہ القاضی تقی الدین کا سنہ وفات ۸۳۲ھ ہے اور محمد بن الطیب القادری کا سنہ پیدائش ۱۱۲۴ھ ہے لہٰذا ان دونوں کے درمیان تقریباً ۲۹۲ سال کا فاصلہ ہے اس لئے ان کی آپس میں ملاقات ثابت نہیں اور ساتھ ہی القاضی تقی الدین بھی فقہ مالکیہ کے مقلدین میں سے ہیں۔

۱۲۔ احمد ابن احمد العجلی رحمہ اللہ (پیدائش: ۹۸۳ھ - وفات: ۱۰۷۴ھ)

فرقہ غیر مقلدین کی سند میں القاضی تقی الدین محمد بن احمد الفاسیؒ کے بعد جو نام رقم ہے وہ احمد ابن احمد العجلیؒ کا ہے۔ آپ کا پورا نام احمد بن محمد العجل الیمنی ہے۔ آپ کا سنہ پیدائش ۹۸۳ھ اور سنہ وفات ۱۰۷۴ھ ہے۔ فرقہ غیر مقلدین کی سند کے ضعف اور ان کے علماء کی ناقص تحقیق کا اندازہ اس بات سے ہی لگایا جا سکتا ہے کہ فرقہ غیر مقلدین نے اپنی سند میں القاضی تقی الدین محمد بن احمد الفاسی (جن کا سنہ وفات ۸۳۲ھ ہے) کا نام پہلے لکھ دیا اور احمد بن محمد العجل (جن کا سنہ وفات ۱۰۷۴ھ ہے) کا نام بعد میں لکھا، حالانکہ احمد بن محمد العجل (المتوفی: ۱۰۷۴) کا نام پہلے آنا چاہیئے تھا اور القاضی تقی الدین محمد بن احمد الفاسی (المتوفی: ۸۳۲ھ) کا نام بعد میں۔ بہر حال فرقہ غیر مقلدین کی سند یہاں بھی منقطع ہے کیونکہ القاضی تقی الدین کا سنہ وفات ۸۳۲ھ ہے اور احمد بن محمد العجل کا سنہ پیدائش ۹۸۳ھ ہے لہٰذا ان دونوں کے درمیان بھی تقریباً ۱۵۱ سال کا فاصلہ ہے اس لئے ان کی بھی آپس میں ملاقات ثابت نہیں۔

۱۳۔القطب النہروانی رحمہ اللہ (پیدائش:۹۱۷ھ-وفات:۹۹۰ھ)

فرقہ غیر مقلدین کی سند میں احمد ابن احمد العجلیؒ کے بعد چوتھا نام القطب النہروانیؒ کا ہے۔ آپ کا پورا نام القطب محمد بن أحمد بن محمد النہروانی ہے۔ آپ کا سنہ پیدائش ۹۱۷ھ اور سنہ وفات ۹۹۰ھ ہے۔ آپ فقہ حنفی سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہمارے دعوے کے مطابق یہ بات بھی ثابت ہوگئی فرقہ غیر مقلدین کی سند میں حنفی مقلدین بھی ہیں۔

۱۴۔ابوالفتح رحمہ اللہ (پیدائش:۷۹۰ھ-وفات:۸۷۱ھ)

فرقہ غیر مقلدین کی سند میں القطب النہروانیؒ کے بعد پانچواں نام ابوالفتحؒ کا ہے۔ آپ کا پورا نام النور أبي الفتوح أحمد بن عبد اللہ الطاووسی ہے۔ آپ کا سنہ پیدائش ۷۹۰ھ اور سنہ وفات ۸۷۱ھ ہے۔ آپ حنفی صوفی بزرگ ہیں۔ لہٰذا ہمارے دعوے کے مطابق یہاں بھی ثابت ہوگیا کہ فرقہ غیر مقلدین کی سند میں حنفی صوفی مقلدین بھی ہیں۔

۱۵۔أبو سعد بن أحمد بن أبي یوسف الھروی رحمہ اللہ (المتوفی:۴۸۸ھ)

فرقہ غیر مقلدین کی سند میں ابوالفتحؒ کے بعد چھٹا نام أبو سعد بن أحمد بن أبي یوسف الھرویؒ کا ہے۔ آپ کا پورا نام أبو سعد محمد بن أحمد بن أبي یوسف الھروی ہے۔ آپ کا سنہ وفات ۴۸۸ھ ہے۔ آپ فقہ شافعی سے تعلق رکھتے ہیں۔ فرقہ غیر مقلدین کی سند یہاں بھی بالکل منقطع ہے کیونکہ ان سے پہلے جو ابوالفتحؒ کا نام رقم ہے ان کا سنہ پیدائش ۷۹۰ھ ہے اور أبي یوسف الھروی کا سنہ وفات ۴۸۸ھ ہے لہٰذا ان دونوں کے درمیان بھی تقریباً ۳۰۲سال کا فاصلہ ہے اس لئے ان کی بھی آپس میں ملاقات ثابت نہیں اور ساتھ ہی أبي یوسف الھروی بھی فقہ شافعی کے مقلدین میں سے ہیں۔ لہٰذا ہمارے دعوے کے مطابق یہاں بھی ثابت ہوگیا کہ فرقہ غیر مقلدین کی سند میں شافعی مقلدین بھی کثرت سے موجود ہیں۔

۱۶۔محمد الفارسینی رحمہ اللہ

آپ کا پورا نام المعمر محمد بن شاد بخت الفارسی الفرغانیؒ ہے۔ آپ بھی صحیح بخاری روایت کرنے والوں میں سے ہیں لیکن آپ کے مکمل حالات معلوم نہ ہوسکے۔

۱۷۔یحیٰ ابن عمار رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۵۸ھ)

آپ کا پورا نام المعمر أبي لقمان یحیٰ بن عمار بم مقبل بن شاھان الختلانیؒ ہے۔ آپ بھی صحیح بخاری روایت کرنے والوں میں سے ہیں۔ آپ کے بارے میں کتابوں میں صرف اتنا ذکر ملتا ہے کہ آپ نے ۱۴۳سال کی عمر پائی اور اصول حدیث میں روایت کا سماع حاصل کرنے کی کم سے کم عمر ۵سال ہے جبکہ امام فربریؒ (جنہوں نے امام بخاریؒ سے سب سے پہلے بخاری شریف کا سماع حاصل کیا) کا سنہ وفات ۳۲۰ھ ہے لہٰذا اس حساب سے آپ کا سنہ وفات ۴۵۸ھ نکلتا ہے۔

۱۸۔الامام الفربری رحمہ اللہ (پیدائش:۲۳۱ھ-وفات:۳۲۰ھ)

آپ کا پورا نام اَبو عبد اللہ محمد بن یوسف بن مطر بن صالح بن بشر الفربریؒ ہے۔ آپ امام بخاریؒ کے خاص تلامذہ (شاگرد) میں سے ہیں۔ آپ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے امام بخاری سے صحیح بخاری کا سماع حاصل کیا۔ آپ بھی شافعی مسلک ہیں۔

محدث' لاہور — صحیح بخاری ---- روایات اور نسخے

حدیث و سنت — شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہ الفلاح

امام بخاریؒ اور الجامع الصحیح

الجامع الصحیح' روایات اور نسخے

صحیح بخاری کی شہرت اور محدثینِ وقت اور اساتذۂ فن کی توثیق تو مصنفؒ کی زندگی میں ہو چکی تھی اور فربری کی روایت کے مطابق نوے ہزار اہل علم مؤلف الجامع سے اس کا سماع کر چکے تھے اور کسی کتاب کا مصنف کی زندگی میں اس قدر مقبول ہو جانا صاحبِ کتاب کی خوش نصیبی اور کتاب کی عظمت کی دلیل ہے۔

تاہم مصنف سے اتصالِ سند کے ساتھ جو روایات اور نسخے ہم تک پہنچے ہیں وہ بقول ابن حجر رحمہ اللہ پانچ ہیں۔ ان پانچ روایات کے علاوہ کچھ دیگر روایات بھی ہیں جن پر اعتماد ہو سکتا ہے۔

(۱) روایت ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن مطر بن صالح بن بشر الفربری الشافعی (۲۳۱-۳۲۰ھ) موصوف نے اولاً اپنے قصبہ "فربر" میں علی بن خشرم اور دیگر محدثین سے سماع کیا' پھر امام المحدثین سے "الجامع الصحیح" کا سماع کیا۔ ابن خیر مالکی لکھتے ہیں:

سمع الفربری الکتاب من البخاری مرتین، مرة بفربر ۲۴۸ ومرة ببخاری

"فربریؒ نے امام بخاری سے دو مرتبہ بخاری کا سماع کیا ایک مرتبہ فربر میں ۲۴۸ھ اور ایک مرتبہ بخارا میں" (۳۱)

(۳۱) فہرست ابن خیر ص ۹۵

-74-

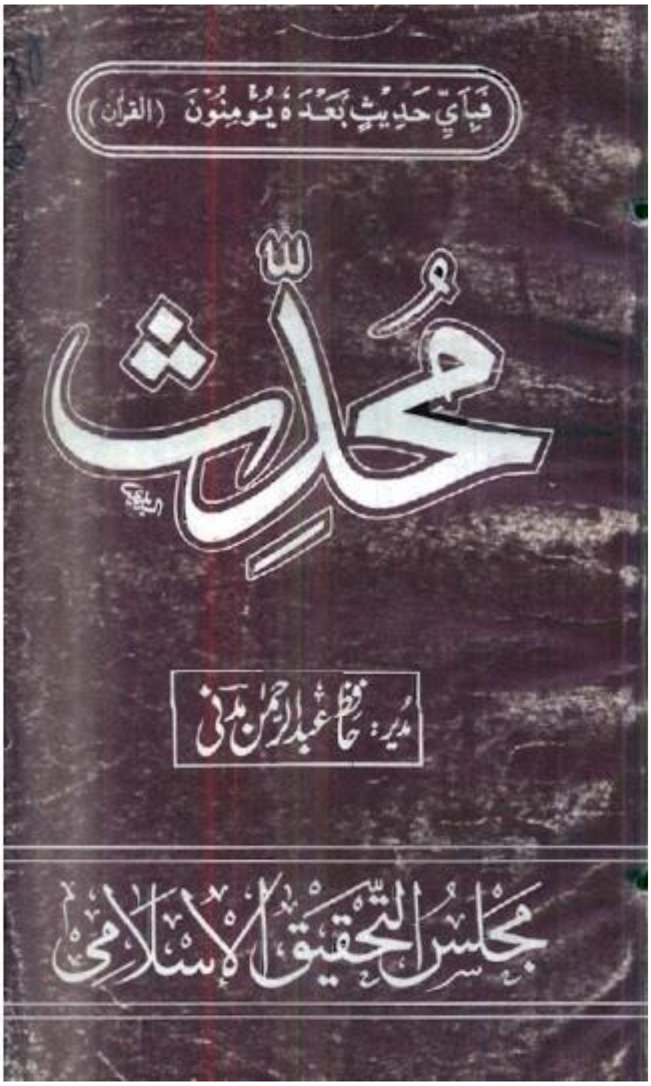

۱۹۔ امیر المومنین فی الحدیث محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (پیدائش: ۱۹۴ھ - وفات: ۲۵۶ھ)

امام بخاری رحمہ اللہ کی شخصیت کسی تعریف کی محتاج نہیں۔ آپ صحیح بخاری کے مصنف ہیں اور آپ کی بخاری میں روایت کردہ تمام احادیث کی سند جناب رسول مقبول حضرت محمد ﷺ پر جا کر ختم ہوتی ہے۔ فرقہ غیر مقلدین کی سند میں بقیہ ائمہ کرام کی طرح امام بخاریؒ کا شمار بھی شافعی مقلدین میں ہوتا ہے۔

الإمام تاج الدین السبکی رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۷۱ھ) نے ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) کا تذکرہ اپنی کتاب "طبقات الشافعیہ" میں کیا ہے: "آپ فرماتے ہیں کہ انہوں (امام بخاریؒ) نے سماع (حدیث) کیا ہے زعفرانی، ابو ثور اور کرابیسی سے، میں کہتا ہوں (امام سبکیؒ کہتے ہیں) کہ انہوں (امام بخاریؒ) نے امام حمیدی سے فقہ حاصل کی تھی اور یہ سب حضرات امام شافعی کے اصحاب میں سے ہیں"۔ (طبقات الشافعیۃ الکبری: ج ۲، ص ۲۱۴)

فرقہ غیر مقلدین کے عالم نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی امام بخاریؒ کے شافعی المذہب ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ (الحطۃ فی ذکر صحاح الستہ: ص ۱۳۱)

اسی طرح شیخ الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی اپنی کتاب "الانصاف فی بیان سبب الاختلاف" میں امام تاج الدین سبکیؒ اور شارح مسلم علامہ نوویؒ کے حوالے سے نہایت تفصیل کے ساتھ امام بخاریؒ کے شافعی المذہب ہونے کا ذکر کیا ہے۔(الانصاف فی بیان سبب الاختلاف اردو ترجمہ:۲۹-۲۸)

الحمد اللہ ہم نے فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیثوں کی پہلی سند کو سورج کی روشنی کی طرح واضح کر دیا ہے کہ اس سند میں امام شوکانی سے پہلے جتنے بھی ائمہ کرام کا نام درج ہے ان میں سے ایک بھی غیر مقلد نہیں تھے بلکہ سب کے سب یا تو شافعی مقلدین ہیں یا پھر حنفی یا مالکی مقلدین میں سے ہیں۔ حتیٰ کہ امام بخاریؒ کا بھی شافعی مقلد ہونا ثابت ہے۔ لہٰذا امام شوکانی کے بعد کی سند فرقہ غیر مقلدین کی سند ہرگز نہیں ہو سکتی۔

فرقہ غیر مقلدین کی دوسری سند کا علمی و تحقیقی تعاقب

۱۔ حامد بن حسن الشاکر رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۱۷۳ھ)

فرقہ غیر مقلدین کی دوسری سند میں امام شوکانی کے بعد جو پہلا نام درج ہے وہ حامد بن حسن الشاکر کا ہے جو کہ ایک زیدی شیعہ عالم ہیں۔ ان کا پورا نام حامد بن حسن بن محمود شاکر الیمنی ہے۔ ان کا سنہ وفات ۱۱۷۳ھ ہے اور یہ ایک زیدی شیعہ عالم تھے۔ فرقہ غیر مقلدین کی پیش کردہ دوسری سند میں امام شوکانی کے بعد پہلا نام ہی زیدی شیعہ عالم کا ہے لہٰذا ہمارے دعوے کے مطابق یہاں بھی ثابت ہو گیا کہ فرقہ غیر مقلدین کی پیش کردہ تمام اسناد شیعوں پر ہی جا کر ختم ہوتی ہے۔

۲۔ السید احمد بن عبد الرحمٰن الشامی رحمہ اللہ (المتوفی: ۹۳۵ھ)

فرقہ غیر مقلدین کی دوسری سند میں امام شوکانی کے بعد دوسرا نام عبد الرحمٰن الشامیؒ کا ہے۔ آپ کا پورا نام السید احمد بن عبد الرحمٰن الشامی ہے اور آپ کا سنہ وفات ۹۳۵ھ ہے۔ آپ ایک صوفی بزرگ ہیں۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ فرقہ غیر مقلدین نے اپنی پہلی سند کو اس بنیاد پر ضعیف اور مجہول قرار دیکر چھوڑ دیا تھا کہ ان کی پہلی سند صوفیوں اور مجاہیل سے بھری پڑی ہے جبکہ ان کی دوسری سند میں بھی صوفی بزرگ موجود ہیں جن پر یہ کفر اور شرک کے فتوے لگاتے ہیں۔

۳۔ محمد بن حسن العجیمی رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۱۵۶ھ)

فرقہ غیر مقلدین کی دوسری سند میں امام شوکانی کے بعد تیسرا نام محمد بن حسن العجیمیؒ کا ہے۔ آپ کا سنہ وفات ۱۱۵۶ھ ہے۔ آپ حنفی مقلدین میں سے ہیں۔ لہٰذا ہمارے دعوے کے مطابق یہ بات بھی ثابت ہو گئی فرقہ غیر مقلدین کی دوسری سند میں بھی حنفی مقلدین ہیں۔ فرقہ غیر مقلدین کی دوسری سند کے ضعف اور ان کے علماء کی ناقص تحقیق کا اندازہ اس بات سے ہی لگایا جا سکتا ہے کہ فرقہ غیر مقلدین نے اپنی اس سند میں عبد الرحمٰن الشامیؒ (جن کا سنہ وفات ۹۳۵ھ ہے) کا نام پہلے لکھ دیا اور محمد بن حسن العجیمیؒ (جن کا سنہ وفات ۱۱۵۶ھ ہے) کا نام بعد میں لکھا، حالانکہ محمد بن حسن العجیمیؒ (المتوفی:۱۱۵۶) کا نام پہلے آنا چاہیئے تھا اور عبد الرحمٰن الشامیؒ (المتوفی: ۹۳۵ھ) کا نام بعد میں۔ بہر حال فرقہ غیر مقلدین کی سند یہاں بھی منقطع ہے کیونکہ عبد الرحمٰن الشامیؒ کا سنہ وفات ۹۳۵ھ ہے اور محمد بن

حسن العجیمیؒ کا سنہ پیدائش ۱۱۵۶ھ ہے لہٰذا ان دونوں وفات میں تقریباً ۲۲۱ سال کا فاصلہ ہے اس لئے ان کی بھی آپس میں ملاقات ثابت نہیں۔

۴۔ احمد بن محمد العجل الیمنی رحمہ اللہ (پیدائش:۹۸۳ھ – وفات:۱۰۷۴ھ)

فرقہ غیر مقلدین کی دوسری سند میں محمد بن حسن العجیمیؒ کے بعد جو نام رقم ہے وہ احمد بن محمد العجل الیمنیؒ کا ہے۔ آپ کا سنہ پیدائش ۹۸۳ھ اور سنہ وفات ۱۰۷۴ھ ہے۔ فرقہ غیر مقلدین کی دوسری سند یہاں بھی منقطع ہے کیونکہ محمد بن حسن العجیمیؒ اور احمد بن محمد العجل الیمنیؒ کی آپس میں ملاقات ثابت نہیں ہے۔

۵۔ یحییٰ الطبری رحمہ اللہ (پیدائش:۹۷۶ھ – وفات:۱۰۳۳ھ)

فرقہ غیر مقلدین کی دوسری سند میں احمد بن محمد العجل الیمنیؒ کے بعد جو نام رقم ہے وہ یحییٰ الطبریؒ کا ہے۔ آپ کا پورا نام رضی الدین بن یحییٰ بن مکرم الطبری الشافعی ہے۔ آپ کا سنہ پیدائش ۹۷۶ھ اور سنہ وفات ۱۰۳۳ھ ہے۔ آپ مسجد الحرام کے امام اور شافعی مسلک تھے۔

مِنَ العَصرِ الجاهلي حتى سنة ٢٠٠٢م

الجزء الرابع

المحتوى:

عبد الفتاح عايش - قيصر

منشورات

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

معجم الأدباء / ج٤ ١٩ باب العين

العلوي الحسني: أديب مغربي، من فقهاء المالكية، ولي قضاء مكناس في أواخر عمره وتوفي بها، له «شرح همزية البوصيري» في مجلدين ضخمين، و«شرح التحفة لابن عاصم».

مصادر ترجمته:

الذيل التابع لإتحاف المطالع - خ الأعلام ٤/ ٤٤.

النُعيمي

(٨٤٥ - ٩٢٧هـ/ ١٤٤٢ - ١٥٢١م)

عبد القادر بن محمد بن عمر بن محمد بن يوسف بن عبد الله بن نُعَيم، أبو المفاخر: مؤرخ دمشق في عصره، من علماء الحديث، مولده ووفاته في دمشق، من كتبه «الدارس في تاريخ المدارس - ط»، مجلدان و«العنوان، في ضبط المواليد والوفيات لأهل الزمان - خ»، و«تذكرة الإخوان في حوادث الزمان»، و«التبيين في تراجم العلماء والصالحين»، و«تحفة البررة في الأحاديث المعتبرة»، و«إفادة النقل في الكلام على العقل».

مصادر ترجمته:

المنتخب من شذرات الذهب - خ والشذرات ٨: ١٥٣ والكواكب السائرة ١: ٢٥٠ والخزانة التيمورية ٣: ٣٠٥ و Brock. S. 2:164 الأعلام ٤/ ٤٣.

عبد القادر المبارك

(١٣٠٤ - ١٣٦٤هـ/ ١٨٨٧ - ١٩٤٥م)

عبد القادر بن محمد بن محمد المبارك الجزائري الدمشقي: أديب، غزير العلم بمفردات اللغة، جزائري الأصل، مولده ووفاته في دمشق، اشتغل بالتعليم، وكان من أعضاء المجمع العلمي العربي، له كتب منها: «فرائد الأدبيات العربية» وترجم عن التركية «المعلومات المدنية» مدرسي، وله كتاب مخطوط بعنوان «شرح المقصورة الدريدية».

مصادر ترجمته:

مجلة المجمع العلمي العربي ٢١/ ٨١، الأعلام ٤/ ٤٥، الموسوعة الموجزة ١٨/ ١١٠.

الطبري المكي

(٩٧٦ - ١٠٣٣هـ/ ١٥٦٨؟ - ١٦٢٤؟م)

إمام الحجاز، محب الدين، عبد القادر بن محمد بن يحيى بن مكرم بن محب الدين بن رضي الدين.. الحسيني نسباً، الطبري المكي ولد في ٢٧ صفر سنة ٩٧٦ ونشأ بمكة واكمل حفظ القرآن وهو ابن اثنتي عشرة سنة، ثم حفظ عدة متون في الفقه والحديث والنحو وبعد هذا شرع في دراسة أمهات الكتب على معاصريه من العلماء كالرملي عند مجاورته بمكة والشربيني وعبد الرحيم بن أبي بكر الحنفي وجمال الدين بن إبراهيم العصامي ومحمد بن عبد العزيز الزمزمي ومحمد البهنسي وعلى الهروي فدرس الفقه والنحو والصرف والعروض والمنطق وغيرها دراسة وافية، وكانت الكتب المختلفة التي درسها في شتى العلوم كثيرة جداً، وساعده ذكاؤه واطلاعه فتصرف في النظم والنثر وأنشأ الرسائل البديعة ثم عكف على دراسة الجغميني في الهيئة وشرح التجريد للقوشجي في الكلام وكليات شرح الموجز في الطب للنفيسي، وقرأ جانبا من شرح الهداية في الحكمة، وهو خلال ذلك يعنى بالتصنيف والبحث والتتبع حتى توفي سنة ١٠٣٣هـ. وقد صنف كتبا عديدة كان منها: «مقدمة سماها درة الاصداف السنية في ذروة الاوصاف الحسنية» و«كتاب يشتمل على خلاصة اربعين علماً» سماه «عيون المسائل من أعيان الرسائل» وشرح على الدريدية سماه «الآيات المقصورة على الأبيات المقصورة»، شرح على سيرته التي نظمها سماه «حسن السريرة في حسن

الرحلة في رواياته ودراياته، وأما الفقه فإنه مالك في زمانه وناصب أعلامه، وأما النحو فإنه محيي ما درس من رسومه، ومبدي ما أبهم من معلومه، وإذا ضل طالبوه عن محجته اهتدوا إليها بنجومه، ورثه لا عن كلالة، وقام به أتم قيامٍ فلو رآه سيبويه لأقر له لا محالة، وأما آدابه ومحاضراته فحدث عن البحر ولا حرج، وأما مجالساته فأبهى من الروض الأنف إذا تفتح زهره وأرج، وأما زهده في قضاياه فقد سارت به الركبان، وأما غير ذلك من محاسنه فكثير يقصر عن سردها اللسان والبنان، فهو في العلم بحر، وفي الرشد نجم، ولطلابه محط الرحال».

وقال: «وتصدر بمكة للإفتاء وتدريس الفقه والتفسير والعربية وغير ذلك، وهو إمام علامة بارع في هذه العلوم الثلاثة، ليس بعد شيخي الكافيجي والشمني أنحى منه مطلقاً، ويتكلم في الأصول كلاماً حسناً، حسن المحاضرة جداً، كثير الحفظ للآداب والنوادر، والأشعار والأخبار، وتراجم الناس وأحوالهم، فصيح العبارة جداً، طلق اللسان، قادر على التعبير عن مراده بأحسن عبارة وأعذبها وأفصحها، لا تمل مجالسته، كثير العبادة والصلاة والقراءة والتواضع ومحبة أهل الفضل والرغبة في مجالستهم» أ.هـ.

وفاته: سنة (٨٨٠هـ) ثمانين وثمانمائة.

من مصنفاته: «هداية السبيل في شرح التسهيل» يعتني بضبط ألفاظه وتفسيرها خصوصاً ما يتعلق باللغة، لم يتم، «وحاشية على التوضيح»، «وحاشية على شرح الألفية للمكودي» وغيرها.

١٧٨٢- الحسيني الطبري*

اللغوي، المفسر: عبدالقادر بن محمد بن يحيى بن مكرم بن محب الدين بن رضي الدين بن محب الدين بن شهاب الدين بن إبراهيم .. الحسيني الطبري.

ولد: سنة (٩٧٦هـ) ست وسبعين وتسعمائة.

من مشايخه: الرملي، والشيخ عبدالرحيم بن أبي بكر بن حسان الحنفي وغيرهما.

كلام العلماء فيه:

• خلاصة الأثر: «إمام في العربية» أ.هـ.

• معجم المفسرين: «عالم أديب، ناظم، مشارك في أنواع من العلوم من أفاضل الشافعية في الحجاز مولده ووفاته بمكة، وولي الإمامة والإفتاء بها» أ.هـ.

وفاته: سنة (١٠١٨هـ)، وقيل: (١٠٣٣) ثمان عشرة، وقيل: ثلاث وثلاثين وألف.

من مصنفاته: رسالة في قوله تعالى: «﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾ سماها: «عرائس الابكار وغرائس الأفكار»، و«كشف النقاب عن أنساب الأربعة الأقطاب» وغير ذلك.

* خلاصة الأثر (٢/ ٤٥٧)، سلافة العصر (٤٢)، نزهة الجليس (٢/ ٢٦٤)، البدر الطالع (١/ ٣٧١)، وفيه ولد (٩٧٢هـ)، وتوفي (١٠٣٢هـ)، الأعلام (٤/ ٤٤)، وفيه أن وفاته (١٠٣٣هـ)، معجم المؤلفين (٢/ ١٩٧)، معجم المفسرين (١/ ٢٩٣).

۶۔ جدہ محب الطبری رحمہ اللہ (پیدائش:۶۱۵-وفات:۶۹۴ھ)

فرقہ غیر مقلدین کی دوسری سند میں یحییٰ الطبریؒ کے بعد جو نام رقم ہے وہ محب الطبریؒ کا ہے۔ آپ کا پورا نام الشیخ محب الدین الطبری الشافعی ہے۔ آپ کا سنہ پیدائش ۶۱۵ھ اور سنہ وفات ۶۹۴ھ ہے۔ آپ بھی فقہ شافعی سے تعلق رکھتے تھے۔

۷۔ إبراہیم الدمشقی رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۰۶ھ)

آپ کا پورا نام البرهان إبراہیم بن محمد بن صدیق الرسام الدمشقی ثم المکی ؒ ہے۔ آپ کے مکمل حالات معلوم نہ ہو سکے۔

۸۔ عبد الرحیم الفرغانی رحمہ اللہ (المتوفی: ۶۵۸ھ)

آپ کا پورا نام عبد الرحیم بن ابی بکر بن عماد الدین بن ابی بکر علی بن عبد الجلیل المرغینانی الفرغانیؒ ہے۔ آپ بھی فقہ حنفی سے تعلق رکھتے تھے۔

الحمد اللہ ہم نے فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیثوں کی دوسری سند کو بھی سورج کی روشنی کی طرح واضح کر دکھایا کہ ان کی پیش کردہ دوسری سند میں امام شوکانی سے پہلے حامد بن حسن الشاکر کا نام درج ہے جو کہ ایک زیدی شیعہ عالم تھے اور ان کے بعد جتنے ائمہ کرام کا نام درج ہے ان میں سے ایک بھی غیر مقلد نہیں بلکہ سب کے سب یا تو شافعی مقلدین ہیں یا پھر حنفی یا مالکی مقلدین میں سے ہیں۔ لہٰذا حامد بن حسن الشاکر کے بعد کی سند فرقہ غیر مقلدین کی سند ہرگز نہیں ہو سکتی۔

الحمد اللہ ہم نے یہ ثابت کر دکھایا کہ فرقہ غیر مقلدین کا وجود ہندستان میں انگریز کے دور کے بعد کا ہے اس سے پہلے اسلامی دنیا میں ان کا نام ونشان تک نہ تھا۔ پھر اُس زمانے میں عرب میں بھی تو مسلمان علماء موجود تھے لیکن اس فرقے کی سند ہندستان سے مکہ مدینہ نہیں بلکہ عبد الحق بنارسی شیعہ سے ہوتی ہوئی سیدھا یمنی شیعہ امام شوکانی پر جاکر ختم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ فرقہ غیر مقلدین کا تعلق اہلسنت والجماعت سے نہیں بلکہ ان کا شجرہ زیدی شیعوں سے جاملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فرقہ جدید کے علماء وجہلاء سب کے سب صحابہ کرامؓ اور ائمہ مجتہدین پر بدزبانی کرتے ہیں اور انہیں شیعوں کی طرح طعن وتشن کا نشانہ بناتے ہیں۔

ہماری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مومن مسلمان کو اس فرقہ جدید نام نہاد اہلحدیثوں کے شر سے محفوظ فرمائے اور ہمیں صحابہ کرامؓ اور ائمہ مجتہدین کی سرپرستی میں صحیح دین سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثمہ آمین)